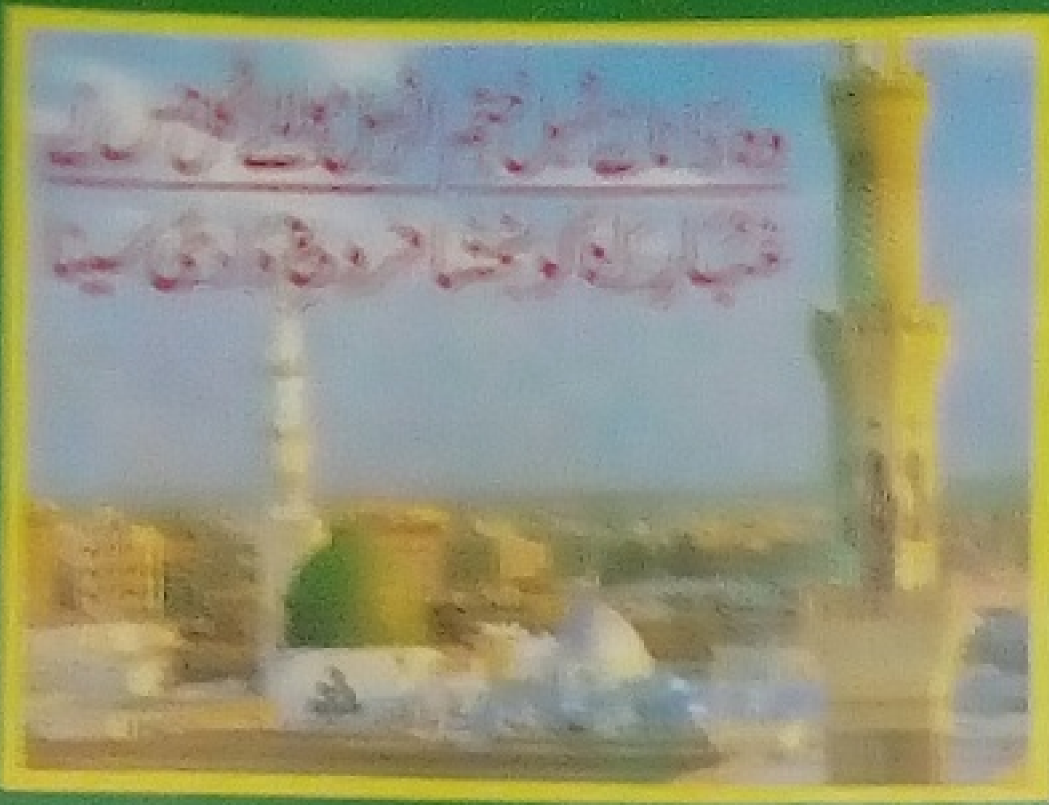
ABC تصدیق شدہ اشاعت

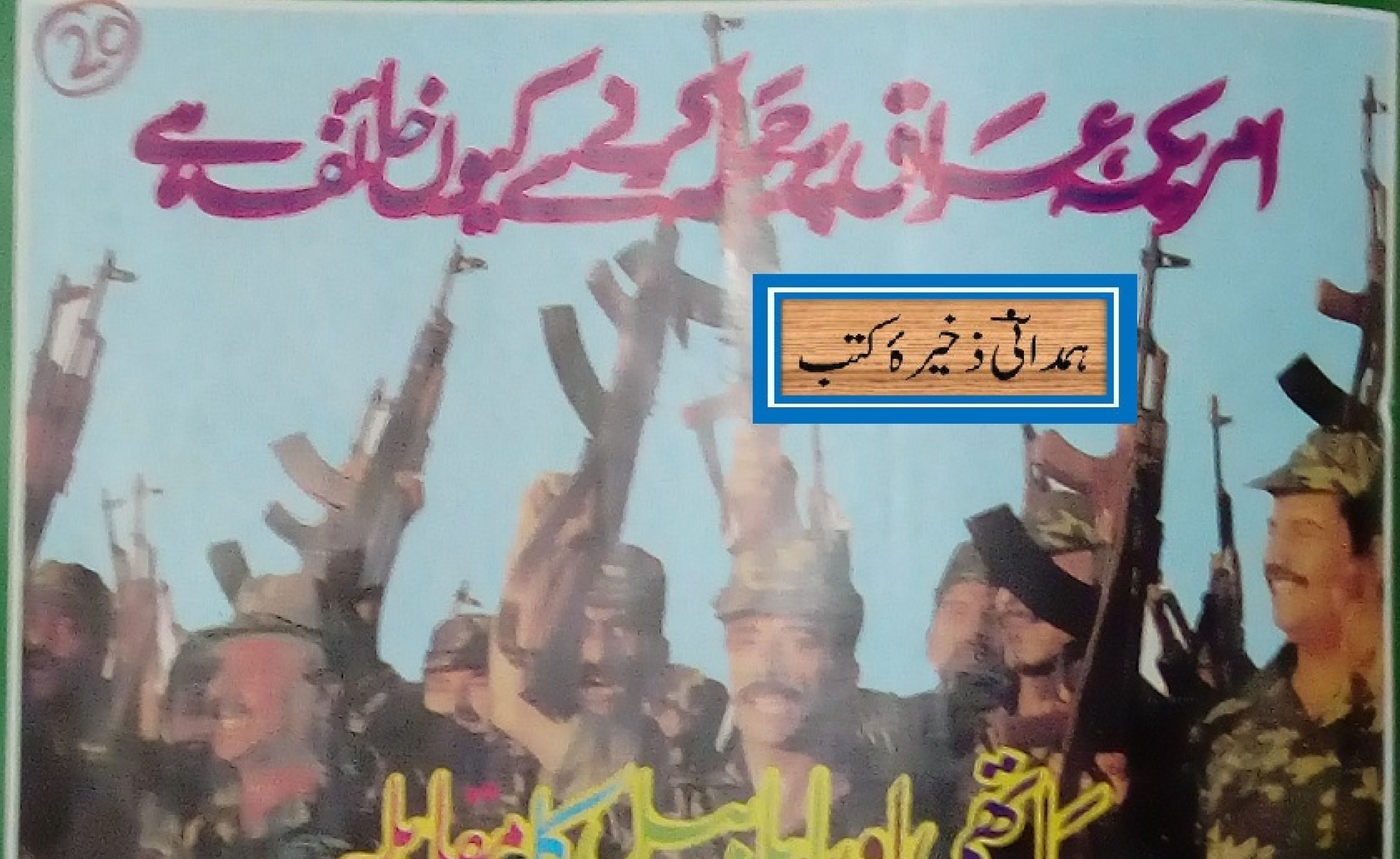
ہفت روزہ

احوال

کراچی

۴ تا ۱۰ اکتوبر ۹۰ء



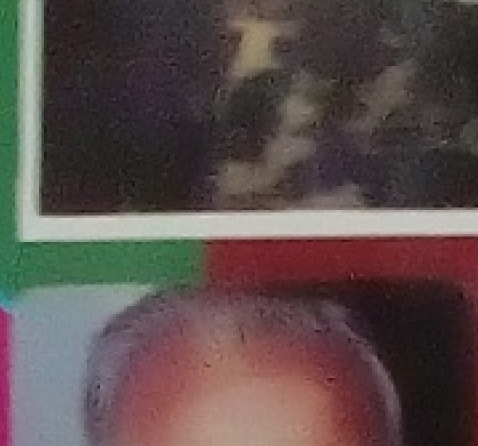


29

امریکہ عراق پر حملہ کرنے سے کیوں خائف ہے

ہاتھی اور ابابیل کا مقابلہ

اعداد و شمار کی روشنی میں



"وہ چلے جھنگ کے دامن
سکھ میں نواز شریف کے
جلسے سے پروفیسر غفور کا
واک آؤٹ

آئی جے آئی کا اتحاد ؟؟؟

سلمان تاثیر بنام نواز شریف

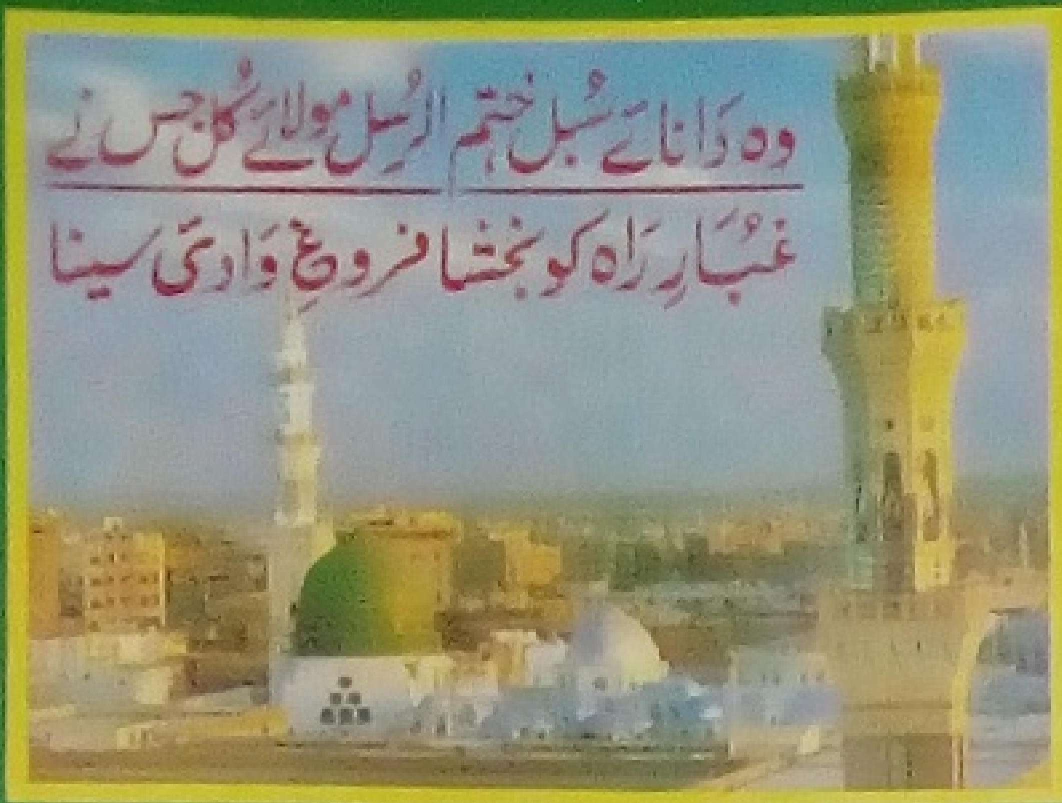
آئی جے آئی میں کدو کریلے لیڈر بن گئے!

ABC CERTIFIED
تصدیق شدہ اشاعت

ہفت روزہ

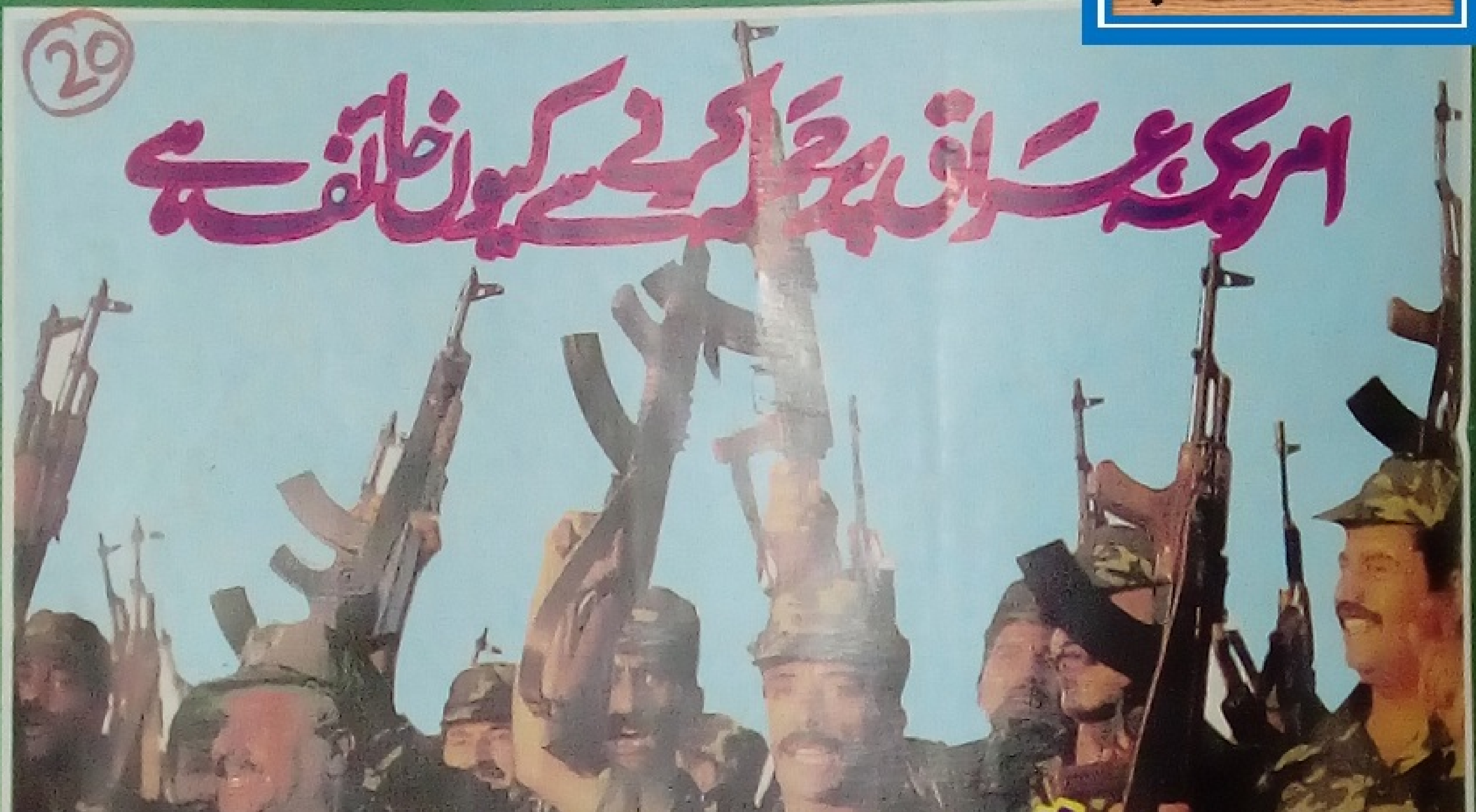
احوال کراچی

۴ تا ۱۰ اکتوبر ۹۰ء



(29)

امریکہ عراق پر حملہ کرنے سے کیوں خائف ہے



ہاتھی اور ابابیل کا مقابلہ

اعداد و شمار کی روشنی میں



"وہ چلے جھٹک کے دامن"
سکھر میں نواز شریف کے
جلسے سے پروفیسر غفور کا
واک آوٹ

آئی جے آئی کا اتحاد ؟؟؟

سلمان تاثیر بنام نواز شریف

آئی جے آئی میں کدّو کریلے لیڈر بن گئے!

ہفت روزہ

احوال کراچی

جلد (۲) شمارہ (۳۰)

اشاعت ۴؍ اکتوبر تا ۱۰ اکتوبر

قیمت: ۸ روپے

چیف ایڈیٹر: محمد احمد صدیقی

مدیر اعلیٰ: ابوجنید

20

اس شمارے میں

زرِ تعاون سالانہ

پاکستان	۳۰۰	روپے
سعودی عرب	۲۰۰	ریال
متحدہ عرب امارات	۲۰۰	درہم
بھارت و بنگلہ دیش	۴۵	امریکی ڈالر
افریقہ و ایشیا	۵۰	امریکی ڈالر
یورپ	۵۵	امریکی ڈالر
امریکہ و آسٹریلیا	۶۰	امریکی ڈالر

زرِ تعاون پاکستانی کرنسی میں کسی ایسے بنک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی کراچی میں برانچ ہو۔

دفترِ رابطہ

۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر
ریجنسی مال عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی

فون: ۵۱۲۷۷۵

پبلشر محمد احمد صدیقی نے النور پبلیکیشنز کے تحت پرنٹر ارشاد احمد خان مشرق پریس ۶۰ ۱کورٹ روڈ سے چھپوا کر ۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر ریجنسی مال شاہراہِ عراق صدر کراچی سے شائع کیا

دو سخن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدہ میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے۔ اور ان کی صفت انجیل میں۔ جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا۔ پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی۔ پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

سورۃ الفتح۔ آیت ۲۸۔ ۲۹ (کنزالایمان)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا۔ درآں حالیکہ اس کے پاس ایک گھوڑا دو لمبی رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اچانک اس گھوڑے کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس کے گرد گھومنے اور بتدریج اس کے قریب ہونے لگا۔ اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح کو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ سکینہ ہے جو قرآن مجید کی برکت سے نازل ہوئی۔ سکینہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جس کی وجہ سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح مسلم)

وہ چلے جھٹک کے دامن......

آئی جے آئی کا اتحاد ؟؟؟

آئی۔ جے۔ آئی۔ کے رہنما ۲۴ اکتوبر کے عام انتخابات کے اعلان کے بعد ہر چند کہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ ان کے اندرون خانہ بڑھتے ہوئے اختلافات منظر عام پر نہ آئیں مگر ان کے اختلافی بیانات ان کے اتحاد کی قلعی کھولتے رہے ہیں۔ ان کا ون ٹو ون کا فارمولا جس کا انہوں نے بڑے طمطراق سے اعلان کیا تھا اب خواب پریشاں ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ بیشتر نشستوں پر وہ اپنا مطلوبہ فارمولا نافذ کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ رہی سہی کسر آئی۔ جے۔ آئی کے سربراہ نواز شریف کے حالیہ دورہ کراچی ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین سے مصالحتی مذاکرات اور ان کے اس بیان نے پوری کر دی جس میں نواز شریف نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ اسلامی اتحاد ایم کیو ایم کے مقابلہ میں اپنے امیدوار کھڑے نہیں کریگا اور سندھ میں آئی جے آئی کی جانب سے ابھی تک کسی کو قومی یا صوبائی اسمبلی کے لئے ٹکٹ نہیں جاری کیا گیا۔

نواز شریف کے اس بیان پر جماعت اسلامی نے سخت رد عمل کا اظہار کیا ہے قائم مقام امیر جماعت اسلامی خرم مراد نے نواز شریف کے بیان کو انتہائی افسوسناک قرار دیتے ہوئے اسے اسلامی جمہوری اتحاد کے اب تک کے تمام فیصلوں کی خلاف ورزی کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میاں صاحب کی ایسی کارروائیاں اتحاد میں ایسے رخنے پیدا کر دیں گی جن کا بھرنا ناممکن ہوگا۔ اسلامی جمہوری اتحاد سندھ کے سیکریٹری اور جماعت اسلامی کے رہنما عبدالستار افغانی نے میاں نواز شریف کے فیصلہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ کسی فرد واحد کو آئی جے آئی کے فیصلوں کو کالعدم قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

مذکورہ بالا بیان پر جماعت اسلامی کی برہمی یہاں تک بڑھی کہ سکھر میں نواز شریف کے جلسہ سے جماعت کے نائب امیر پروفیسر غفور احمد مولانا جان محمد عباسی واک آؤٹ کر گئے۔ واک آؤٹ میں جماعت کے رہنماؤں کا پیر فضل حق نے بھی ساتھ دیا جو آئی جے آئی کے ڈپٹی سیکریٹری اطلاعات ہیں۔ پیر فضل حق نے اپنے ایک علیحدہ بیان میں کہا ہے کہ نواز شریف کا یہ بیان یکطرفہ ہے جو انہوں نے ہم سے مشورہ کئے بغیر دیا ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم سے نواز شریف کا یہ معاہدہ ہمیں منظور نہیں انہوں نے تنظیم کی خلاف ورزی کی ہے۔ ہماری سوچ لسانی اور طبقاتی نہیں اور اب مسلم لیگ کے رویہ کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔ ان رہنماؤں نے بطور احتجاج اسلام الدین شیخ کی جانب سے دیئے گئے عشائیے میں بھی شرکت نہیں کی یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جلسہ گاہ کے باہر جمعیت مشائخ کے کارکن ظالم ظالم کے نعرے لگاتے رہے۔

بعد ازاں سکھر سے کراچی واپس آکر پروفیسر غفور احمد نے نواز شریف کے فیصلہ پر اپنے سخت رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کے حالیہ اعلان نے اسی احساسات کو تقویت دی ہے کہ ان کا مقصد [illegible] یہ فیصلہ کرنے کا اختیار انہیں حاصل نہیں ہے خود انہوں نے [illegible] سے آئی جے آئی کی [illegible] نہیں تھی۔

نواز شریف کے حالیہ اعلان سے ایک ہی تصور ابھرتا ہے [illegible] کے نائب صدر قاضی حسین احمد کی جانب سے ایک بیان سامنے آیا کہ نواز شریف نے علاقائی جماعت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے [illegible] نواز صاحب کے اس عمل سے [illegible] حقیقت یہ ہے کہ خود نواز شریف علاقائی سوچ کے حامل ہیں [illegible] پنجابی ٹولہ کہلاتا ہے جو علاقائی اور صوبائی تعصب میں [illegible] حامی نواز شریف ہی ہیں۔

ایک جیسی سوچ رکھنے کے سبب نواز شریف اور الطاف حسین میں گہری چھنتی ہے۔ اگر آئی جے آئی [illegible] کے باوجود بھی نواز شریف [illegible] قیادت ان فاصلوں کو تمام [illegible] ان کی خوشی کی اس ملاقات کے بعد [illegible] حمایت اختیار کرنے [illegible] علاقائی اور لسانی سوچ [illegible] مذاکرات کے بعد بھی متضاد بیانات سامنے آئے ہیں۔ [illegible] نے اعلان کیا کہ آئی جے آئی کراچی اور حیدرآباد میں اپنے امیدوار کھڑے نہیں کرے گا۔ آئی جے آئی اور ایم کیو ایم [illegible] کے بعد اعلان [illegible] سمجھوتہ نہیں ہوا بلکہ اتفاق رائے ہوا ہے۔

حال ہی میں اتحاد کے مولانا عبدالستار خان نیازی نے [illegible] انتخابی مفاہمت ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ [illegible] کا مطالبہ ہے۔ [illegible] مولانا عبدالغفور [illegible] نے اعلان کیا ہے کہ اگر آئی جے آئی نے انہیں ٹکٹ نہیں دیا تو وہ [illegible] کے بیٹے کے نام سے الیکشن لڑنے [illegible] طرح شاید مولانا نیازی کو بھی کسی دن ایسا ہی اعلان کرنا پڑے [illegible] اسلامی جمہوری اتحاد نے نیازی گروپ کو ان کی مطلوبہ [illegible] انکار کر دیا ہے اور انہوں نے اپنا اتحاد ختم کر دیا [illegible] شاید ایسے ہی موقع کے لئے شاعر نے کہا تھا

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

[illegible] نواز شریف [illegible] حال ہی میں ایک آمر کے ہاتھ [illegible] میں بھی نواز شریف کو لگ جائے [illegible] نواز شریف [illegible]

[illegible] مسلم لیگ کے صدر محمد خان جونیجو [illegible]
نواز شریف کے [illegible] مسلم لیگ کے [illegible] اعلان [illegible]
خلاف [illegible] نواز شریف [illegible]
کے آگے [illegible] نواز شریف کے [illegible] امیدوار
[illegible] نواز شریف کی حمایت [illegible]
[illegible] نواز شریف کے حالیہ بیان [illegible] ایم کیو ایم نے
ایم کیو ایم کے مقابل آئی جے آئی کے امیدوار [illegible] سے متعلق دیا
[illegible] امیدوار [illegible] کہا کہ "[illegible]
[illegible] اس اعلان
[illegible]
[illegible] ایسا ہی کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔

درحقیقت ایم کیو ایم اب اس اتحاد سے محروم ہے جو پہلے اسے حاصل تھا اس کے ووٹروں میں ایک خاص [illegible] اس کے خلاف [illegible] ایسے بہت سے لوگ ہیں جو دبے لفظوں میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں کہ ایم کیو ایم نے ہمیں کیا دیا؟ کسی محاذ پر بھی کوئی کامیابی حاصل نہیں کی۔ کراچی اور حیدرآباد کا کوئی مسئلہ حل نہیں کیا [illegible] بے روزگار [illegible] مسئلہ بھی حل [illegible] سے متعلق مسائل [illegible] ایم کیو ایم کا [illegible] ہے جن کے [illegible] روزگار [illegible] کے لئے [illegible] کراچی وحیدرآباد کو حاصل تھا وہ بھی [illegible] لہٰذا ایم کیو ایم کو ووٹ کرنے سے فائدہ؟ کیوں نہ قومی جماعتوں کو ووٹ دیا جائے جو انتخابی میدان میں موجود ہیں۔ اسی [illegible] سوچ کی لہر نے ایم کیو ایم کو خوفزدہ کیا ہوا ہے اسی لئے وہ آئی جے آئی جماعتوں کے لئے کہیں بھی کوئی حلقہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ کراچی وحیدرآباد [illegible] ———— کامیابی نصیب ہو جانے [illegible] کراچی وحیدرآباد کی [illegible] پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ کراچی کے حلقہ [illegible] ۱۸۳ [illegible] ایم کیو ایم کی کامیابی مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ کیونکہ یہاں سے [illegible] پارٹی [illegible] کامیاب ہوئی تھی [illegible] پیپلز پارٹی [illegible] ہیں ان کے ووٹوں کی مجموعی تعداد ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں ۴۲۰۵۰۹ تھی جب کہ اس حلقہ سے ایم کیو ایم نے ۳۴۲۰۹ ووٹ حاصل کئے تھے۔

یہی صورت حال حلقہ ۱۹۰ اور ۱۹۱ کی ہے یہاں بھی ایم کیو ایم کی کامیابی بہت مشکوک ہے خاص طور سے ایسی صورت میں جب کہ پیپلز پارٹی نے ایم کیو ایم کے خلاف امیدواروں کی بھرپور حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔ حلقہ ۱۹۰ میں ایم کیو ایم کے امیدوار فاروق ستار نے ۹۶۰۴۲ ووٹ لئے تھے جب کہ ان کے مخالف امیدواروں نے مجموعی [illegible] ووٹ حاصل کئے تھے۔ اسی حلقے سے

پیپلز پارٹی نے ۳۲۰۴۲ ووٹ لئے تھے اور وہ دوسرے نمبر پر رہی تھی۔ اس طرح حلقہ ۱۹۱ میں ایم کیو ایم کے ۳۶۸۱۶ ووٹوں کے مقابلے میں مخالفوں کے ووٹوں کی تعداد ۳۵۳۶۶ تھی۔ اس طرح یہ بھی اس حلقے [illegible] امیدوار ہیں۔ جنہیں اس دفعہ پیپلز پارٹی کی اعانت کے ساتھ پی پی آئی کی حمایت بھی حاصل ہوگی۔

مذکورہ بالا خطرات کے پیش نظر ایم کیو ایم چاہتی ہے کہ آئی جے آئی اسے حیدرآباد اور کراچی میں واک اوور دے دے۔ اسی مطالبہ کو اس نے نواز شریف سے منوانے کی کوشش کی ہے اس کے جواب میں ایم کیو ایم اندرون سندھ آئی جے آئی کو سپورٹ دینے پر تیار ہوئی ہے، دوسری جماعتیں جو کراچی وحیدرآباد کے عوام میں وقوع پذیر ہونے والی ذہنی تبدیلی کو محسوس کر رہی ہیں اس لئے وہ اپنے امیدواروں کو انتخابی میدان میں رکھنا چاہتی ہیں قرین قیاس یہی ہے کہ آئی جے آئی میں شامل جماعتیں خاص طور سے جماعت اسلامی نواز شریف کے حالیہ فیصلہ کو قبول نہیں کریں گی تو اس طرح جہاں ایک طرف آئی جے آئی کے ون ٹو ون نہ رہنے کو مزید دھچکا لگے گا وہاں دوسری طرف آئی جے آئی کا پہلے سے خطرے کی زد میں مستقبل مزید تاریکی کا شکار ہو جائے گا۔

دریں اثناء ریٹرننگ افسران نے پروفیسر غفور احمد کے جاری کردہ سرٹیفکیٹ یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ الیکشن کمیشن کی طرف سے انہیں یہ ہدایت ملی ہے کہ آئی جے آئی کے صدر میاں نواز شریف کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ ہی قبول کئے جائیں۔ یاد رہے کہ آئی جے آئی کے آئین میں کہا گیا ہے کہ آئی جے آئی کے صدر سیکریٹری کے مشترکہ دستخط سے سرٹیفکیٹ جاری کئے جائیں گے، مگر نواز شریف بطور صدر آئی جے آئی صرف اپنے دستخطوں سے سرٹیفکیٹ جاری کر رہے ہیں جو آئی جے آئی کے آئین سے انحراف ہے۔ پروفیسر غفور نے اس صورت حال کے خلاف چیف الیکشن کمشنر سے احتجاج کیا ہے۔ (جنگ کراچی یکم اکتوبر)

میاں نواز شریف کی اس فریب دہی کے نتیجے میں پروفیسر غفور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ریٹرننگ افسر کے دفتر میں پریشان حال گھوم رہے تھے اس لمحہ انہیں وہ وقت ضرور یاد آنا چاہیے تھا جب وہ اسی انداز فریب دہی سے ۸۸ء کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ محمد خان جونیجو کو پاکستان عوامی اتحاد سے ہائی جیک کر کے آئی جے آئی میں لے گئے تھے آج اس دھوکہ کا جواب انہیں نواز شریف کے ہاتھوں مل گیا ہے نظیر اکبر آبادی کہہ گئے ہیں۔

ع
یہ دنیا جس کا نام ہے یہ اور طرح کی بستی ہے
مہنگوں کو تو مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اٹھتے ہیں ہر آن عدالت لگتی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

امریکہ عراق پر حملہ کرنے سے کیوں خائف ہے

ہاتھی اور ابابیل کا مقابلہ

اعداد و شمار ○ کی ○ روشنی ○ میں

اقوام متحدہ نے پچھلے ہفتے ایک قرارداد کے ساتھ عراق پر معاشی ناکہ بندی کے بعد اور جارحانہ رویہ اختیار کیا اور اب فضائی ناکہ بندی کی قرارداد پاس کردی اس قرارداد کے پیش نظر بغداد میں فضائی طور پر مکمل ناکہ بندی ہو گئی ہے۔ جس کے تحت تمام مسافر اور بار بردار جہازوں پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ تمام حربے ایک مسلم حکومت کے خلاف یہودی اور صیہونی طاقتوں کی مرضی اور منشاء پر کئے جا رہے ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان تمام غیر اخلاقی اور انسانیت سوز کارروائی میں سعودی عربیہ کے حکمران کی "ہاں" بھی شامل ہے۔ مغربی طاقتیں ان حربوں کے ذریعہ صدر صدام پر اعصابی جنگ مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے اعصاب کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح بھی صدر صدام توصلہ چھوڑ دیں اور مغربی طاقتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں۔ مبصرین کا خیال ہے کہ یہ حربہ بھی ناکامی سے دوچار ہوگا۔ اور مغربی طاقتوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ اس حربہ کے ذریعہ بش کو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوں گے۔ باوجود اس کے کہ فضائی طور پر سخت ناکہ بندی کی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو رہی ہے اس لئے کہ عراق کو لیبیا، یمن، شمالی کوریا اور سوویت یونین سے برابر امداد پہنچ رہی ہے ان ناکامیوں کے بعد امریکہ کے پاس سوائے اس کے اب کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ عراق پر حملہ کرے۔ لیکن اس کی یہ تمنا بھی خاک میں اس وقت مل گئی جب روس نے اس کو متنبہ کیا کہ اگر خلیج میں جنگ چھیڑی گئی تو یہ صرف خلیج ہی تک محدود نہ ہوگی، بلکہ عالمی جنگ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس تناظر میں صرف اس بات کا انتظار ہے کہ کیا صدر صدام حسین ان تمام ناکہ بندیوں کو توڑ کر کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گے۔ یا جھنجھلاہٹ میں خود جنگ پر آمادہ ہو جائیں گے۔ ویسے صدر صدام کے اعصاب بہت مضبوط ہیں یہ اوچھے ہتھکنڈے ان کے اعصاب کو کمزور نہیں کر سکتے مغربی مبصرین کا خیال ہے کہ صدر صدام کی ہر حکمت عملی پر بش جھنجھلا جاتے ہیں۔ ان کے ذہن پر صدر صدام اس قدر چھائے ہوئے ہیں کہ جتنا مغربی ابلاغ عامہ صدر صدام کو

محمد احمد صدیقی

تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ اتنا ہی صدر صدام ایک عالمی لیڈر کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ایک مغربی مبصرین نے تو تبصرہ کرتے ہوئے کہا بش + تھیچر + متراں + حسنی مبارک + دوسرے اتحادی برابر ہیں ایک صدام کے بلکہ اکیلا صدام ان سب پر حاوی ہے۔ امریکن جنگی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ صدام کے لئے اس وقت تین راستے ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کو انہیں قبول کرنا ہوگا۔

۱:- صدام کی کوشش یہ ہوگی کہ پوری دنیا سے عائد درآمدی اور فضائی ناکہ بندی کا سامنا کس طرح کرتے ہیں اور کس طرح اس مشکل گھڑی سے نبرد آزما ہوتے ہیں



سعودی عرب میں تعینات امریکی ٹیکنیشن F.15 طیارے کی مرمت کر رہا ہے

۲:- اگر انہیں اس میں ناکامی ہوئی تو کیا وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جنگی قوت سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔

۳:- یا وہ کچھ شرائط پیش کر کے گفتگو پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن ان کی شرائط ایسی کٹھن ہوگی جو امریکہ کے لئے ناقابل قبول ہوگی۔

انہی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ صدام معاشی ناکہ بندی کا بڑی جرأت اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کریں گے حالانکہ وہ ۸ سال تک ایران سے براہ راست جنگ کرتے رہے ہیں۔ لیکن ناکہ بندی کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے ایران ان کی ہر طرح کی مدد کرے گا۔ امریکہ کو پریشانی اس بات کی ہے کہ گذشتہ ماہ چار عراقی ٹینکر عراق کے آئل ٹرمینل مینا البکر سے ایران کے ٹرمینل جزیرہ خرگ کو روانہ کئے گئے عراق کی تدبیر یہ ہے کہ بجائے عراقی جہازوں کو بین الاقوامی کھلے سمندر میں لے جانے

صدر صدام کے اعصاب بہت مضبوط ہیں یہ اوچھے ہتھکنڈے ان کے اعصاب کو کمزور نہیں کر سکتے



ایران کی مدد سے عراق ناکہ بندیوں کے جال کو توڑ دے گا،
اس صورتحال سے امریکہ اور اس کے اتحادی سخت پریشان ہیں

کے ــــ جہاں اس کو امریکی جنگی جہازوں کی مدافعت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایران کے ٹرمینل پر پہنچایا جائے اس طرح سے ایران، عراق کے تیل کو برآمد کرنے میں مدد دے گا۔ دوسرا متبادل راستہ یہ ہے کہ عراق چالیس کلومیٹر پائپ لائن ایران کی سرحد تک بچھائے اور جس پر کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اور اس طرح ایران کی مدد سے عراق اپنا تیل برآمد کرے۔ ایران کی مدد سے عراق ان ناکہ بندیوں کے جال کو توڑ دے گا۔ اور ناکہ بندی کے تمام اثرات زائل ہو جائیں گے۔ اس نئی صورت حال سے امریکہ اور اس کے اتحادی سخت پریشان ہیں۔ امریکی سراغ رساں ایجنسی کے مطابق عراق اس طرح سے ۵۰۰۰۰۰ بیرل تیل روزانہ برآمد کر سکے گا۔ حالانکہ یہ عراق کی معاشی ناکہ بندی سے پہلے اس کی پوری برآمد کا ۱/۵ حصہ ہوگا۔ عراق ناکہ بندی سے پہلے ۲۰ء۲ ملین بیرل تیل روزانہ برآمد کرتا تھا۔ لیکن پھر بھی ۵۰۰۰۰۰ بیرل تیل روزانہ برآمد کر کے عراق تقریباً ۱۰ ملین ڈالر کی آمدنی روزانہ حاصل کر سکے گا۔ اس طرح سے عراق اس پوزیشن میں ہو جائے گا کہ وہ غذائی اجناس براستہ ایران ٹرکوں کے ذریعہ حاصل کر سکے گا۔ امریکی تبصرہ نگار حیرت اور تعجب کا اظہار کر رہے ہیں اور معاشی ناکہ بندی پر کفِ افسوس مل رہے ہیں۔ انہیں اس بات کی کسی طرح بھی توقع نہ تھی کہ دو ملک جو آٹھ سال تک جنگ و جدال میں مبتلا رہے ہیں آخر کس طرح اپنے دشمن کی اس طرح مدد کر سکتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ عراق کو ایران سے پوری امداد حاصل ہو رہی ہے۔ اس منصوبہ بندی پر تو پہلے ایران نے سرد مہری اختیار کی تھی لیکن آیت اللہ خمینی نے امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو ایران کی مجلس نے ۱۵ ستمبر کو دو تہائی کی اکثریت سے عراق کی مدد پر آمادگی کا اظہار کیا اور اس طرح عراق اپنی تمام مشکلات پر قابو پانے کی پوزیشن میں ہو گیا۔ وہائٹ ہاؤس کے ایک مبصر کا کہنا ہے کہ ایران کی اس طرح مدد سے عراق باوجود معاشی ناکہ بندی کے تمام مشکلات پر قابو پا جائے گا۔ تو پھر معاشی ناکہ بندی پر یہ ایک "موت کا گھونٹ" ہوگا۔

واشنگٹن کو یقین تھا کہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجہ میں عراق کویت سے اپنی فوجیں جلد واپس بلا لے گا۔ عراق میں تعینات مغربی مبصر کا کہنا ہے کہ معاشی ناکہ بندی کے نتیجہ میں صدام کویت سے اگر پوری طرح نہیں تو کچھ حصہ خالی کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور کسی نہ کسی طرح سے صلح کے متلاشی ہونگے لیکن موجودہ صورت حال نے اور ایران کے راستہ تیل برآمد کرنے میں کامیاب ہو جانے کے بعد صدر صدام کا مؤقف اور سخت ہو گیا ہے اور صدر صدام بش کو سیاسی میدان میں مات پر مات دیئے چلے جا رہے ہیں، اسطرح بش کی پوزیشن بین الاقوامی طور پر کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے اور بش کی ناکام پالیسی کی بناء پر امریکہ میں بھی ان کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے دوسرا سب سے بڑا مسئلہ بش کے لئے سعودیہ میں امریکی فوج کی تعیناتی کا ہے امریکی فوجیوں کو یہ تاثر دیا گیا تھا کہ جلتے ہی ان کو عراق کو فتح کرنا ہے لیکن اتنے دن گزر جانے کے بعد وہی "انتظار" کی کیفیت ہے، بش کی گیدڑ بھبکی بری طرح ناکام ہو چکی ہے جس کے ردعمل میں امریکی فوجی جوانوں کی بیویاں اور بچے اب امریکی حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ کیا امریکی فوجی اب "مر" کر ہی واپس آئیں گے، اس احتجاج نے بش کے لئے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے اس جھنجھلاہٹ میں ہو سکتا ہے بش کے پاس اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہ ہو کہ وہ عراق پر فوج کشی کی تیاری کا عملی منصوبہ شروع کر دیں لیکن روس کے انتباہ کے پیش نظر کہ اگر امریکہ نے خلیج میں جنگ شروع کی تو یہ صرف خلیج تک محدود نہ ہوگی بلکہ عالمی جنگ کی شکل اختیار کر جائے گی، بش کے لئے اور پریشانی کا سبب بن گئی ہے۔

جنگ اگر ہوئی تو صورتحال یوں ہے، مندرجہ ذیل ٹیبل پر عراق کے ساز و سامان اور امریکہ اور اسکے اتحادیوں کی جنگی قوت کے اعداد و شمار پیش

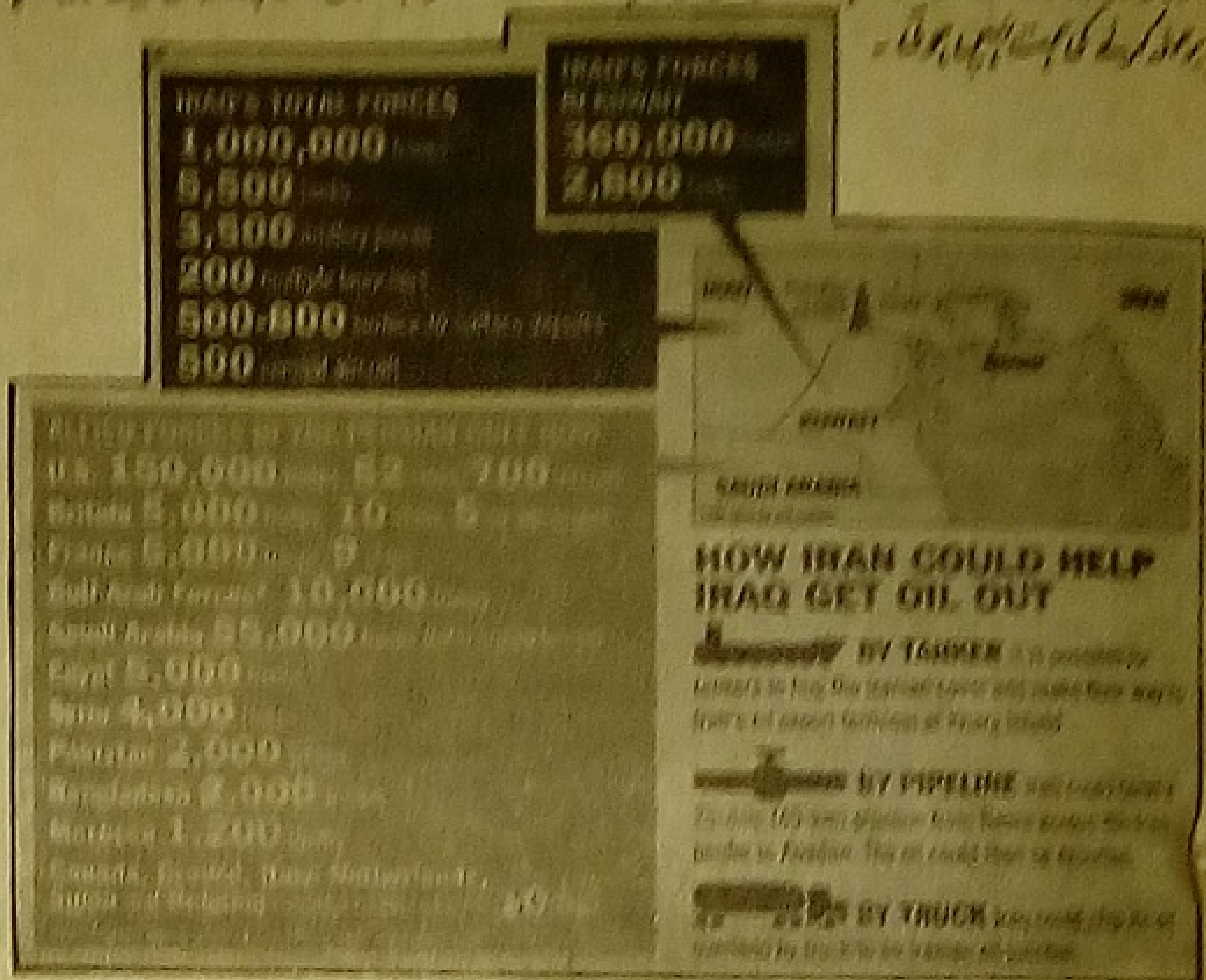
جتنا مغربی پریس عراقی صدر کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے، اتنا ہی صدر صدام حسین ایک عالمی لیڈر کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں!

بش کی ناکام پالیسی کی بناء پر امریکہ میں ان کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے۔ ان کی گیدڑ بھبکی بری طرح ناکام ہو چکی ہے

پولیو کے جسم میں داخل ہوتے ہی دشمن فوجی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے جس کا علاج موت کے اور کچھ نہیں

کی پیداوار میں سے تاریخی کا اندازہ ہو سکتا ہے حالانکہ امریکہ کے صدر بش نے پوری دنیا کی افواج اور گرد و پیش کو اکٹھا کر رکھا ہے لیکن پھر بھی عراق پر حملہ کرنے کی بات نہیں ہو رہی۔

دو حملہ کرنے والے ملک کے پاس ان کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے لیکن صدام امریکی فوجی طاقت کے سامنے مغرب ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ



جنگی ماہرین کا کہنا ہے کہ حملہ آور کو حملہ کئے جانے والے ملک کی قوت سے ایک اور تین کی برتری ہونا چاہیے یعنی جو ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ کرے

وہ کسی طرح بھی حملہ کرے اور اپنی پسپائی اور زوال کا خطرہ مول لے۔ حملہ کرنے کی صورت میں امریکہ سب سے پہلے عراق سے ایران جانے والی نئی نصب شدہ

چاہیں تو ... صدام کا منصوبہ ہے کہ وہ سعودی عرب کے تیل کے کنوؤں کو تباہ کر کے مغرب کی معیشت کو تباہ کر دے گا سعودی عرب کے تیل کے ذخائر ہی ان پر دباؤ ڈالنے ... اس کے علاوہ امریکی جنگی ماہرین اس بات سے بھی خائف ہیں کہ صدام کیمیاوی گیس سے ... کیمیاوی گیس کے علاوہ جراثیمی جنگی ہتھیاروں سے بھی ... پولیو ... فضا میں بکھیر دے گا جس کو دشمن کے فوجی سانس کے ذریعے اپنے جسموں میں داخل کر لیں گے اور داخل کرتے ہی ایسی خطرناک بیماری سے دوچار ہو جائیں گے جس کا علاج سوا "موت" کے اور کچھ نہیں۔

دوسری طرف امریکہ کو یہ بھی خطرہ ہے کہ جنگ کی صورت میں عراق اسرائیل پر حملہ کر دے گا۔ عراق اپنے مغربی حصے سے اسرائیل پر حملہ کرے گا اور اس طرح وہ تل ابیب اور یروشلم کو پانچ منٹ میں تباہ و برباد کر دے گا۔ ان خطرات کے تحت امریکہ اور اس کے اتحادی عراق پر جنگ مسلط کرنے سے خائف ہیں۔

●●

ہمارا قائد لاثانی ہے

ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ نافذ کرنا مسلمانوں کی اہم ذمہ داری ہے کیونکہ ہمارے علماء و مشائخ نے اسی مقصد کے لئے پاکستان حاصل کیا تھا اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ بہرحال مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ تک ہماری کوششیں جاری رہیں گی ان خیالات کا اظہار مولانا غلام سرور نورانی نے گزشتہ روز یہاں جہلم میں حافظ محمد اسحاق کی زیر صدارت پیر غلام علی شاہ کے عرس پاک کی تقریب کی آخری نشست میں دوران خطاب کیا۔ ادارہ

اسلامیہ نورانیہ جہلم کے سربراہ مولانا غلام سرور نورانی نے کہا کہ ہم استحکام پاکستان اور سالمیت پاکستان چاہتے ہیں اسی لئے ہم قائد اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی کی قیادت میں کام کر رہے ہیں ہمارا قائد لاثانی ہے اور بڑے فخر سے ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارے قائد جیسا قائد کسی جماعت کو نہیں اسلامی جمہوری اتحاد اور پاکستان پیپلز پارٹی نے جس طریقہ سے کھلم کھلا ملک کو لوٹا ہے اور ملک کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں سب پر عیاں ہے۔ ملک پاکستان کے استحکام اور سالمیت پاکستان کے لئے

مقام مصطفیٰ کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ کا نفاذ از بس ضروری ہے اس لئے اب صرف اور صرف امام شاہ احمد نورانی کی مخلصانہ اور مجاہدانہ قیادت میں پوری قوم کو اکٹھا ہو جانا چاہئے۔ اسی طریقہ سے ملک کو لوٹنے والوں کے آشیانے ختم ہو سکتے ہیں اور اسلامی جمہوری اتحاد اور پیپلز پارٹی کے ان لیڈروں پر ضرب کاری لگ سکتی ہے۔

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پکے عاشق ہیں۔ آپ نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفیٰ میں ہی گزاری ہے یہی وجہ ہے کہ قائد اہلسنت علامہ نورانی ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار ملک کے ممتاز

باقی صفحہ ۵۵ پر

سلمان تاثیر بنام نواز شریف

اگر صدر غیر جانبدار ہیں تو نواز شریف کے خلاف ریفرنس کیوں دائر نہیں کرتے؟

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف کے خلاف پیپلز پارٹی کے رہنما اور سابق ایم پی اے سلمان تاثیر نے چارج شیٹ پیش کرتے ہوئے انہیں چیلنج کیا کہ وہ ہمارے ان الزامات کا جواب دیں ان تمام الزامات کے دستاویزی ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں جو پیش کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ آپ نے مری کی تحصیل میں پرائم فارسٹری کی ۳۲۳ کنال اراضی دبئی کے ظفر اقبال کو ۵۰ ہزار روپے فی کنال کے حساب سے کیوں دی اور اسے عام نیلام کرنے کے بجائے خفیہ فروخت کر کے پنجاب حکومت کو بھاری مالی نقصان پہنچایا نواز شریف صاحب جواب دیں ظفر اقبال سے آپ کا کیا رشتہ ہے۔

۲۔ نواز شریف صاحب اس ۴۵ لاکھ روپے کے بارے میں کیا جواب دیں گے جو انہوں نے کاموکی سے ایک آزاد ایم پی اے چوہدری عبدالوکیل کو گودام کے ایڈوانس کرائے کے طور پر دیئے حالانکہ اس گودام کا ابھی کوئی وجود ہی نہیں ہے حالانکہ سیکریٹری خوراک پنجاب یونس خان نے اس کی مخالفت بھی کی تھی مگر آپ نے صرف اس ایم پی اے کو خوش کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے یہ اقدام کیا نواز شریف جواب دیں کیا یہ اختیارات کا ناجائز استعمال نہیں ہے؟

۳۔ آپ نے قواعد و ضوابط کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سردار طفیل کو دریائے راوی کی کھدائی ۲۰ سال پٹے پر دے دی حالانکہ ڈائریکٹر انڈسٹریز پنجاب نے شکایت بھی کی تھی کہ اس سے پنجاب گورنمنٹ کو ۲ کروڑ روپے کا نقصان ہوگا۔

۴۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ نے اپنے وزارت اعلیٰ کے چار سالہ دور میں اپنے صوابدیدی فنڈ سے ایک لاکھ سالانہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپ نے ۴۵ ملین سے زائد فنڈز نکلوائے اور بعد میں احتساب سے بچنے کے لئے ۱۹۸۸ء کے الیکشن کے بعد گورنر سے پچھلی تاریخ سے احکامات جاری کروائے کیا آپ نے ۸۶-۱۹۸۵ء میں ۲ء۱۲ ملین ۸۷-۱۹۸۶ء میں ۳ء۱۱ ملین ۸۸-۱۹۸۷ء میں ۹ء۱۸ ملین اور ۱۹۸۸ء میں ۱۰ ملین روپے نہیں نکلوائے۔

۵۔ آپ نے آئی جے آئی کے ایم این اے چوہدری



۱۹۷۲ء میں نواز شریف کا ایک کارخانہ تھا۔ ۱۹۸۸ء میں ۱۵ کارخانے کیسے ہو گئے؟

عبدالغفور اور اس کی بیوی کو گارڈن ٹاؤن میں پلاٹ کس بنیاد پر دیئے اور بعد میں آپ نے پلاٹوں کی قیمت کا دسواں حصہ بھی اپنے صوابدیدی فنڈ سے ادا کیا ثبوت کے طور پر چیکوں کے نمبر دیئے جا رہے ہیں

۱۹-۷-۱۹۸۹ - چیک نمبر ۰۶۸۸۲ بنام چوہدری عبدالغفور مبلغ ۲۱۱۷۶۴ روپے

۱۹-۷-۱۹۸۹ - چیک نمبر ۰۶۸۸۲۳ بنام چوہدری عبدالغفور مبلغ ۲۰۹۵۰ روپے۔

۱۹-۷-۱۹۸۹ - چیک نمبر ۰۶۸۸۲۴ بنام زوجہ چوہدری عبدالغفور مبلغ ۲۱۱۷۶۴ روپے۔

۱۹-۷-۱۹۸۹ - چیک نمبر ۰۶۸۸۲۵ بنام زوجہ عبدالغفور مبلغ ۲۰۹۵۰ روپے۔

۶۔ کیا آپ نے پیپلز پارٹی کے ایم پی اے شاہد مرزا کو پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے فارورڈ بلاک میں شامل ہونے کے لئے ایک پلاٹ بطور رشوت الاٹ نہیں کیا؟ اسی پلاٹ کی قیمت بھی آپ نے اپنے صوابدیدی فنڈ سے مندرجہ ذیل چیکوں کے ذریعہ ادا کی۔

۱۱-۱۰-۱۹۸۹ چیک نمبر ۰۷۷۵۳۱ بنام شاہد مرزا مبلغ ۶۲۶۸۰ روپے۔

۱۱-۱۰-۱۹۸۹ چیک نمبر ۰۷۷۷۹۳ بنام شاہد مرزا مبلغ ۲۸۵۱۸۶ روپے

کیا یہ ہارس ٹریڈنگ نہیں ہے؟

۷۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ۱۹۷۵ء میں شہباز شریف نے ملک سے باہر جا کر دبئی میں ایک اسٹیل مل انٹرنیشنل کریڈٹ بینک سے قرضہ لے کر لگائی جب یہ منصوبہ فیل ہو گیا تو اس کو دبئی کے ایک تاجر محمد خیال کے ہاتھوں فروخت کر دیا بعد میں صدر ضیاء الحق سے اس قرضے پر سود معاف کروالیا اور فارن ایکسچینج ایکٹ کی کھلی خلاف ورزی کی کیا آپ نے اس کی گورنمنٹ آف سندھ سے اجازت حاصل کی تھی؟

۸۔ آپ نے راولپنڈی سے ایم این اے شیخ رشید کے خلاف کوئی اقدام کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ شیخ رشید کی لال حویلی میں شراب پیتے ہوئے اور مجرہ سنتے ہوئے تصویر اخبارات میں بھی چھپی تھی۔ کیا یہ سب کچھ اسلامی ہے۔

۹۔ آپ نے مجاز طور پر ۳۰ لاکھ روپیہ ڈیفنس میں دو ریسٹ ہاؤسز کی صرف فرنشنگ پر خرچ کیا یہ سب کچھ آپ نے صرف اپنے دوستوں کی آرام آسائش کے لئے کیا اور بعد میں تحریک عدم اعتماد کے دوران آپ نے سرحد کے سابق گورنر فضل حق اور فاٹا کے اراکین قومی اسمبلی کو وہاں کیوں رکھا؟

۱۰۔ پاکستان کے امیر ترین شخص ہونے کے باوجود آپ بحیثیت وزیر اعلیٰ ۶۰۰۰ روپے تنخواہ لیتے رہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب ایک امیر آدمی اقتدار میں ہو تو وہ صرف ایک روپیہ بطور تنخواہ لے گا؟

۱۱۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ آپ نے فنانس سیکریٹری پنجاب فاروق ہارون کا تبادلہ صرف اس بنیاد پر کر دیا کہ انہوں نے ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات میں آئی جے آئی کے امیدواروں کو زکوٰۃ فنڈ اور جہیز فنڈ سے بھاری رقوم دینے سے انکار کر دیا تھا۔

۱۲۔ کیا آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ دوبارہ سے آئی جے آئی کے ایک ایم این اے اکبر علی بھٹی مختلف کمپنیوں کے ذریعے ادویات اور آلات کی سپلائی اور خریداری پر پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے ۵۰ فیصد رقم وصول کرتے رہے؟ اکبر علی بھٹی یہ کروڑوں روپے کس بنیاد پر حاصل کرتے رہے۔ حالانکہ وہ خود ان کمپنیوں کے مالک ہیں۔

۱۳۔ کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ محکمہ صحت میں سپلائی کے بڑے بڑے ٹینڈر صرف اس لئے تیار کئے جاتے ہیں کہ ان کمپنیوں سے ادویات خریدی جا سکیں ان کمپنیوں کے ایجنٹ اکبر علی بھٹی ہیں۔

۱۴۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اکبر علی بھٹی ناجائز طور پر کمائے ہوئے پیسے سے کروڑوں روپیہ لگا کر ایک آئی جے آئی کا حامی روزنامہ اخبار نکال رہے ہیں۔

۱۵۔ آپ نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے مشورے کے بغیر محکمہ آبپاشی میں ۳۱ ایڈہاک انجینئروں کو مستقل کیوں کر دیا؟ آپ کے اس اقدام سے پنجاب ایڈمنسٹریشن کی توہین نہیں ہوئی؟

۱۶۔ کیا آپ نصر اللہ دریشک کے اس بیان سے

نواز شریف نے

سیاسی رشوت کے طور

پر ۵۴ لاکھ روپے ایڈوانس

دے دیئے۔

نواز شریف کی چمنیوں

کا دھواں

غریبوں کا خون ہے!

متفق ہیں جس میں انہوں نے آپ کو ہٹلر قرار دیا تھا یہ ۱۹۸۵ کی بات ہے جب نصر اللہ دریشک اور چوہدری پرویز الٰہی آپ کو وزارت اعلیٰ سے ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے۔

۱۷۔ آپ نے بہت زیادہ منافع دینے والی پتوکی اور کمالیہ شوگر ملیں بغیر ٹینڈر دیئے فروخت کر دیں کیا ملیں منافع بخش نہیں تھیں؟

۱۸۔ پنجاب حکومت نے آپ کی ہدایت پر ایک مِلک پلانٹ پرائیویٹ مالکان کو فروخت کر دیا کیا یہ پنجاب کی معیشت کو تباہ کرنے کے مترادف نہیں ہے؟

۱۹۔ جب پنجاب حکومت نے ۹۰۔۱۹۸۹ کے لئے ۶۶۶۰ ملین روپے ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کئے تو آپ نے یہ غلط پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ وفاقی حکومت ہمیں فنڈ سے محروم کر رہی ہے کیا یہ وفاقی حکومت کے خلاف کھلی بغاوت نہیں ہے؟

۲۰۔ آپ نے مفتی محمد حسین نعیمی کو گارڈن میں ایک پلاٹ بطور رشوت دیا تاکہ وہ عدالت میں مقدمہ کرے کہ بھٹو کو شہید نہ کہا جائے اس رقم کی ادائیگی چیک نمبر ۸.۱۵۷۰۱ A کے ذریعے ہوئی۔

۲۱۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ نے گلبرگ اور گارڈن ٹاؤن میں سکولوں اور ہسپتالوں کے لئے رکھی گئی زمین کو پرائیویٹ پلاٹوں میں تقسیم کر کے اپنے منظور نظر افراد کو ۷۰،۰۰۰ روپے فی کنال کے حساب سے فروخت کر دی جبکہ اس زمین کی قیمت ۱۵ لاکھ روپے فی کنال بنتی ہے۔

۲۲۔ آپ کا اتفاق ہسپتال نہ ہی ٹرسٹ ہے اور نہ ہی سرکاری تو پھر اس کے لئے رعایتی نرخوں پر بجلی کیوں حاصل کی گئی ہے جبکہ یہ رعایت صرف سرکاری عمارتوں کے لئے ہے۔

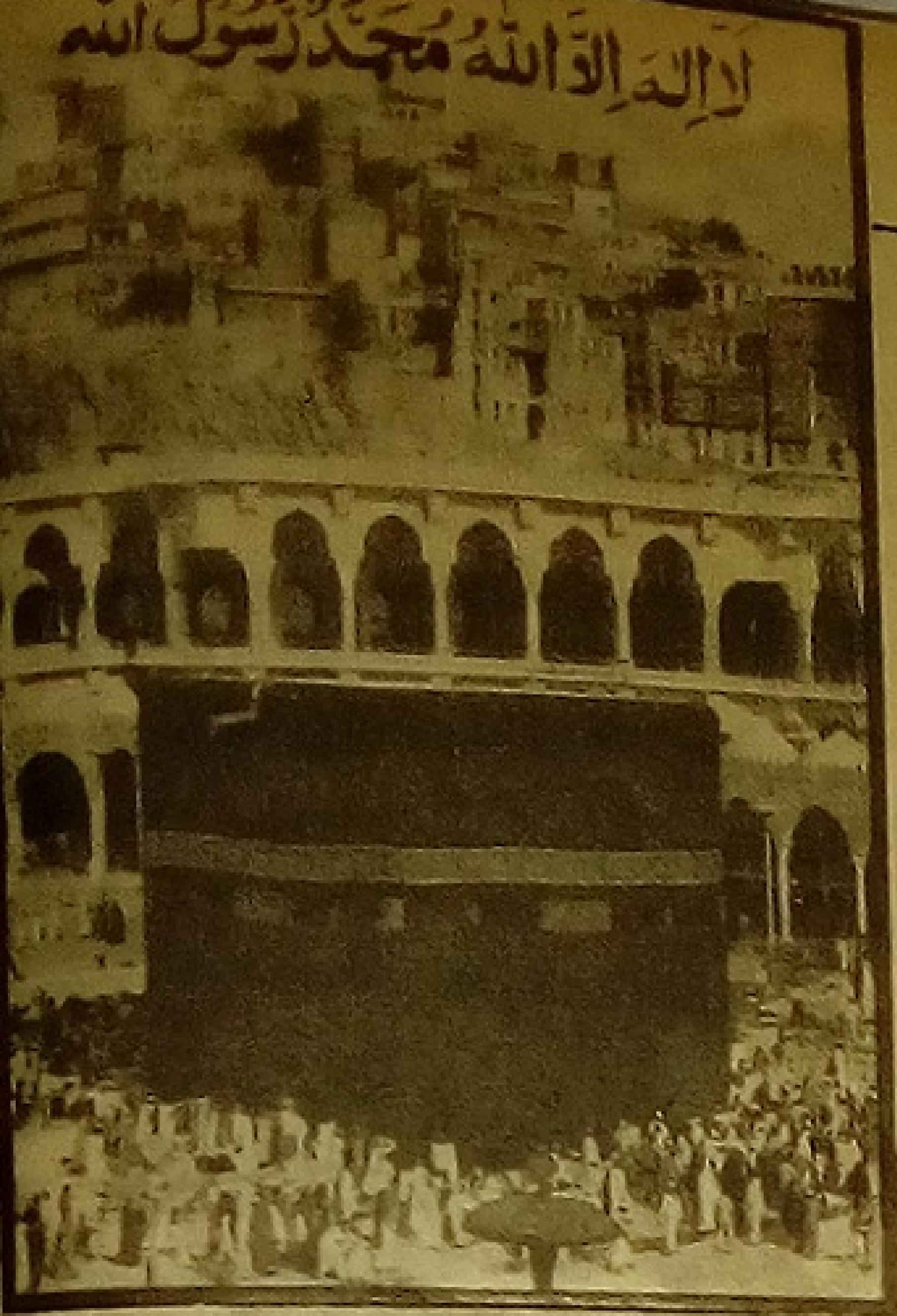
۲۳۔ بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب کیا آپ کو یہ زیب دیتا تھا کہ آپ ۱۴ اگست ۱۹۸۹ء کے جلسہ عام منعقدہ موچی گیٹ لاہور میں وزیر اعظم بینظیر اور ان کی فیملی کے متعلق غلیظ زبان استعمال کریں اور نازیبا الفاظ استعمال کریں؟ آپ کی اس حرکت سے بہت زیادہ لوگ جلسے سے اٹھ کر چلے گئے

۲۴۔ حلقہ این اے ۹۹ کے ضمنی الیکشن میں آپ نے جے یو پی کے امیدوار مولانا الوری کو غیر قانونی اور اوچھے ہتھکنڈوں سے آئی جے آئی کے امیدوار کے حق میں دستبردار کرنے کی کوشش کی ایک تحریری معاہدہ ہوا جس پر آپ کے علاوہ شہباز شریف مولانا عبدالستار نیازی امیر برکات احمد، صاحبزادہ ابوالخیر زبیر اور چوہدری شجاعت نے دستخط کئے اس معاہدے کے مطابق آپ نے مولانا الوری کو ایک بہت بڑے مدرسے کی تعمیر کے لئے کئی کنال اراضی، مدرسے کی تعمیر کے اخراجات، الیکشن کے اخراجات اور سینیٹ کی ایک سیٹ بطور رشوت دی کیا یہ ہارس ٹریڈنگ کی شرمناک مثال نہیں؟ اس معاہدے کی ایک فوٹو کاپی ڈاکٹر شیر افگن نے اسپیکر قومی اسمبلی معراج خالد کو بھی دی۔

۲۵۔ آپ جب پنجاب میں وزارت پر فائز ہوئے تو صوبہ اسوقت مالی طور پر مستحکم تھا اور اتفاق گروپ ایک اسمال انڈسٹری تھی مگر چھ برس بعد پنجاب ۸۰۵ کروڑ روپے مقروض ہو گیا اور اتفاق گروپ پاکستان کے سب سے بڑے انڈسٹریل گروپ کے طور پر سامنے آیا کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب آپ بری طرح ناکام ہوئے اور اتفاق گروپ کے سربراہ کی حیثیت سے آپ نے بہت زیادہ کامیابی حاصل کی۔

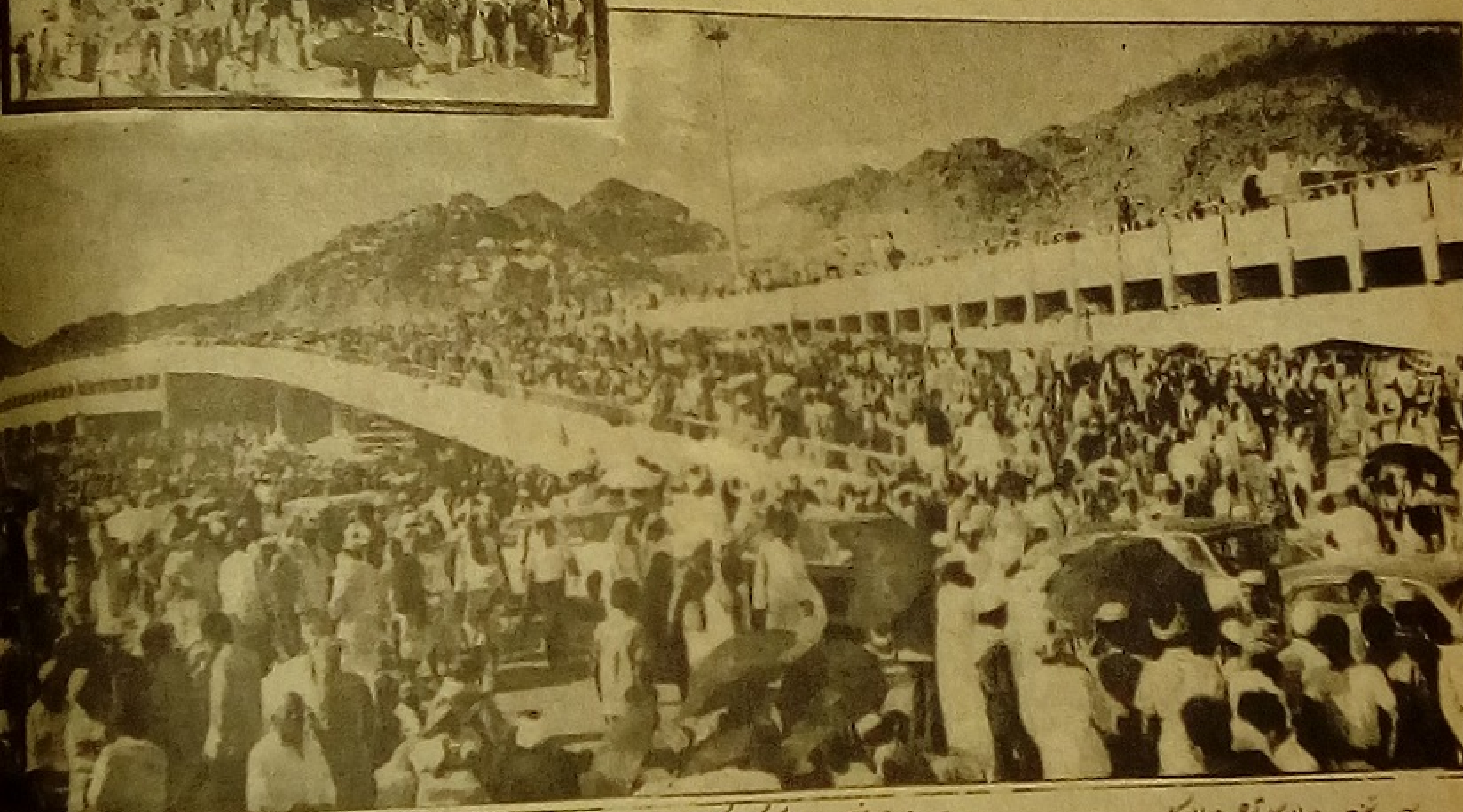
۲۶۔ آپ نے ان امیدواروں کو آئی جے آئی کے ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا جنہوں نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی تھی مگر جب ۱۹۸۸ء میں ضیاء الحق نے اسمبلیاں توڑیں اور تمام ممبران پر بدعنوانی کے سنگین الزامات لگائے تو آپ نے اپنی پارٹی ڈسپلن اور مسلم لیگ کے صدر جونیجو کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈکٹیٹر کے ساتھ جا ملے اور وزارت اعلیٰ کا عہدہ قبول کر لیا کیا آپ اس کو پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی نہیں سمجھتے؟ اب آپ آئی جے آئی کے ٹکٹ

باقی صفحہ ۲۹ پر



عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حکمرانی

میثاق مدینہ — تا — خطبہ حجۃ الوداع



تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جن و ملک ہیں ان کے سپاہی
رب کی خدائی میں ان کی شاہی

اسلام صرف مسجد و مدرسہ اور محراب و منبر ہی کا دین نہیں بلکہ کوچہ و بازار، قریہ و بستی، صحرا و گلشن اور محلات و دربار کے لئے بھی فلاح کا پیامبر ہے۔ خلوت کدوں میں ذکر و تسبیح اور خضوع و خشوع میں ڈوبی ہوئی پرکیف نمازیں ہی اس کا طرۂ امتیاز نہیں بلکہ مسند اقتدار سے عدل و انصاف کا فروغ اور جہد ... سے ... اہل ... قوتوں کا ... بھی ... کا اہم ترین تقاضا ہے۔

... سیاست کی علیحدگی کا تصور اسلام میں ...

... نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس نے انسان کی فطری وحدت قائم رکھنے کے لئے دین اور سیاست کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کر کے دین و دنیا کی علیحدگی کا تصور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ جیسا کہ اقبالؒ

حافظ عبدالخالق انجم

نے کہا ہے۔ کہ

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

لیکن شریعت اسلامی میں سیاست دین کے تابع ہے اگر کسی دور میں دین کو سیاست کے تابع کیا گیا تو پھر خالق کائنات نے فوراً اپنے محبوب بندوں کے ذریعے اس کا سد باب کیا۔ قرآن حکیم کا مطالعہ کیجئے تو ایسے کئی واقعات

نظروں سے گزرتے ہیں۔ کہیں موسیٰ و ہارون کو حکم ملتا ہے

ترجمہ:۔ "فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش و بغاوت شعار ہو چکا ہے۔"

کہیں ابراہیم علیہ السلام نمرود کی اصلاح کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔ کہیں یوسف علیہ السلام عزیز مصر سے کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔

ترجمہ:۔ "مجھے اپنی زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے بے شک میں حفاظت و امانت کی صفات عالیہ سے متصف ہوں۔" ایک جگہ طالوت کی وجہ انتخاب بیان ہو رہی ہے۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے محافظ ... (امارت کے لئے) طالوت کو چن لیا ہے اور ... علم و جسم

بھی کئی مثالیں ملتی ہیں، جن میں حالات دیکھ کر اور سیاست اسلام و دوراندیشی سے فیصلہ کیا گیا ملتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہر دشمنوں نے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو آپ اپنے بستر پر حضرت علی کو لٹا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر ہجرت کی مشکلات برداشت کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے بھرپور گرمجوشی سے آپ کا استقبال کیا اور مجبور ... ریاست و سیاست کے تمام تقاضوں کو ... وہاں بھی آپ کو ... سے ...

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لیے ہادی کامل تھے۔ آپ کی تعلیمات زندگی کے ہر گوشے پر محیط تھیں۔ آپ کو جس طرح اللہ نے ... بصیرت کا مظاہرہ ... کی طرح سیاسی بصیرت میں بھی آپ بے مثال تھے، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی
جس زاویے سے دیکھیے یکتا نظر آتے ہیں

چنانچہ آپ نے یہود اور مسلمانوں کو ایک ... سیاسی دانشمندی بصیرت اور دور اندیشی حکمت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ... کو ... معاہدہ میثاق مدینہ مرتب فرمایا جسے انصار، مہاجرین اور یہود سب نے تسلیم کیا۔ میثاق مدینہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے جو کہ بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ ... مدینہ ... اسلام ... تک ... مشکل ہو گیا تھا۔

اسلامی ریاست کا آغاز:

اس معاہدہ کی بدولت مدینہ منورہ کی شہری ریاست کا آغاز ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ریاست کے سربراہ تسلیم کیے گئے ... ایک ... قوتوں کی ... تشکیل دینے کی ضرورت ہوئی ...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم مذہبی حکومت اور سیاست دانوں کی طرح مختلف قبائل اور آپس میں منتشر افراد کو متحد اور ہموار کرنے کا کام بڑی مہارت سے کامیابی سے ... ایک ریاست، ایک اسلامی معاشرہ اور ایک ... تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے۔ تو یہ ... اصول پر ... تھا۔

... ریاست کے آغاز ... نے ... قریش اور ... دیگر ... اپنے لیے خطرہ ... اس ... عام ... مساوات ... کی ... کو ... ہو گیا ...

انفرادی طریقہ ختم کر کے اسے اجتماعی فریضہ قرار دیا۔ یہ معاہدہ قریش کے خلاف ایک بہترین ہتھیار ثابت ہوا اور دشمنان اسلام کو ... مدینہ میں بند کر دیا گیا۔

قریش مکہ یہ معاہدہ برداشت نہ کر سکے اور ہر وقت مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار رہنے لگے جب قریش کا ظلم و تشدد انتہا کو پہنچ گیا تو مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے قتال کا حکم ہوا۔ چنانچہ فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا اس دوران چند اہم غزوات بدر، احد، خندق اور خیبر میں مسلمانوں کو اصل قوتوں کا مقابلہ بڑی جوانمردی سے کرنا پڑا۔ اگرچہ یہ دور مسلمانوں کے لیے بڑا کٹھن تھا مگر اسلام کی ترقی کے مواقع روز بروز پیدا ہوتے گئے آخر وہ وقت آ گیا جب مسلمان کفار کی تمام قوتوں پر غالب آ گئے۔

فتح مکہ

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کی تاریکی

> حبیب کبریا نے جب رات کی تاریکی
> میں اپنے آبائی شہر سے ہجرت کی
> تو صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے
> ہمراہ تھے لیکن آج دس ہزار جاں نثار
> آپ کی قیادت میں
> فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تھے

میں اپنے اس آبائی شہر سے ہجرت کر گئے تھے تو ایک یار غار آپ کے ہمراہ تھا لیکن آج دس ہزار جاں نثار اپنے آقا کی قیادت میں فاتحانہ انداز سے شہر مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

حکمرانوں کا دستور رہا ہے کہ وہ جب کسی ملک کو فتح کرتے ہیں تو اس کو تہس نہس کر دیتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹیے تو آپ دیکھیں گے کہ کہیں سروں کے مینار بن رہے ہیں۔ کہیں خون کی ندیاں رواں ہیں۔ کہیں اعضاء کاٹے جا رہے ہیں۔ کہیں عورتوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے کہیں معصوم بچوں کو نیزوں پر اچھالا جا رہا ہے۔ جب منگول خان ہلاکو کی قیادت میں تاتاریوں کے لشکروں نے ملک اسلامیہ کو اپنے ... کا نشانہ بنایا تو دارالحکومت بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور دریائے دجلہ میں پانی کے بجائے خون بہہ رہا تھا۔ حکمرانوں کا یہ منظر ہی اتنا عجیب کہ انسان کبھی کبھی زندگی کا رونا رو دیتا ہے جیسا کہ مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی کی جب کہتے ہیں

ای زبردست، زیر دست آزار
گرم تا کے بماند این بازار
بچہ کار آیدت این جہانداری
مردنت بہ کہ مردم آزاری

ترجمہ: اے زبردست تو زیر دستوں پر کب تک اس دنیا میں ظلم و ستم کا بازار گرم رکھے گا۔ تیری یہ سلطنت و حکمرانی کس کام کی ہے اس مردم آزاری سے تو تیرا مر جانا بہتر ہے۔

قرآن مجید نے بھی ملوکیت کے مزاج کو بے نقاب کیا ہے۔ سورۃ نمل کی آیت ۳۴ میں ہے۔

ترجمہ: "اس میں شک نہیں کہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے معزز شہریوں کو ذلیل بنا دیتے ہیں اور یہی ان کا دستور رہا ہے۔"

اسی آیت مبارکہ کے حوالے سے اقبال نے کہا ہے کہ

آبتاؤں تجھ کو رمز آیۂ ان الملوک
سلطنت اقوام غالب کی ہے اک جادوگری

مگر آج ایک ایسا عظیم سپہ سالار اور شفقت و محبت کا پیکر عظیم انسانی قوتوں کا مالک ... شہر مکہ کو فتح کر رہا ہے۔ جس نے پہلے ہی اپنے لشکر کو یہ ہدایات جاری کر دی ہیں۔

۱۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
۲۔ جو ابو سفیان کے گھر پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے۔
۳۔ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔
۴۔ اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔
۵۔ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔
۶۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے امان دی جائے۔
۷۔ جو شخص خانہ کعبہ میں پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے

تاریخ گواہ ہے کہ اس مکہ مکرمہ کو فتح کرنے والا یہ عظیم مذہبی و سیاسی رہنما کسی گھوڑے پر سوار نہیں بلکہ اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے پیدل چل رہا ہے۔ اور اونٹنی پر اسامہ بن زید سوار ہیں آقا یہ شہر اسی کا گھوارہ ہے۔ جہاں ...

تھی جس کو مکے کے کسی بھی گھر میں
امن ... قدر اس کا طالب وہاں گھر گھر ...
جس کو تکلیف بھی دی قتل بھی کرنا چاہا
... بیکس ...

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاسی اصول

حاصل ہو گیا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے اور مسلمان ایک بہت مضبوط قوت بن کر ابھرے! اب عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سیاسی اصولوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں کی کامیابی کا سبب بنے۔

توحید و رسالت کی تبلیغ :

قرآن حکیم نے مسلمان حکمرانوں کی خصوصیات یہ بیان کی ہیں کہ ترجمہ :۔ "اگر خدا کے ان صالح بندوں کو زمین پر اقتدار مل جائے تو اقامتِ صلوٰۃ و ادائیگی زکوٰۃ کا حکم کرتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔"

چنانچہ سب سے پہلے اس مشن کی تکمیل کی طرف توجہ دی جس کے لئے آپؐ تشریف لائے تھے دین اسلام کی تبلیغ پوری شد و مد سے شروع کر دی۔ اب کسی دشمن میں اسلام کا راستہ روکنے کی طاقت نہ تھی۔ کل تک جن کے دل و دماغ پر غرور و تکبر کا غبار چڑھا ہوا تھا آج وہ عاجزی و انکساری کا پیکر بنے نظر آ رہے ہیں۔

انسانی خون کی عظمت :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سراپا رحمت تھے۔ اس لئے انسانی خون کی جو عزت و تکریم آپؐ کے دورِ اقتدار میں دیکھنے میں آئی اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ایک اندازے کے مطابق آپؐ کے دورِ اقتدار میں دس لاکھ مربع میل سے زیادہ علاقہ فتح ہوا۔ مؤرخین کی تصریح کے مطابق تمام غزوات اور اِکا دُکا جھڑپوں کی تعداد ۸۲ کے قریب ہے۔ ان تمام غزوات میں ۲۵۹ مسلمان شہید ہوئے اور ۷۵۹ دشمنانِ اسلام قتل ہوئے۔

نوجوان قیادت کا تقرر :

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نوجوان قیادت کے تقرر کو بہت اہمیت دیتے تھے اس مقصد کے حصول کے لئے جب کوئی قبیلہ اسلام اور دولت سے مالا مال ہوتا تو آپؐ اس قبیلے کے کسی ذہین نوجوان کو اس کا سردار مقرر فرما دیتے تھے۔

آپؐ کے نزدیک عزت و عظمت کا معیار جاہ و جلال اور مال و منال نہیں بلکہ شریعت اسلامی کی واقفیت تھی جس نوجوان کو قرآن مجید کی زیادہ سورتیں یاد ہوتیں وہ قوم کا امام بنا دیا جاتا۔

دفاعی شعبے کی مضبوطی :

دشمن پر رعب و دبدبہ قائم کرنے اور اس پر اپنی دھاک بٹھانے اور قتل و غارت گری کا بڑی حد تک سدباب کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ دفاعی شعبے کو اس قدر مضبوط بنایا جائے کہ دشمن آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ اسلحہ جمع کیا جائے نوجوانوں کی توجہ دفاع کے شعبے کی طرف مبذول کرائی جائے۔ انہیں جنگ کی تربیت دی جائے تاکہ وہ مشکل وقت اپنے ملک و قوم کا دفاع کر سکیں۔

اہلِ عرب صف بندی کی خوبی سے نا آشنا تھے۔ آپؐ نے اپنے جاں نثاروں کو غزوۂ بدر ہی میں صف بندی کی تربیت دینا شروع کر دی تھی غزوہ خیبر میں دشمن کی

> **آپؐ ایک ریاست اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے میں منہمک ہو گئے جو بین الاقوامیت کے اصول پر مبنی تھا!**

فوج نے قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر منجنیق سے پتھر برسائے چنانچہ اسلامی لشکر کو بھی اس کی تربیت دی گئی تھوڑی ہی مدت میں مسلمان سپاہی منجنیق کے استعمال میں ماہر ہو گئے۔ آپؐ صحابۂ کرام کو اسالیب جنگ، پہرے داری اور صحرانوردی کی مشقیں کراتے رہتے تھے۔

دشمنوں میں پھوٹ ڈلوانا :

یہ اصول بھی عہد نبویؐ میں برتا گیا تھا کہ دشمنوں کی صفوں میں پھوٹ ڈلوانے کے لئے ایسی تدابیر کی جائیں کہ میدان جنگ میں ان کے پاؤں نہ جم سکیں۔ جنگ خندق میں اس طرح کی کئی مثالیں دیکھنے میں آئیں جن کے باعث قریش محاصرہ ختم کر کے واپس جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

دل کے ایک طبقے کا دل موہ لینا :

ڈاکٹر محمد حمید اللہ "ابن ہشام" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قریش کے غلے کی منڈی جو یمامہ میں تھی۔

> **خوش نویسی**
> **مسلمانوں کے نصاب میں شامل تھی حضرت سعد بن العاصؓ بڑے اچھے خوشنویس تھے،**

بند کرا دی گئی تھی۔ اس کے باعث مکے میں قحط ہو گیا اس سال عرب میں بارش نہ ہونے سے عام کال پڑ گیا تھا اس دباؤ کی قوت کا جب قریش کو اندازہ ہو گیا تو یہ بندش اٹھا لی گئی اور وہ بہت ممنون ہوئے۔

معزز دشمنوں کا اسلام میں بھی اعزاز :

یعنی جو شخص حالت کفر میں معزز و محترم ہو تو اسلام لانے کی صورت میں بھی اسے اعلیٰ مقام سے نوازا جائے گا اس کا ذکر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے "غیر مسلم معزز دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی معزز رہیں گے"۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ابوسفیان نے جب اسلام قبول کیا تو اسے نہ صرف یہ کہ انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ بلکہ فتح مکہ والے دن اس کا گھر امن کا گہوارہ قرار دیا گیا۔ خالد بن ولیدؓ جو دشمن کی فوج کے بہت بڑے سپہ سالار تھے قبول اسلام کے بعد انہیں "سیف اللہ" جیسے خطاب سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ ایسے نومسلموں کو لشکروں کا سردار اور صوبوں کا گورنر بھی بنایا گیا۔ آپ کی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سفارتی تعلقات کی ایک جھلک

بقول ڈاکٹر حمید اللہ : "آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا، اور نو ہجری کا سال "عام الوفود" کہلاتا ہے کیونکہ دور دراز وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور مالا مال دولت سے مالا مال ہو کر جاتے"

دوسرے ممالک سے آئے ہوئے وفود کی ہر طرح سے خاطر تواضع کی جاتی تھی تاکہ وہ اس حقیقت کو محسوس کریں کہ اسلام صرف اُخروی زندگی کے لیے ہی راحت کا پیغام نہیں دیتا بلکہ اپنے ماننے والوں کو دنیا میں بھی عزت دیتا ہے حاتم طائی کا بیٹا عدی بن حاتم آپؐ سے ملنے کے لیے مدینہ منورہ آیا تو آپؐ نے اس کے لیے مسند بچھائی۔

سفانہ بنت حاتم قید کر کے لائی گئیں تو اس خاتون نے بارگاہ رسالتؐ میں فریاد کی کہ میرا

جیسے سردار کی بیٹی ہوں مجھے خصوصی رعایت دے کر رہائی دلائی جائے" چنانچہ آپؐ نے فرمایا بیشک تم ایک سخی کی بیٹی ہو ہم تمہیں تمہارے باپ کے حوالے سے رہا کرتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکے لیے دعائے مغفرت بھی کرتے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ تعلیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ "بے علم نتواں خدا را شناخت" خدا شناسی کے ساتھ ساتھ خود آگاہی بھی علم کی مرہونِ منت ہے، علم کی ضرورت کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا علمی ضرورت کی اسی اہمیت کے پیش نظر آپؐ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی اور اس کے ایک حصہ میں چبوترہ "صفہ" کے نام سے بنایا گیا، یہی اسلام کی پہلی اقامتی یونیورسٹی تھی جہاں مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم تجوید القرآن فقہ، علم ہیئت وغیرہ سے نوازنے کا انتظام تھا۔

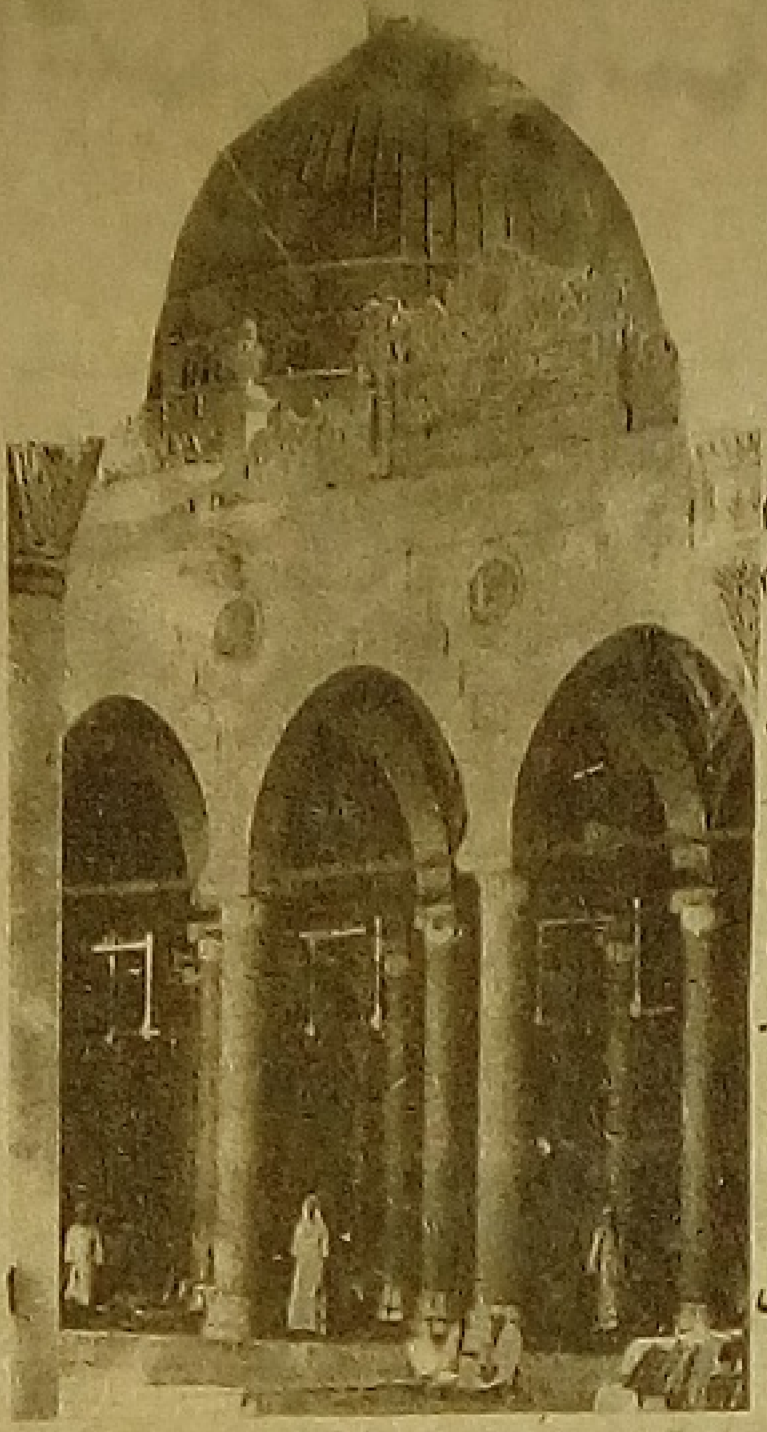
جب اسلامی ریاست کے سفارتی امور کو نپٹانے کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا بھی حکم دیا، چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی سیکھنے کا حکم ملا اور اسی طرح دوسرے مسلمانوں نے غیر ملکی زبانیں سیکھیں۔

خوشنویسی مسلمانوں کے نصاب میں شامل تھی حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بڑے خوشنویس تھے، "اصحاب صفہ" کو جو تعلیم دی جاتی تھی اس میں لکھنا بھی شامل تھا۔ (سیرت النبیؐ جلد دوئم صہ ۱۹)

قرآن و سنت کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ آپؐ نے حکم دیا کہ نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم ترکہ کی ریاضی مبادی، طب، علم ہیت، علم الانساب اور علم تجوید القرآن کی تعلیم دی جایا کرے۔

(عہد نبویؐ میں نظام تعلیم صہ ۱۷-۱۶)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نصاب تعلیم لچکدار تھا جس قسم اور جس وقت کے حالات اور تقاضے سامنے آتے تھے ان کے مطابق ان کے حل کرنے کا طریق کار وضع کر لیا جاتا تھا مثال کے طور پر گھوڑے اس وقت نہایت جنگی اہمیت رکھتے تھے، اسلئے گھڑ سواری اور دوڑ کی مشقیں کی جاتی تھیں انکے باقاعدہ مقابلے ہوتے تھے جنگی حالات کے پیش نظر اسلحہ سازی کی تربیت دی جاتی تھی جنگی ہتھیار بنانے کے کارخانے



لگوانے کے لیے ماہرین کو یمن بھیجا گیا، خندق کی کھدائی کے سلسلے میں مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کے تجربات اور علم سے فائدہ اٹھایا تربیت جسمانی کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی۔

خطبہ حجۃ الوداع

۱۰ھ ہجری میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقعہ پر مکہ معظمہ کے قریب میدان عرفات میں موجود ایک لاکھ سے زائد انسانوں کے عظیم اجتماع سے خطاب فرمایا ان ارشادات عالیہ کو خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے جس کے چند نکات یہ ہیں۔

مسلمانوں کا جان و مال محترم اور محفوظ قرار دیدیا

"لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت و آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن، اس مہینے اور شہر میں حرام ہے۔"

خونی انتقام باطل قرار دیدیا

"سنو! جاہلیت کے تمام دساتیر اور رسم و رواج کو میں اپنے پاؤں سے پامال کرتا ہوں، زمانہ جاہلیت کے تمام خون اور انتقام باطل کر دیئے گئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے ایک فرد ربیعہ بن حارث کے خون کو معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔"

سودی نظام کا خاتمہ

"زمانہ جاہلیت کے تمام سودی تقاضے اور واجبات ختم کر دیے گئے ہیں، سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس کا سود معاف کرتا ہوں۔"

میاں بیوی کے حقوق کا تعین

"لوگو! عورتوں کے حقوق کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انکو اللہ کی امانت کے طور پر (عقد نکاح) میں لیا ہے عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہاری عزت و ناموس کی حفاظت کریں اور تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ تم ان کو نان و نفقہ اور لباس وغیرہ مہیا کرو

رنگ و نسل کی تفریق کا خاتمہ

سن لو! نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر، نہ کسی کالے کو گورے پر، فضیلت کا معیار اگر ہے تو تقویٰ ہے۔

ختم نبوت

میرے بعد کوئی نبی نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کا اعلان کرکے قیامت تک آنیوالے جھوٹے نبیوں کے فریب کو خاک میں ملا دیا یہ خطبہ بنی نوع انسان کے لیے ایک لازوال جامع منشور اور لائحہ عمل ہے اور قیامت تک کے انسانوں کے لیے نجات کا ذریعہ ہے بقول شاعر

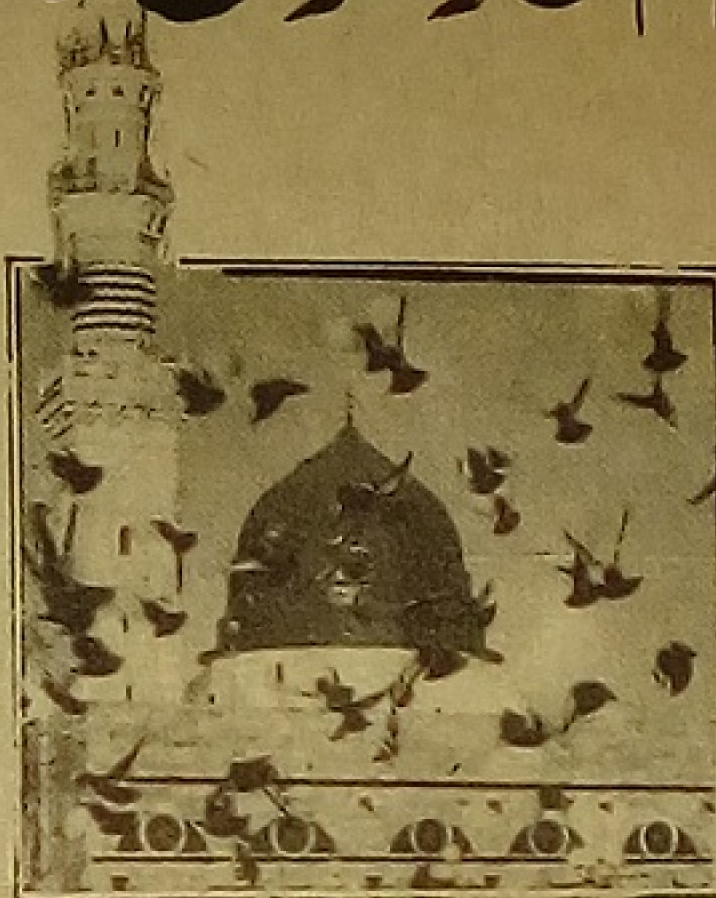
ع تو نے ہر شخص کی تقدیر میں عزت لکھی
آخری خطبہ کی صورت میں وصیت لکھی
سرحدِ رنگ بہ عنوانِ اخوت ڈھائی
ورقِ دہر پہ ہر سطرِ محبت لکھی

حرفِ آخر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقتدار کے

باقی صہ ۵۰ پر

جشن آمدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



تاریکی ہی تاریکی تھی ــــ اندھیرا ہی اندھیرا تھا ــــ

چاند تھا مگر ــــ بے نور سا ــــ
سورج تھا مگر ــــ ڈوبا ڈوبا سا ــــ
تارے تھے لیکن ــــ بجھے بجھے سے ــــ
رنگ بھی تھے لیکن ــــ بے رنگ سے ــــ
رنگ تھے مگر سہمے سہمے، بکھرے بکھرے اور منتشر منتشر
مندی مندی سی آنکھیں ــــ طبیعتیں بجھی بجھی سی تھیں ــــ عقلوں پر پتھر پڑ گئے ــــ
دل اجڑ گئے تھے ــــ زن، زمین اور زر کے جھگڑے تھے ــــ آتش پرستی افضل ترین عبادت تصور کی جا رہی تھی ــــ سنگ پرستی اور دیوتا نوازی کا شور تھا ــــ چاند، سورج، گھوڑے، بندر، ہاتھی شہد کی مکھی اور آگ وغیرہ کو قابلِ پرستش سمجھا جا رہا تھا۔ ان سے دعائیں کی جا رہی تھیں ــــ لوگوں کا خیال تھا کہ خدا ان میں سمایا ہوا ہے ــــ کہیں بادشاہِ وقت کو خدا سمجھا جاتا تھا اور جب اس بادشاہ کا انتقال ہو جاتا اور اس کا وارث جانشین ہوتا تو لوگ یقین کر لیتے کہ اب خدائی موجودہ بادشاہ کے ہاتھ آگئی ہے۔
یہودیت و نصرانیت دست و گریباں ہو رہی تھیں ــــ صدہا مختلف العقائد فرقے پیدا ہو گئے تھے ــــ اور سب ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے

کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

جدال و قتال ــــ خونخواری و ڈاکہ زنی ــــ نشہ بازی و زناکاری ــــ سود خوری اور قمار بازی عرب میں عام شائع تھی ــــ فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا ــــ ہر شخص اقوال و افعال میں آزاد تھا ــــ نوجوان و خوبصورت لڑکیوں کے نام اشعار لکھے جاتے اور سرِعام بازاروں میں پڑھے جاتے، گائے جاتے تھے۔ کسی سے زنا پر بجائے ندامت کے فخر کیا جاتا تھا۔
نشہ سے زیادہ کوئی مشغلہ نہ تھا ــــ سود خوری نہایت معزز پیشہ جانا جاتا ہے ــــ لونڈیوں کو ناچنا گانا سکھا کر ان کو بازاروں میں بٹھایا

اقبال احمد اختر القادری

جاتا، وہ اپنی عصمت فروشی کے ذریعے جو کچھ کماتی وہ آقا کا حق تصور کیا جاتا ــــ عظیم الشان دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا تھا ــــ عورت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل تھی ــــ اس کو کوئی اختیار نہ تھا ــــ لڑکیاں موجبِ ننگ و عار سمجھی جاتیں ــــ اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہوتی تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا ــــ مردوں کو اختیار تھا جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں ــــ سوتیلی ماں سے نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔
مشرق سے مغرب تک ــــ شمال سے جنوب تک ــــ گمراہیاں، تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں ــــ انسانیت، شرافت، تہذیب وغیرہ کا نام و نشان مٹ چکا تھا ــــ بحر و بر انسانی خباثتوں سے تنگ آ گئے تھے ــــ انسانی اخلاق کا جنازہ نکل چکا تھا ــــ عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے ــــ دل اجڑ گئے تھے اور خزاں نے بہاروں کو لوٹ کر چمن ویران کر دیئے تھے۔ کہ اچانک ایک شب ــــ ۱۹ اپریل ۵۷۱ء کو ــــ جب عرشِ الٰہی کے سائے میں ملائکہ مقربین سر جھکائے کھڑے تھے۔
ــــ حجابِ عظمت سے آواز آئی۔
ملاءِ اعلیٰ کے تمام فرشتے آج کی رات زمین پر جمع ہو جائیں۔ وہیں جہاں ہمارے جلال و جبروت کا گھر ہے ــــ جو اہلِ زمین کا قبلۂ عبادت ہے
آج باعثِ ایجادِ عالم کا ظہور ہونے والا ہے ــــ مشرق و مغرب، شمال و جنوب، بحر و بر اور تمام اقطابِ ارض میں منادی کر دی جائے کہ کونین کے تاجدار تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے خیر مقدم کے لئے اپنی نگاہیں بطور فرش بچھائے رکھیں ــــ مکہ کی وادیوں، ام القریٰ کے کہساروں اور حرم کے بام و در پر چمنستانِ فردوس کی بہاروں کا غلاف چڑھا دیا جائے۔
سیارۂ افلاک کے پہرہ داروں سے کہہ دو ــــ! کہ اس وقت تک آفتاب کے چہرے سے نقاب نہ اٹھائیں جب تک طلوعِ

> آج باعث ایجاد عالم کا ظہور ہونے والا ہے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب، بحر و بر اور تمام اقطار ارض میں منادی کر دی جائے کہ کونین کے تاجدار تشریف لا رہے ہیں

کائنات کی طلعتِ زیبا سے خاکدانِ گیتی کا ذرہ ذرہ منور نہ ہو جائے۔

ستاروں کی انجمن میں اعلان کر دو ــــ آج رات کے پچھلے پہر اپنی مجلسِ شبینہ برخاست کر کے فرشِ زمین پر اتر جائیں اور مکہ کی فضاؤں میں پھیل جائیں۔

پس ــــ یہ فرمانِ شاہی جاری ہونا تھا کہ سارے فرشتے سجدے میں گر گئے ــــ رات بھر قدسیانِ فلک کے قافلے زمین پر اترتے رہے صبح ہونے سے پہلے پہلے کنگرۂ عرش سے لے کر گلکدۂ فردوس تک کی ساری زیبائیاں وادیٔ حرم میں سمٹ آئیں ــــ

ع کس کی آمد ہے یہ کیسی چمن آرائی ہے
ہر طرف پھول مہکتے ہیں بہار آئی ہے

•

جیسے ہی صبحِ صادق کا اجالا چمکا ــــ مکہ

عالم صدائے مرحبا سے گونج اٹھے ــــ ستارے کھل گئے ــــ نور کی پھوار پڑنے لگی ــــ دل باغ باغ ہوئے ــــ افسردہ جانوں کے سربستہ غنچے کھل گئے ــــ پژمردہ شگوفے تر و تازہ ہوئے۔

ــــ نسیمِ شوق کے فرحت انگیز جھونکوں سے چمنِ دہر کے نہال و شجر لہلہانے لگے۔

طبیعت کی ہزار داستان بلبلیں جذباتِ شوق کی نغمہ سرا ہوئیں ــــ فیضِ باری نے رحمت و کرم کی بارش کی۔

باغِ عالم میں بہار آئی ــــ مردہ دلوں کے کنول کھلے ــــ حبیبِ کبریا کی آمد کا شہرہ مچا ــــ مدح و ثنا کے ترانوں سے گنبدِ نیلگوں گونجنے لگا

ــــ صدیوں سے جس ستارے کا منتظر تھا، آج وہ طلوع ہو گیا ــــ آج وہ آنے والا آ گیا ــــ!

نور کی چادر پھیل گئی، میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں، بصرئ شام کے محلات نظر آنے لگے۔

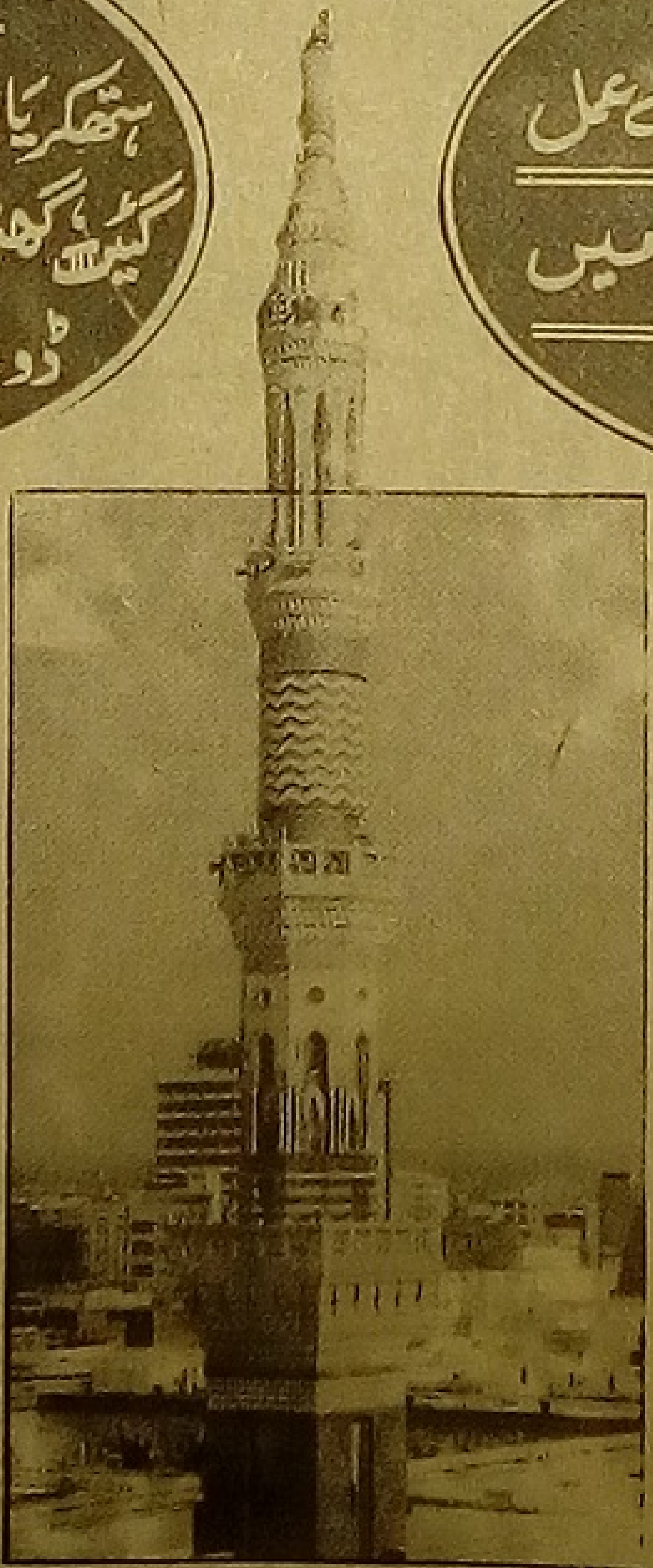
ــــ وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آ گئی ــــ نور کے بادل چھا گئے ــــ دور دور تک بارش ہو رہی ہے ــــ چاندی بہہ رہی ہے ــــ حدِ نظر تک نور ہی نور ــــ نور کی چادر تنی ہے ــــ عجب سماں ہے ــــ عجب منظر ہے ــــ!

ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا ــــ عجب منظر ہے ــــ تاریکیاں چھٹ گئیں ــــ روشنیاں بکھر گئیں ــــ جدھر دیکھو نور ہی نور ــــ بہار ہی بہار ــــ مسرتیں ہی مسرتیں ــــ چاندنی ہی چاندنی ــــ روشنی ہی روشنی ــــ رحمتیں ہی رحمتیں ــــ برکتیں ہی برکتیں ــــ

ع چاندنی چاندنی روشنی روشنی
پڑ رہے ہیں جہاں مصطفٰے کے قدم

یہ عمل کوئی نئی چیز نہیں، یہ عمل تو ہمیشہ سے مسلمانوں میں جاری و ساری ہے

صدیوں کی ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں، بیڑیاں کٹ گئیں، گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں ڈوبتے ہوئے تیرنے لگے اور ابھرنے لگے!



کی فضا رحمت و انوار سے بھر گئی ــــ نقیبوں کی صداؤں سے دشت و جبل گونج اٹھے ــــ گلی گلی حورانِ خلد کے آنچلوں کی خوشبو سے معطر ہو گئی ــــ جبرائیل امین (علیہ السلام) ایک سبز پرچم لے کر خانۂ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے ــــ اور ــــ اور حضورِ شاہی میں سلامی عرض کرنے لگے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

اس صدائے اسلام و تہنیت پر تمام ملائکہ سر نگوں کھڑے ہو گئے ــــ حرم کی جھکی ہوئی دیواریں ایستادہ ہو گئیں ــــ ابر کشورِ نبوت کی سواری اس دھوم سے کی اکناف

رحمتیں رحمتیں برکتیں برکتیں
لائے دنیا میں خیر الوریٰ کے قدم

ــــ تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے ــــ مسرتیں پھوٹ رہی ہیں ــــ رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں ــــ سارا عالم نہایا ہوا ہے ــــ ذرے ذرے پہ مستی چھائی ہوئی ہے ــــ ہاں ــــ!

ــــ ہاں ہاں ــــ!

ــــ یہ اجلا اجلا سا سماں ــــ یہ مہکی مہکی سی فضائیں ــــ یہ مست مست ہوائیں جھوم جھوم کر جشنِ بہاراں کے گیت گا رہی ہیں ــــ جشنِ میلاد النبی، جشنِ آمدِ رسول، جشنِ صبحِ بہاراں کے گیت گا رہی ہیں ــــ تم بھی ان کی آمد کے گیت گاؤ

ع جب ہوا ضو فگن دین و دنیا کا چاند
آیا خلوت سے جلوت میں اسرا کا چاند

نکلا جس وقت مسعود بطحیٰ کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ہاں —— بہار آئی بہار —— زندگی میں بہار آئی —— دماغوں میں بہار آئی —— دلوں میں بہار آئی —— روحوں میں بہار آئی —— علم و حکمت میں بہار آئی —— تہذیب و تمدن میں بہار آئی —— فکر و شعور میں بہار آئی —— عقل و خرد میں بھی بہار آئی ——

صدیوں کی ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں —— بیڑیاں ٹوٹ گئیں —— گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں —— مُندی مُندی سی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں —— رُندی رُندی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں۔

ڈوبتے ہوئے تیرنے لگے، ابھرنے لگے —— بجھے ہوئے چمکنے لگے —— روتے ہوئے ہنسنے لگے —— صدیوں کے دبے ہوئے، پسے ہوئے سرفراز ہونے لگے —— قوموں کے پیاسے محبت کرنے لگے —— ہارنے والے جیتنے لگے —— بکھرے ہوئے یکجا خیال ہو گئے —— منتشر قوتیں سمٹ گئیں —— ضعیف و ناتواں ایک قوت بن کر ابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان "احسن تقویم" میں بنایا گیا۔ "اشرف المخلوقات" کے منصب عالی پہ فائز کر کے خلافت الہیہ سے سرفراز کیا گیا ——

زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھومنے لگے —— سب دیکھنے لگے —— سب تکنے لگے —— سب بلائیں لینے لگے —— سب فدا ہونے لگے —— سب آرزوئیں کرنے لگے —— سب تمنائیں کرنے لگے —— وہ کیا آئے کائنات کا ذرہ ذرہ دل کش و دلربا معلوم ہونے لگا ——

ع صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

سارے عالم میں چاندنی ہو گئی —— یہ کون آیا سویرے سویرے —— اصل کائنات —— خلاصۂ موجودات —— شاہکار فطرت —— عرشی کبریائی زینت —— حیات و عرفان کی زینت —— سلامتی و رحمت —— باعث خیر و برکت —— شان نبوت و رسالت —— رحمۃ



للعالمین —— سید المرسلین —— خاتم النبیّن —— شفیع المذنبین —— انیس الغریبین —— سید الثقلین —— نبی الحرمین —— امام القبلتین —— صاحب قاب قوسین —— خواجۂ کونین —— زینت محفل حیات —— رونق بزم کائنات —— سراپا نور و برکات —— (صلی اللہ علیہ وسلم)

جس نے ہستی کی زلف برہم کو سنوارا —— جس نے زندگی کا چہرہ نکھارا —— حیات نبض جس کے دم سے دھڑک رہی ہے —— وجود کا قافلہ جس کے دم سے رواں دواں ہے ——

جسے ربّ کائنات عزوجل نے حسن بے مثال بخشا —— ایسا حسین کہ جو دیکھنے والے جس کے حسن و جمال

کے ترانے گاتے رہے ——

ع حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

جن کا سجدہ فرش پر تو پرچم عرش پر —— جو ہیں مالک بحر و بر —— مالک خشک و تر —— والی بحر و بر —— مختار شمس و قمر —— مقتدر شجر و حجر —— صاحب اقتدار —— احمد مختار —— نائب کبریا کردگار —— "انا اعطینک الکوثر" جن کی شان —— "انما انا قاسم واللہ یعطی" جن کا فرمان ——

انا اعطینک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

○

اللہ! آج انکی آمد کا دن ہے —— آج عید کا دن ہے —— آج خوشی کا دن ہے —— یوم مسرت ہے —— ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے ——

دیکھئے دیکھئے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے حواری التجا کر رہے ہیں —— آپ ہاتھ اٹھائے۔ پروردگار عالم سے دعا مانگ رہے ہیں۔

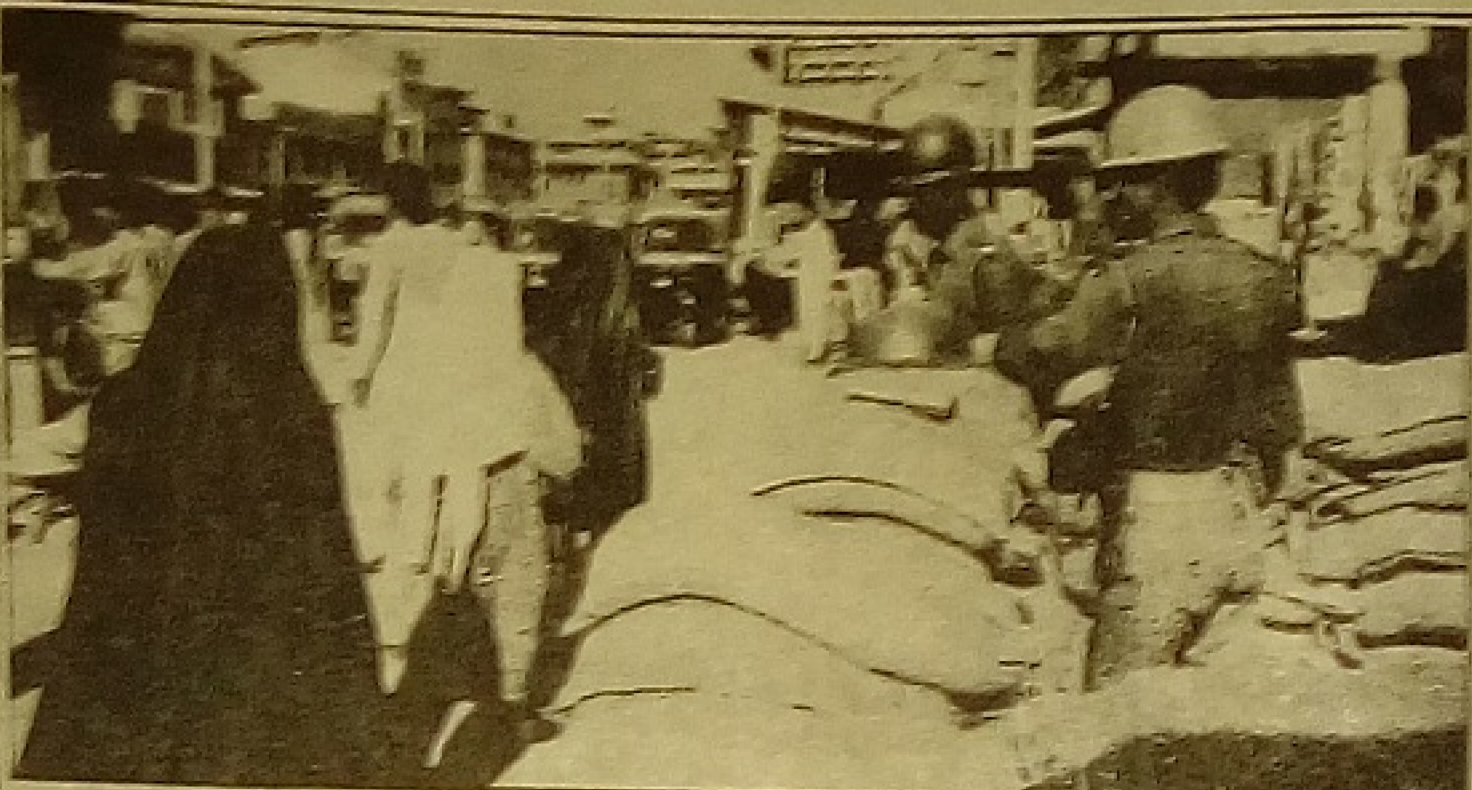
اے اللہ —— ! اے پالنہار —— ! آسمان سے ہمارے لئے ریکے پکائے کھانوں کے خوان اتار تاکہ وہ ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لئے، عید ہو جائے ——

جس دن آسمان سے کھانا اترے وہ دن "عید" ہو جائے تو ذرا غور کریں ——

جس دن وہ قاسم رزق اترے وہ دن "عید" کا دن کیوں نہیں ہو —— ! جس دن وہ تشریف لائے وہ دن عیدوں کی عید کیوں نہ ہو —— ! یہ دن یادگار دن ہے —— سلام ہو اس دن پر جب وہ تشریف لائے —— بے شک یہ یادگار دن ہے، عید کا دن ہے، عیدوں کی عید ہے —— یوم مسرت ہے —— خوشی منائیے —— خوشیاں منائیے —— جشن منائیے —— محفل میلاد سجائیے، جشن میلاد منائیے —— خود کو سجائیے —— آج غسل کیجئے —— نئے کپڑے نیا لباس زیب تن کیجئے —— نیا عمامہ شریف کا تاج سر پہ سجائیے —— آنکھوں میں

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

مقبوضہ کشمیر میں انسانی لہو کا خونی رقص



مقبوضہ کشمیر میں سربازار مورچہ بند بھارتی فوجی

کشمیر کے سلسلے میں دہشت گردی کا ڈھول پورے زور شور سے پیٹا جا رہا ہے۔ لیکن سیکورٹی فورسز کے تشدد نے ہندوستان کی تاریخ میں ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ خاص طور سے کشمیری عورتوں کے ساتھ جوانوں کی بدسلوکی اور ان کی عصمت دری کے واقعات بکثرت سامنے آ رہے ہیں۔ لڑکیوں کے ساتھ بدتمیزیاں کی گئی ہیں۔ ان کے باپ اور بھائیوں کے سامنے ان کی عزت لوٹی جا رہی ہے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے باپ اور بھائیوں کے پوشیدہ اعضاء پر بجلی کے جھٹکے لگائے جا رہے ہیں۔ سرحد اور عوام کی حفاظت کے لئے تعینات فوجی جوانوں کے خود دہشت گردی میں ملوث ہونے کی شکایتیں بڑے پیمانہ پر مل رہی ہیں عورتوں سے متعلق حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ سہاسنی ملے۔ نندتا ہکسر۔ سکینہ حسن اور ریملا لوئس پر مشتمل ایک ٹیم نے گذشتہ دنوں کشمیر کے کئی گاؤں کا دورہ کیا اور لوگوں سے گفتگو کے ذریعہ حاصل ہونے والی تفصیلات کی بنیاد پر "کشمیر اسپرنڈ" کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ عورتوں کی اس ٹیم نے بٹامولا۔ بارہ مولا اور کانتا باغ علاقوں کا بھی دورہ کیا۔ ٹیم کے مطابق عام طور سے یہی شکایتیں سننے کو ملیں کہ سیکورٹی فورسز کے جوان رات کے اندھیرے میں کبھی کبھی گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں گھروں کا سامان سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں پھر مار پیٹ اور بجلی کے جھٹکے لگانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے عورتوں کے ساتھ بدسلوکی اور رسوائی کی جاتی ہے جن نوجوانوں کو پکڑ کر لے جایا جاتا ہے وہ کبھی واپس لوٹ کر نہیں آتے۔ اس رپورٹ کے کچھ اقتباسات نوبھارت ٹائمز نے شائع کئے ہیں۔ انہی اقتباسات کا ترجمہ ذیل میں دیا جا رہا ہے

پنچگام ضلع پلوامہ

اس گاؤں کی آبادی تقریباً ۵ ہزار ہے ۵ سال پہلے جون کشمیر لائٹ انفنٹری کا پورا ایک بٹالین آیا تھا اس کے لئے ۱۰۰ ایکڑ (۸۰۰ کنال) زمین خریدی گئی تھی جس کا مناسب معاوضہ بھی ادا کیا گیا تھا گاؤں والوں کو نہ جوانوں کی تعداد معلوم تھی اور نہ ہی ان کے نام۔ انہیں ۲۸ مئی ۱۹۹۰ء کے حادثہ سے پہلے جوانوں سے کوئی شکایت بھی نہ تھی۔ بتایا گیا کسی بچہ نے دکانوں کی دیواروں پر جے کے ایل ایف لکھ دیا تھا نو دس کے قریب گیارہ بجے لائٹ انفنٹری کے سب سے زیادہ جوان گاؤں میں داخل ہوئے۔ جوان ایک ٹرک، شکتی مان اور ایک جیپ میں سوار ہو کر آئے تھے انہوں نے گاؤں میں فلیگ مارچ کیا اور راستے میں جو بھی ملا اس کو پیٹتے بھی گئے۔ کئی افراد بری طرح زخمی ہوئے عبدالقیوم (۱۴ سال) محمد امین (۲۰ سال) جن کی ٹانگیں جان بوجھ کر توڑ دی گئیں۔ غلام محمد کھانڈے (۲۰ سال) اور علی محمد ڈار (۱۸ سال) ۱۲ جون ۹۰ء تک اسپتال میں موجود تھے۔

اس کے بعد جوانوں نے دکانوں کے دروازے توڑ ڈالے۔ دکانداروں کو پیٹا چھ مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں توڑیں ان کی تلاشی لی گھروں میں موجود ۔۔۔

> **انہوں نے اس کے گال نوچے، بال کھینچے اور اتنا پیٹا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی**

یں مٹی کا تیل اور دودھ میں بھو سا ملایا۔ انہیں ایک لیڈی ٹیچر کی تلاش تھی جسے گاؤں والوں نے چھپا لیا۔

۹ مئی کو تیسرے پہر کچھ کسان اپنے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے جوانوں نے ان میں سے چار کو پکڑا اور باندھ کر درختوں سے الٹا لٹکا دیا۔ فصل بونے کا موسم تھا پنچگام کو اپنے حصہ کا پانی تیسرے پہر ہی ملتا ہے۔ یہی وقت ہوتا ہے جب کسان اپنے کھیتوں کی طرف چلتے ہیں۔ غلام محمد در (۵۰ سال) عبدالرزاق دنبی (۴۵ سال) اور دو لڑکے جاوید احمد در (۱۲ سال) و محمد اشرف در (۱۰ سال) ساڑھے تین گھنٹے تک درختوں پر بندھے لٹکے رہے گاؤں کے بزرگوں کی مداخلت کے بعد ہی چھوڑا گیا۔

تیسری واردات ۹ جون کی ہے۔ دبی جوان شام ۵ بجے گاؤں میں آئے۔ انہوں نے سبھی مردوں کو چوک میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ پھر ۵۵ لوگوں کو پکڑ کر درختوں سے باندھ دیا گیا ۲۶ گھروں کی تلاشی لی گئی۔ کئی عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کی گئی۔ عورتوں کے مزاحمت کرنے پر ان کے بال نوچے۔ گردنیں دبوچیں اور ان کے پھیرن پھاڑ ڈالے۔

انفنٹری کے جوان، عبدالغنی در کی ۲۰ سالہ بیوی رحمتی کے گھر میں گھسے۔ اور تلاشی کے نام پر اسے اندر لے گئے اور اس سے پھیر اٹھانے کو کہا۔ چار ماہ کی حاملہ عورت کے سینے پر بندوق رکھ کر اسے پیٹا گیا۔ تلاشی کے بہانے اس کے گھر کا سامان بھی باہر پھینک دیا۔ شمیمہ (اہلیہ علی محمد مجگار عرف خان) کے گھر دو فوجی پہنچے۔ خان کو پکڑ کر گاؤں کی ایک دکان کے سامنے پیڑ سے باندھ دیا۔ پھر چار جوان اس کے گھر آئے۔ دو گھر کے باہر کھڑے ہو گئے۔ دو تلاشی کے بہانے شمیمہ کو گھر کے اندر لے گئے۔ اندر پہنچتے ہی ایک جوان نے شمیمہ کو زمین پر گرایا اور اس کے سینہ پر بندوق رکھ دی دوسرا اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ شمیمہ نے مزاحمت کی اور شور مچایا۔ تو اسے اندر چل کر الماری کھولنے کے لئے مجبور کیا اس سے پہلے کہ وہ الماری کھولے اسے دوبارہ گرا دیا گیا۔ پڑوسی کا ایک دس سالہ لڑکا وہاں سو رہا تھا جوانوں نے اسے اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اور شمیمہ کی شلوار پھاڑ ڈالی۔ اس کے منہ میں رومال ٹھونس دیا تاکہ وہ چیخ نہ سکے اس کے بعد اس کی عصمت دری کی گئی جس سے شمیمہ بیہوش ہو گئی۔ بعد میں جب اس کا شوہر چھوٹ کر آیا تب تک وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

دوسرے دن یعنی ۱۰ جون کو گاؤں کے دو معزز بزرگ محمد عبداللہ ڈار اور غلام محمد اس واقعہ کی رپورٹ درج کرانے ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچے اس نے اپنی لاچاری کا اظہار کیا

تین فوجی جوانوں نے ثمینہ کو پکڑ لیا۔ ثمینہ کے مزاحمت کرنے پر اس کے سینہ پر بندوق تان دی اور پھر اس کی عصمت دری کی!

تو ان لوگوں نے اونتی پورہ تھانہ میں ایف آئی آر درج کرائی پولیس نے سرکاری اسپتال میں شمیمہ کی میڈیکل جانچ کرائی دوسرے دن ضلع مجسٹریٹ اور ڈی ایس پی نے گاؤں پہونچ کر شمیمہ کا بیان لیا۔ وہ دونوں افسر گاؤں کے نمبردار امین ڈار اور چوکیدار محمد صابر ڈار کو ساتھ لے کر فوجی کیمپ گئے۔

وہاں سے واپس آکر نمبردار اور چوکیدار نے گاؤں والوں کو بتایا کہ دونوں افسروں نے فوج کے افسر سے پوچھ تاچھ کی کہ قانونی خانہ پری کے بغیر تلاشی کس نے لی۔ کیمپ کمانڈر کے کاندھے پر ایک ستارہ لگا ہوا تھا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا تاہم اس نے دونوں افسروں سے وعدہ کیا کہ واردات سے متعلق جوانوں کی ڈیوٹی کسی دوسرے علاقہ میں لگا دی جائیگی

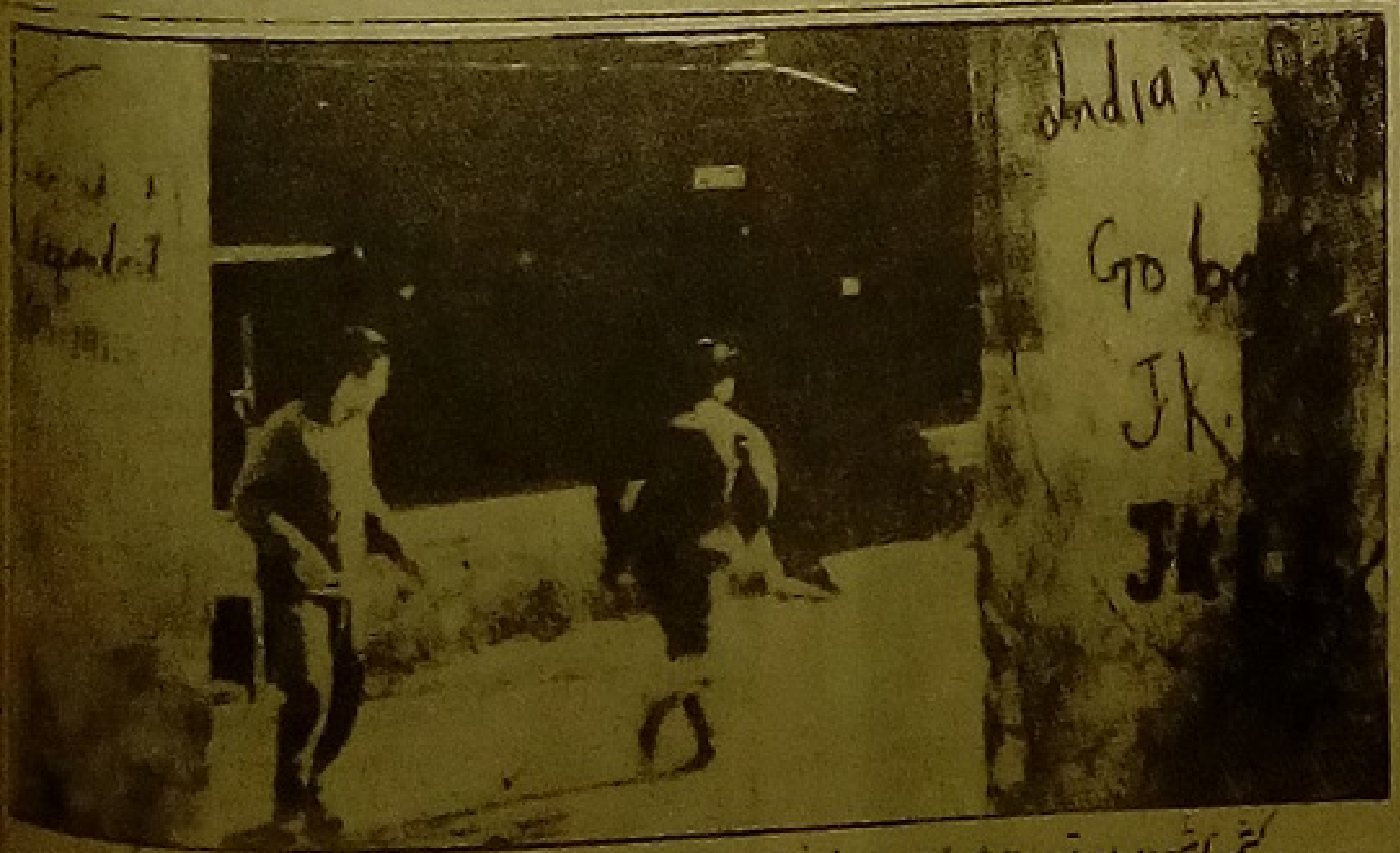
فوجی جوانوں نے فیاض احمد نامی ایک بچے پر پاکستان حامی ہونے کا الزام لگایا اور اس کے بال مونڈ ڈالے اس وقت پورا گاؤں انفنٹری کے ان جوانوں کی دہشت گردی سے گھبرایا ہوا ہے۔

کپوارانگر

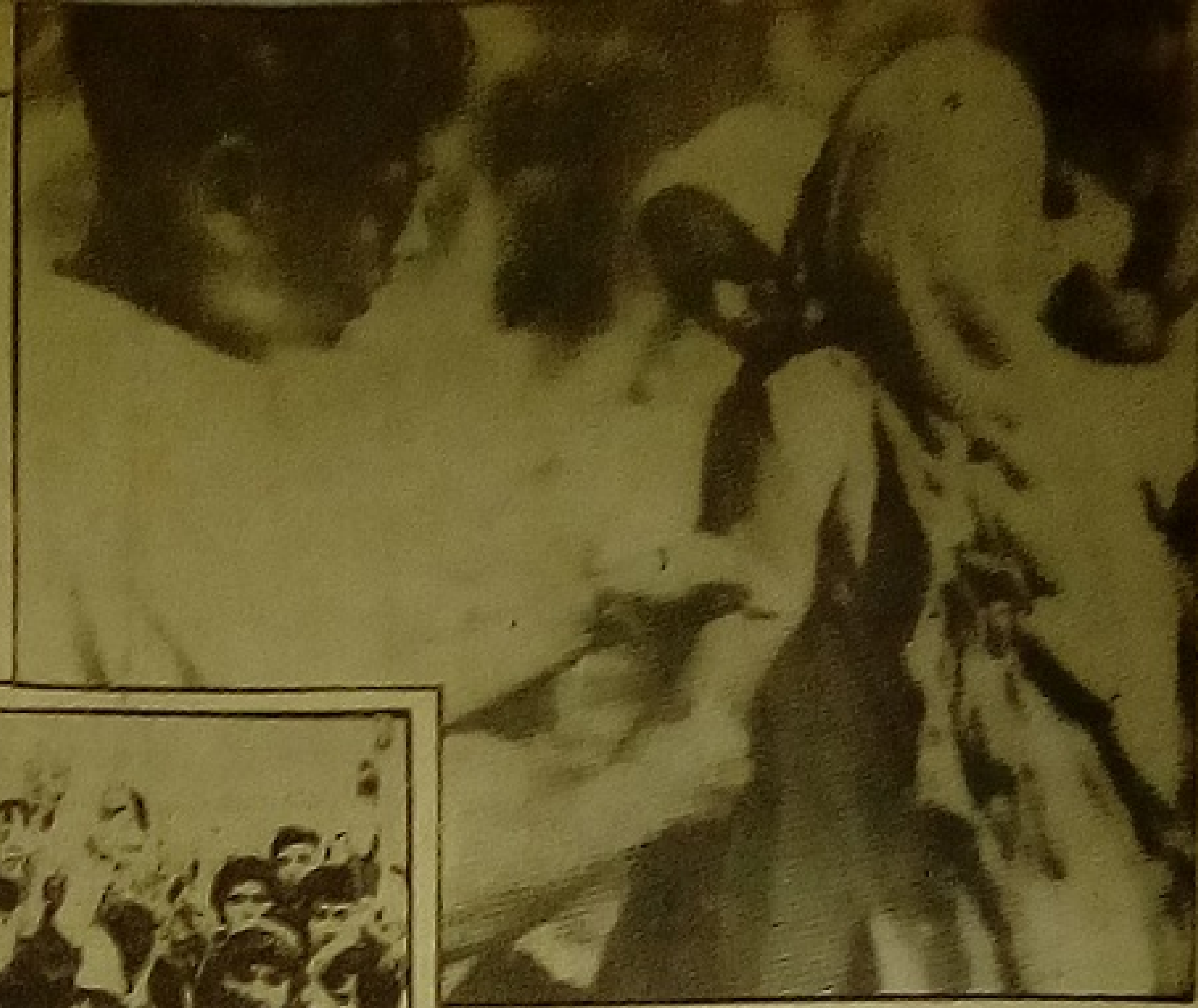
کپوارا ہند پاک سرحد سے متصل آخری ضلع صدر مقام ہے۔ ضلع کے دراگ ملا۔ تریگام چوکی بل۔ کیرن۔ کنالی۔ اور کپوارا میں فوج کے کچھ ہیڈکوارٹر ہیں ۱۹۴۷ء سے ہی یہاں کے لوگ اپنے ارد گرد فوج کی موجودگی کے عادی ہیں۔ ۱۱ جون کو ہم لوگ وہاں پہونچے تھے۔ پتہ چلا کہ گزشتہ رات ہی شہر کے چند علاقوں میں سیکورٹی فورس کے جوانوں نے تلاشی لی تھی جس کے خلاف احتجاج میں سارا شہر ہڑتال پر تھا۔ تمام دکانیں بند تھیں ہم لوگوں نے ملک محلہ نامی علاقہ میں جا کر کئی افراد سے گفتگو کی۔ محلہ کی آبادی تقریباً تین سو افراد پر مشتمل ہو گی۔ لوگوں نے بتایا کہ گیارہ جون کی رات ہم لوگ ٹی وی پر فٹ بال میچ دیکھ رہے تھے۔ تقریباً ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر بم پھٹنے اور گولی چلنے کی آواز آئی یہ سلسلہ ۲۰ منٹ تک چلتا رہا کچھ دیر بعد فوجی جوانوں نے پورے محلہ کی ناکہ بندی کر لی اور تلاشی لینے لگے تمام لڑکوں اور مردوں کو باہر سڑک پر آنے کا حکم دیا۔ عورتیں اور لڑکیاں گھروں ہی میں رکی رہیں پھر جوان تلاشی لینے کے لئے گھروں میں پہونچے اور عورتوں سے دہشت گردوں کے بارے میں پوچھ تاچھ کی اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔

غلام رسول ملک کے چار بیٹے ہیں اور بد قسمتی سے چاروں ہی آنکھوں سے محروم ہیں۔ جب جوان ان کے گھر میں داخل ہوئے تو عبدالماجد حنیف (۲۰) بادا (۲۲) غلام مقبل اور جوانوں نے بندوق کے کندوں سے ان سب کی جم کر پٹائی کی۔ ایک جوان نے عبدالماجد کی آنکھ میں بندوق کی نال گاڑتے ہوئے کہا یہ پاکستانی ایجنٹ ہے اور اندھا ہونے کا ناٹک کر رہا ہے۔

جوانوں نے عبدالاحد ملک کے گھر میں [illegible]



کشمیر کے شہروں اور قصبات میں مجاہدین نے یہ نعرے دیواروں پر لکھے ہوئے ہیں یہ تصاویر بھارتی جریدہ سے لی گئی ہیں





کشمیری عورتیں اور بچے بھارتی مظالم کے خلاف مظاہرہ کر رہے ہیں

چھ ماہ کی حاملہ اس کی بہن کی جم کر پٹائی کی۔ چار پانچ جوان سونا زلا میر کے گھر میں گھسے۔ اس کی پندرہ سالہ بیٹی صبا کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا اس کا جھونٹا پکڑا اور ایک جوان نے اس کے منہ سے بندوق لگا کر پوچھا "بتا گولی کس نے چلائی ؟" اور اس کے عدم واقفیت کے اظہار پر بری طرح پیٹا۔ وہ چیخی چلائی اس کی ماں نے بمشکل اسے جوانوں کے چنگل سے چھڑایا۔ تین جوانوں نے ثمینہ کو پکڑ لیا اور اس سے کپڑے اتارنے برہنہ ہونے کو کہا۔ ثمینہ کے مزاحمت کرنے پر اس کے سینہ پر بندوق تان دی۔ پھر اس کی عصمت دری کی جاتے جاتے گھر سے سونے کی انگوٹھی ہار اور چوڑیاں بھی لے گئے۔ ۳۰ سالہ عائشہ چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کی ماں ہے جوانوں نے اس کی عصمت دری کی کوشش کی تو وہ کسی طرح خود کو چھڑا کر بھاگ کھڑی ہوئی اس نے باہر آکر فوجی افسر سے شکایت کی تو افسر نے دھمکی دی کہ اگر شور مچایا اور فوراً گھر کے اندر نہیں گئی تو اس کے شوہر کو پیٹا جائے گا جوانوں نے عائشہ کے ساتھ کافی چھیڑ خانی اور بدسلوکی کی اور اس کے شوہر کی گھڑی بھی لے گئے۔

عبدالغنی ملک پوسٹ مین کی بیوی نسرین اپنے شوہر کے ساتھ گھر سے باہر نکل آئی تھی لیکن جوان اسے پھر اندر لے گئے اور اسے بستر پر لیٹنے کے لیے کہا۔ نسرین کے شور مچانے پر اس کا خسر اسے بچانے آیا تو جوانوں نے اس کی پیشانی پر چھری سے وار کیا اور اسے دھکے مار کر باہر نکال دیا۔ پھر نسرین سے اپنا پھیرن اٹھانے کو کہا۔ زبردستی اسے بستر پر لٹایا اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی۔

صبح سویرے حاجی عزیزہ بیگم سو رہی تھیں کہ ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ ان کے بیٹے غلام محمد نے دروازہ کھولا تو ایس ایل آر بندوق بردار ۱۵ جوان گھر میں گھس آئے۔ مردوں کو باہر لے جایا گیا۔ ایک جوان نے عزیزہ بیگم سے پوچھا پھیرن میں کیا چھپا رکھا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نو ماہ کی حاملہ ہوں۔ لیکن جوان اس کی بات ماننے کو تیار نہیں تھے وہ اڑے ہوئے تھے کہ اس نے ضرور کچھ چھپا رکھا ہے۔ اس سے کپڑے اتارنے کو کہا۔ اس کے مزاحمت کرنے پر جوانوں نے خود ہی پھیرن اٹھایا۔ پھر اس کے پیٹ پر بندوقوں سے کچوکے لگائے گئے۔ عزیزہ کی تین سالہ بیٹی ماں کے پاس آئی تو جوانوں نے اسے دھکیل دیا وہ عزیزہ سے مسلسل کپڑے اتارنے کے لیے کہتے رہے انہوں نے اس کے گال نوچے

> نوجوان کے اس حکم کی تعمیل کرنے پر فوجی جوانوں نے عورتوں سے کہا "جاؤ اس سے لے لو اپنی آزادی"

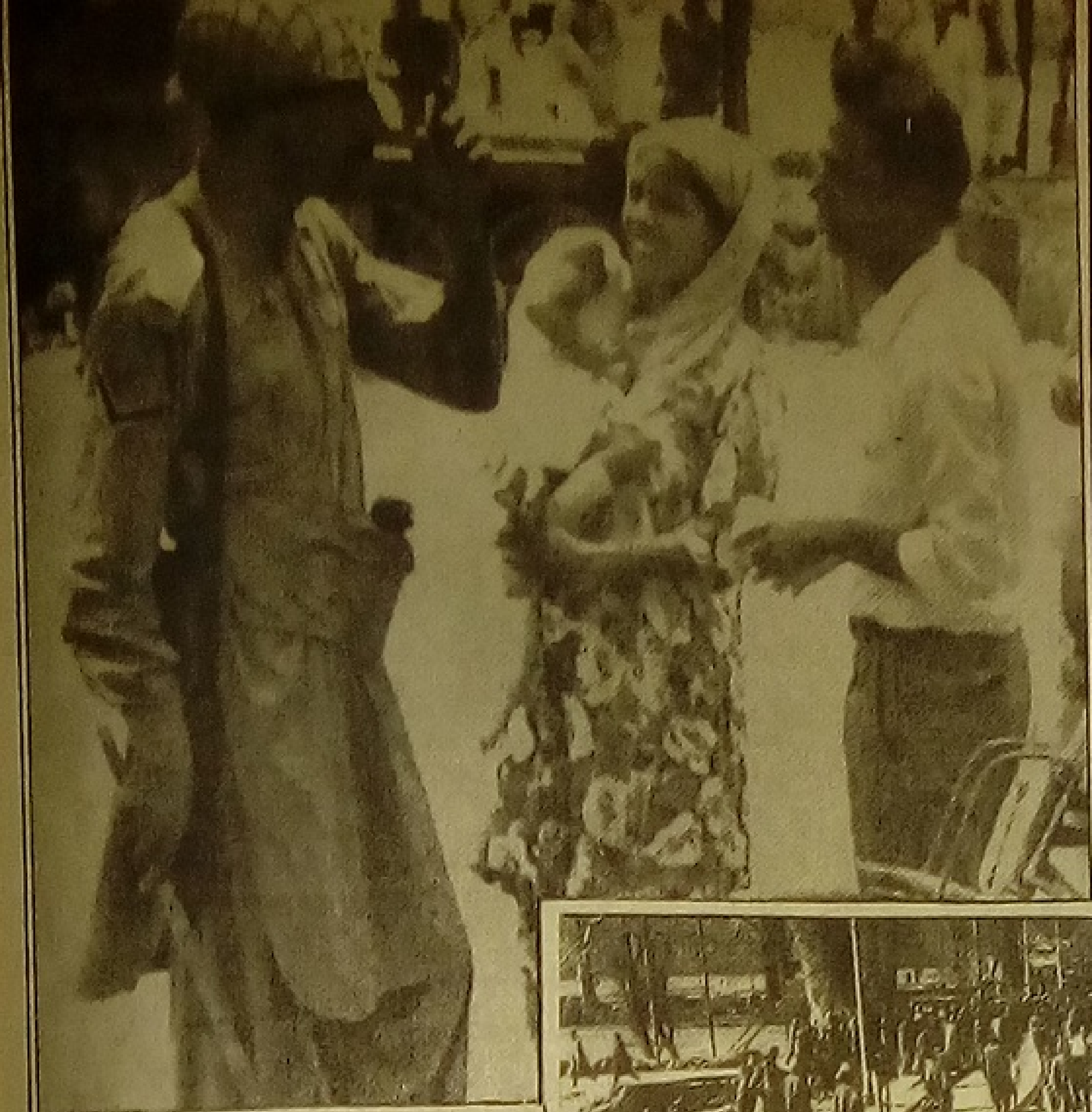
بال کھینچے اور اتنا پیٹا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی محلہ کے تمام لوگوں کو شکایت ہے کہ فوجی جوانوں نے ان کی عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور ان کے گھروں سے قیمتی سامان بھی لے گئے۔

ابھی ہم نے لوگوں سے بات ختم ہی کی تھی کہ پتہ چلا کپواڑا کے ضلع مجسٹریٹ مشتاق احمد گناہی نے علاقہ کے فوجی بریگیڈیئر کو بلایا ہے کچھ ہی دیر میں تمام لوگ چوک میں جمع ہو گئے۔ تلاشی کے شکار لوگ اپنی اپنی آپ بیتی سنا رہے تھے۔ جسموں پر پٹائی سے لگے نشان دکھا رہے تھے۔ رنا بیٹا خاندان اپنا دکھڑا سنا رہا تھا۔ ضلع مجسٹریٹ نے بریگیڈیئر سے کہا آپ کے جوانوں کو یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیئے جواب میں بریگیڈیئر نے کہا "ضرورت ہوئی تو میں اس واقعہ کے ذمہ دار جوانوں کا کورٹ مارشل کروں گا لیکن کل رات کی فائرنگ میں میرے تین جوان بھی مارے گئے ہیں۔" جب لوگ عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کی شکایت کر رہے تھے۔ بریگیڈیئر کی حفاظت کے لیے آئے ہوئے جوان آپس میں کہہ رہے تھے "یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔"

لوگوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ جوان انہیں دھمکیاں بھی دیتے ہیں جب ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ ان واقعات کی باقاعدہ شکایت درج کیوں نہیں کراتے تو انہوں نے کہا کہ "ضلع مجسٹریٹ تو اچھے آدمی ہیں مگر ان کے اختیار میں کچھ ہے نہیں اگر شکایت کرنے سے کچھ فائدہ ہو تو ہم ایف آئی آر بھی درج کرا سکتے ہیں۔"

ترہگام

کپواڑا سے قریب ۳، ۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ترہگام کی آبادی تقریباً ۱۲ ہزار افراد پر مشتمل ہے



یک پریشان حال خاندان کرفیو کے دوران جانے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔

مقبول بٹ پاکستانی سرحد سے کافی قریب واقع اسی گاؤں کا رہنے والا تھا جسے انتہا پسندانہ سرگرمیوں میں ملوث رہنے کے سبب پھانسی پر لٹکانا پڑا تھا۔ ہمیں مسجد کے صحن میں بٹھایا گیا تھوڑی ہی دیر میں وہاں لوگوں کی بھیڑ لگ گئی۔ مسجد کے سامنے ہی شیو مندر ہے۔ بیچ میں کنڈ ہے جو مسجد اور مندر دونوں کا مشترک ہے۔

ملک زادہ عبدالرحمن نے بتایا کہ ترہہ گام میں ۱۹۵۲ء سے فوج تعینات رہی ہے۔ ۱۹۷۱ء میں یہاں سی آر پی کے جوان بھی تعینات کیئے گئے۔ ۱۹۹۰ء میں اس کو برگیڈ کا ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا ترہہ گام میں کشمیری پنڈتوں کے کل ۳۵ خاندان تھے وہ سبھی گاؤں چھوڑ چکے ہیں۔ لیکن سبھی کے گھروں کی چابیاں گاؤں کے مولوی کے پاس ہیں



سیاست جماعتوں پر پابندی کے خلاف کشمیری مسلمانوں کا سرینگر میں احتجاجی جلوس

۲۲ اپریل کو شب برأت کے موقع پر رات بھر عبادت کرنے کے بعد صبح کو لوگ عیدگاہ سے نکل رہے تھے کہ فوجی جوانوں نے سب کو گھیر لیا بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو الگ الگ کر دیا گیا۔ ان میں حاجی فضل احمد شاہ بھی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے "جے ماتا جے ہندوستان" کہلایا گیا۔

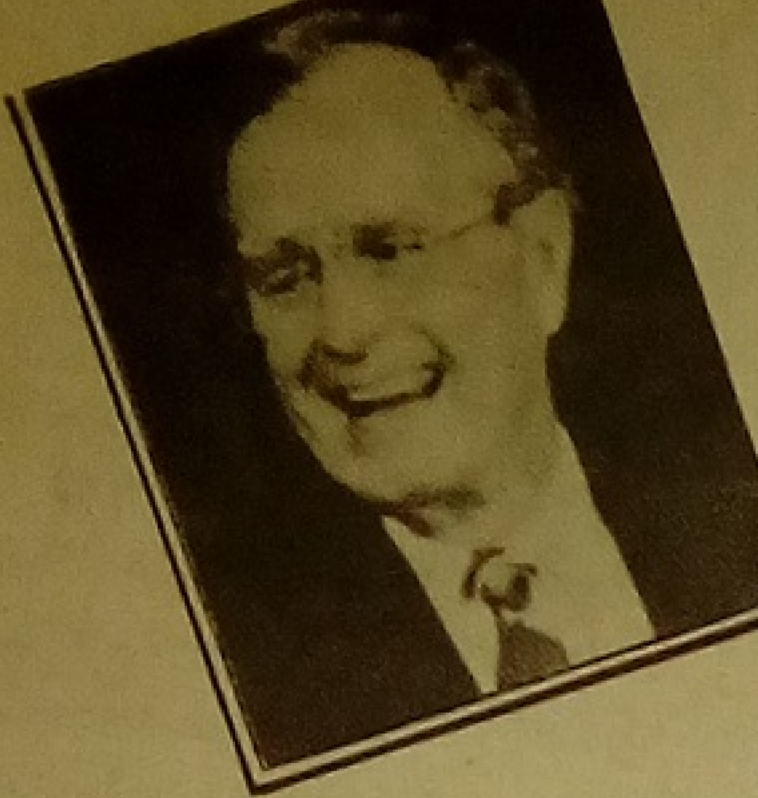
حاجی شاہ نے بتایا کہ "جب سے کشمیری پنڈت یہ گاؤں چھوڑ کر گئے ہیں میں ہی مندر کی دھلائی صفائی کرتا ہوں ہم کشمیری رشیوں اور منیوں کے بڑے قدر دان رہے ہیں۔" عبدالرحمن کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ انہوں نے بتایا۔ "میں جموں کشمیر پیپلز کانفرنس کا کارکن رہا ہوں۔ میں نے بندوق کے خوف کے بغیر بھی ہزاروں بار جے ہندوستان کا نعرہ بلند کیا ہے!"

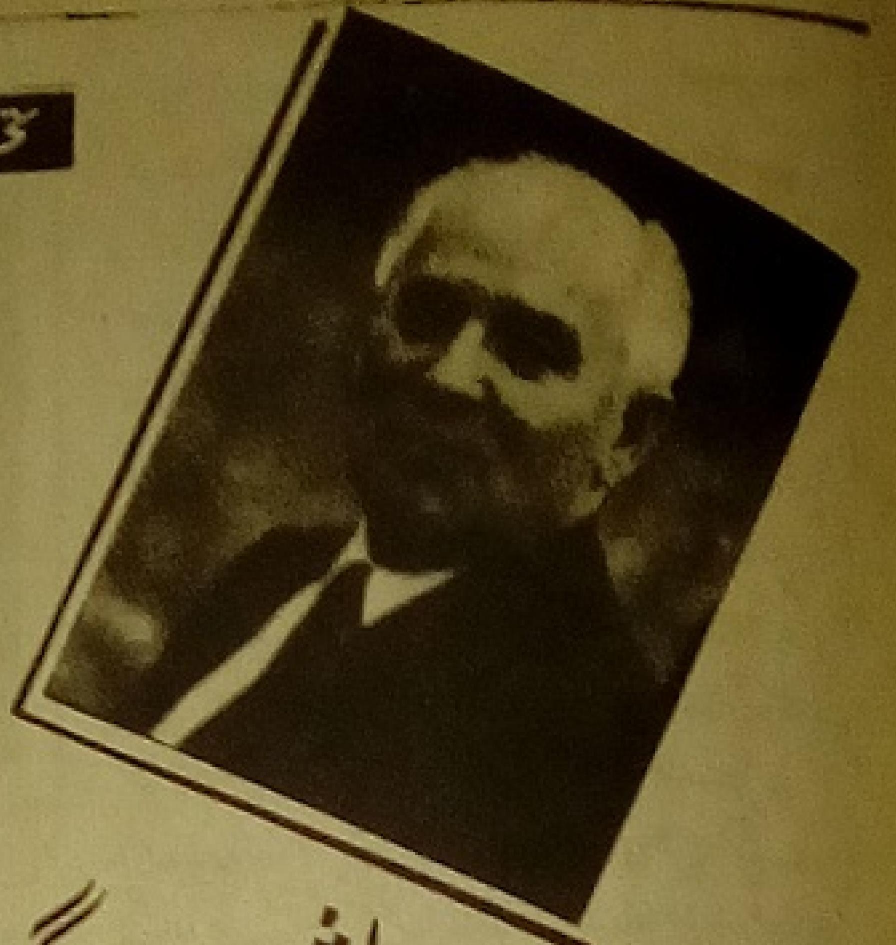
پورے گاؤں کی تلاشی لینے کے بعد جوانوں نے تمام عورتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ پھر ایک نوجوان کے کپڑے اتروا کر اسے برہنہ کیا گیا جس کو دیکھ کر عورتوں نے اپنی نظریں جھکالیں تب ایک جوان نے اس نوجوان سے کہا کہ ان عورتوں سے کہو یہ تمہیں دیکھیں۔ نوجوان کے اس حکم کی تعمیل کرنے پر جوانوں نے عورتوں سے کہا" جاؤ اس سے لے لو اپنی آزادی"

۱۰، ۹ جون کی رات کو فوج کے ایک کیمپ پر کہیں سے گولی چلائی گئی۔ کیمپ کے بالکل سامنے حبیب اللہ ملک اپنے مشترک خاندان کے ساتھ رہتے ہیں۔ فوج کے ۵۰ جوانوں نے ان کے گھر کو گھیر لیا اور کہا کہ گولی اسی گھر سے چلی ہے۔ گھر کے سبھی مردوں کو باہر نکالا گیا۔ ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھی گئیں اور ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ دیئے گئے حبیب اللہ ملک کے برادر نسبتی محمد صدیق ملک سرکاری ملازم ہیں۔ انہوں نے اپنا شناختی کارڈ دکھایا لیکن فوجی جوانوں نے ایک نہ سنی انہیں ڈیڑھ گھنٹہ تک بجلی کے جھٹکے لگائے گئے۔

دوسرے دن یعنی ۱۱ جون کو ہی ہم ان سے ملے۔ وہ نہ تو چل پانے کی حالت میں تھے اور نہ ہی بول پا رہے تھے۔ ان کے بھائی بشیر احمد کے جسم پر بھی کئی جگہ بجلی کے جھٹکے لگائے گئے ان کی ایک بہن سلیمہ ہے جو دسویں کلاس کی طالبہ ہے ہم نے اس رات کے واقعات کے بارے میں پوچھا تو وہ اپنے اسکارف میں منہ چھپا کر رونے لگی۔ اس کا بھائی بشیر احمد بھی رو پڑا۔ بشیر نے کہا یہ کیا بولے گی یہ تو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہی۔ اس کے جسم پر جگہ جگہ بجلی کے جھٹکے لگائے گئے پھر چار جوانوں نے اس کے ساتھ نا جائز کیا۔

تحریر: ابوالحسنات





بش اور گورباچوف کی بندر بانٹ

۹ ستمبر ۱۹۹۰ء کا دن حالیہ خلیجی تنازعہ کے پس منظر میں بڑا اہم تھا اس روز دو ایسی اہم ملاقاتیں یا میٹنگیں ہوئیں کہ امریکہ بنا جنگ لڑے ہی اپنے زخموں کو چاٹنے کے لیے مجبور ہو گیا ہے عراق کی سرکوبی کے لیے بڑے طنطنے کے ساتھ میدان جنگ میں اترنے اور عراق کو تباہ و برباد کرنے کے دعوے کرنے والا امریکہ آج کف افسوس مل رہا ہے کہ کس عذاب میں گرفتار ہو گیا گذشتہ ہفتے ساری دنیا میں امریکہ کے صدر جارج بش اور روس کے صدر گورباچوف کے فن لینڈ کے دارالحکومت ہیلسنکی میں ملاقات کے چرچے تھے جو اتوار ۹ ستمبر کو ہونے والی تھی، قارئین کو یاد دلاتا چلوں کہ میں نے گذشتہ ہفتہ یہ بات واضح کر دی تھی کہ اس ملاقات سے امریکہ کا اصل مقصد عراق پر حملہ کرنے کے لئے روس کی رضامندی حاصل کرنا ہے مگر روس امریکہ کی اس چال میں نہیں پھنسے گا اور وہ کسی قسم کی فوجی کارروائی میں شریک نہیں ہو گا بظاہر اس ملاقات کا کم و بیش یہی نتیجہ برآمد ہوا۔

دوسری اہم ملاقات ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی ایران کے وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی اور عراق کے وزیر خارجہ طارق عزیز کے درمیان تہران میں ہوئی ۱۹۸۰ء کے بعد یہ پہلا موقع ہے جب کسی اہم عراقی رہنما یا بڑے افسر نے ایران کا دورہ کیا ہو اس ملاقات میں بھی بڑے دور رس فیصلے کئے گئے۔

پہلی ملاقات جو امریکہ اور روس کے صدروں کے درمیان ہوئی خلیجی علاقے کے مستقبل کے لیے بہت اہم ہے اگرچہ بظاہر امریکہ کے صدر جارج بش اس لئے گئے تھے کہ فی الفور روس کو عراق کے خلاف فوجی کارروائی کے لئے رضامند کر لیں مگر اس خطے سے متعلق کچھ دیگر مسائل بھی اس میٹنگ میں زیر بحث آئے جن کا تعلق اس خطے امریکہ اور روس کے دور رس مفادات سے تھا سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد روس اور امریکہ دونوں کے سامنے ایک ہی مسئلہ ہے کہ کس طرح اپنے مفادات کی حفاظت کی جائے جہاں مشرقی یورپ کے کمیونسٹ ممالک روس کے حلقۂ اثر سے تقریباً باہر ہو گئے ہیں اور روس نے ترک اسلحہ معاہدہ کے تحت یورپ پر وار

> خلیجی خطہ میں امریکہ فوجیں
> جمائے بیٹھا رہے گا آہستہ آہستہ
> اپنی فوجوں کی تعداد کم کر دیگا
> مگر یہاں سے جائے گا نہیں!

کرنے والی میزائلیں ہٹالیں وہاں روس کا خوف ختم ہو جانے کے بعد اب یورپی ممالک بھی مجموعی طور پر امریکہ کے تسلط سے بے نیاز ہونے کے چکر میں ہیں اس وقت یورپ کا ذہن اس خیال پر مرکوز ہے کہ یورپ کو بحیثیت یورپ کے ایک سپر پاور کی شکل دیکھا جائے یورپین اکانومک کمیونٹی یورپ کی مشترکہ کرنسی کی بات اور یورپ کے لئے متحدہ دفاعی پالیسی کی تشکیل کا خیال سب اسی ذہن کی آئینہ دار ہیں۔

اس لئے امریکہ اور روس دونوں کیلئے یہ بات بہت اہمیت رکھتی ہے کہ دنیا میں ان کو چوہدری سمجھا جائے مگر یہ بات وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یورپ کو اب دھونس میں نہیں رکھ سکتے اس لئے اب ان کی ساری توجہ تیسری دنیا کی طرف ہے اور اس میں بھی بالخصوص خلیجی علاقے کی طرف جہاں پیٹرول ہے جو امریکی اور یورپی متحدہ زندگی کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔

عرصۂ دراز سے عالم عرب پر امریکہ اور روس دونوں کے دانت ہیں چونکہ امریکہ اور برطانیہ نے اس خطے میں اپنے مفادات کے لئے اسرائیل کا خنجر عربوں کے سینے میں گھونپا تھا تو روس کی پالیسی یہ رہی ہے کہ وہ اسرائیل کو توسیع پسندی کی زبانی طور پر مذمت کرتا رہے تاکہ عرب اسے اپنا حمایتی سمجھیں پھر جب امریکہ نے شاہوں اور شیخوں کے زیر تحت

مملکتوں سے اپنے تعلقات بڑھا کر انہیں اپنے زیر اثر کر لیا تو روس نے ان عرب ممالک کی سرپرستی شروع کر دی جہاں تک شہنشاہیت کی جگہ جمہوریت پسند یا شہنشاہیت مخالف حکومتوں نے لے لی تھی اور اس طرح سے روس نے اس خطہ میں امریکہ کی پیش قدمی کا جواب دیا۔

خلیجی علاقے میں کیا، دنیا میں سب جگہ امریکہ اور روس نے یہی جال بچھا رکھا ہے کسی بھی ملک کیلئے ان دونوں میں سے کسی کی حمایت خالص اصولی یا انسانی بنیادوں پر نہیں ہوتی بلکہ اس کی بنیاد اپنا حلقۂ اثر بڑھانے پر ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں دونوں ممالک اس ''اسلامک ڈیفنس پلان'' سے بھی خوفزدہ ہیں جو ایران قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ عراق اور ایران اس خطے کی دو بہت بڑی فوجی طاقتیں ہیں، افغانستان میں روسی فوجوں کی شکست نے افغان مجاہدین



کو ایک مثبت طاقت کی شکل میں ثابت کر دیا ہے، ادھر خود روس کی اسلامی ریاستوں میں زبردست خلفشار پیدا ہو چکا ہے وہاں پوری قوت سے نشاۃ الثانیہ ہو رہا ہے روس کی کمیونسٹ حکومت کی طویل جدوجہد کے باوجود بھی اسلام کا خاتمہ نہیں ہو سکا۔ ایران، عراق، ترکی، افغانستان اور پاکستان کو ملا کر اس خطے میں باہمی تعاون کے لیے ایک ایسا اسلامی بلاک بنانا چاہتا ہے جو اس خطے کی اسلامی دفاعی ——— ضروریات کو پورا کر سکے۔

یہ بات امریکہ اور روس دونوں کے مفادات کے خلاف ہے کہ اس خطے میں اسلام پسند قوتیں اتنی طاقت ور ہوں چنانچہ ہیلسنکی میں ہونے والی اس میٹنگ میں صرف عراق اور کویت تنازع پر ہی تبادلہ خیال نہیں ہوا بلکہ خلیجی خطہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں

تہران میں ایرانی صدر ہاشمی رفسنجانی، ایرانی وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی اور عراق کے وزیر خارجہ طارق عزیز میں ۱۹۸۰ء کے بعد پہلی اہم ملاقات ہوئی ہے

کی سیاست پر بھی تفصیلی بحث ہوئی (ہیلسنکی میں ہونے والی یہ میٹنگ سات گھنٹے تک چلی تھی) بعض عالمی مبصرین کے مطابق اس میٹنگ میں دونوں بڑے ممالک نے مل کر اسلامی ممالک کی بندر بانٹ کر لی کہ کس ملک میں کس کا حلقۂ اثر رہے گا، افغانستان روس کے لئے اسی طرح وبال جان بن چکا ہے جس طرح ویت نام امریکہ کے لئے مصیبت بن گیا تھا یہ سب امریکہ کی وجہ سے ہوا ہے اس وقت افغانستان میں نجیب اللہ کی روس نواز کٹھ پتلی حکومت قائم رہے یہ یہ روس کے لئے وقار کا سوال بنا ہوا ہے اس طرح بعض عرب ممالک مثلاً سوڈان، یمن اور خود عراق کا جھکاؤ روس دوستی کی طرف رہا ہے روس ان سے کنارہ نہیں کر سکتا کیونکہ آخر تیل کی ضرورت تو روس کو بھی ہے چنانچہ ان مبصرین کے مطابق یہ طے پایا ہے کہ اس خطے میں موجودہ صورتحال جوں کی توں برقرار رہے امریکہ افغانستان میں مداخلت نہ کرے اور روس امریکی مفادات کے خلاف عمل نہ کرے۔

اسی طرح خلیجی خطہ میں امریکہ فوجیں جمائے بیٹھا رہے گا مگر عراق پر حملہ نہیں کرے گا بلکہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق معاشی ناکہ بندی کی پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد امریکہ آہستہ آہستہ اپنی فوجوں کی تعداد کم کر دے گا۔ مگر اس خطے سے جانے گا نہیں۔ اس طرح اس خطے میں موجودہ صورتحال دیر تک برقرار رہے گی۔ روس نے ایک رعایت عراق کو اور دلوا دی کہ اب غذائی اجناس کو عراق جانے کی اجازت دے دی جائے گی۔

چنانچہ دیکھا جائے تو امریکہ کے صدر روس سے خالی ہاتھ بھی نہیں لوٹے ہیں مگر اس تنازعے کے تعلق سے ان کو کوئی خاص فائدہ بھی نہیں ہوا ہے مگر امریکہ نے اپنے طویل المدتی مفادات کے لیے بہرحال روس کی بات مان لی ہے۔ خود امریکہ بھی اس چیز

کو اب بہتر طور پر سمجھ گیا ہے کہ عراق سے جنگ نہ کرنے میں ہی اس کا فائدہ ہے کیونکہ جغرافیائی حالات نے امریکہ کا اپنی فوج اور اپنے آلات کی کارکردگی میں اعتماد متزلزل کر دیا ہے صحرا کی گرمی سے نہ صرف اس کے انتہائی حساس فوجی کمپیوٹروں کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے بلکہ فوجیوں کی اسٹین گنوں توپوں کی نالیں تک خمیدہ ہو جاتی ہیں۔ ٹینک اس قدر تپنے لگتے ہیں کہ ان پر چڑھنے کی کوشش میں فوجیوں کے ہاتھ جھلس جاتے ہیں اس لیے اب امریکی سوچ رہے ہیں کہ کسی طرح جنگ کو ٹالا جائے تاکہ کہیں اسے شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اور اسے مجبور ہو کر ایٹم بم استعمال نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ ایٹمی اسلحہ کے استعمال سے تیل کے ذخائر کے تباہ ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

اس لیے امریکہ خود بھی چاہتا ہے کہ ابھی اسے جنگ میں الجھنا نہ پڑے۔



اصل میں امریکہ سے بھی اندازے کی غلطی ہوئی ہے اس کا خیال تھا کہ امریکی فوج کی اتنی کثیر تعداد میں آ جانے سے عراق ڈر جائے گا اور کویت کا بڑا حصہ خالی کر دے گا۔ اور صرف کچھ متنازعہ علاقے اپنے قبضے میں رکھے گا۔ چنانچہ امریکہ کویت میں دوبارہ امیر کویت کو برسر اقتدار کر دینے میں سرخرو ہو جائے گا۔ اور کویت کے تحفظ کی آڑ میں اسے مستقل طور پر کویت کے خرچ پر اپنی مختصر سی فوج کو اس خطہ میں رکھنے کا بہانہ ہاتھ آ جائے گا۔ مگر عراق کے صدر صدام حسین نے ایک کے بعد ایک ایسی چالیں چلیں کہ امریکہ زبردست الجھنوں میں پھنس چکا ہے تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ جس روز صدر بش اور گوربا چوف ہیلسنکی میں مل رہے تھے اس روز

امریکہ چاہتا تھا کہ اس کی فوجی مہم جوئی میں کچھ حصّہ یورپی ممالک بھی دیں مگر سوائے برطانیہ کے سب نے انگوٹھا دکھا دیا

تہران میں عراق کے وزیر خارجہ طارق عزیز نے ایران کے صدر ہاشم رفسنجانی سے ملاقات کر رہے تھے۔

ریڈیو تہران اور دوسرے ایرانی ذرائع سے ملنے والی خبروں کے مطابق دونوں مسلم رہنماؤں کے درمیان کافی طویل گفتگو ہوئی۔ اور ایران نے عالم اسلام کی اس بندر بانٹ کی اسکیم سے عراق کو آگاہ کیا۔ عالم اسلام کے تحفظ کے لیے ایران نے عراق کو ہر ممکن مدد کی یقین دہانی بھی کرائی ہے۔ دس سال کے بعد دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات بحال کئے جانے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ جلد ہی دونوں ممالک میں ایک دوسرے کے سفارت خانے کھل جائیں گے۔

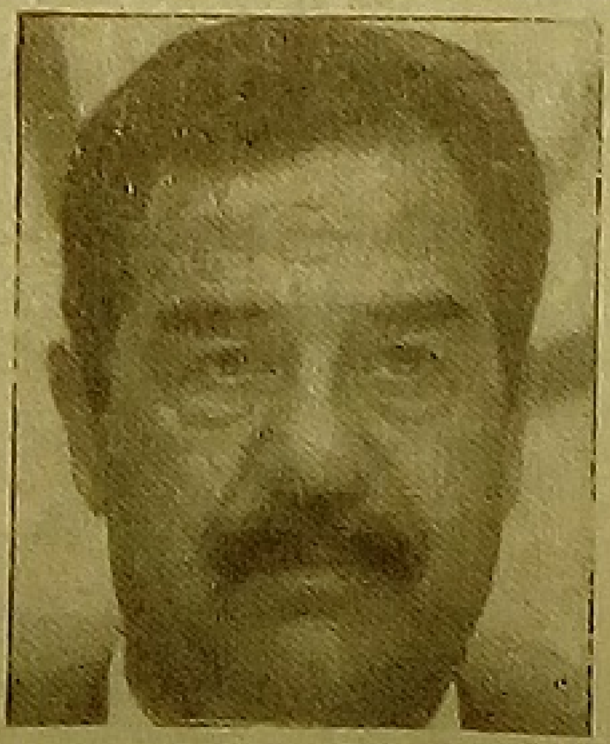
رفسنجانی علی اکبر ولایتی اور طارق عزیز ملاقات کے دوران ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر مہدی کروبی نے امریکہ کو وارننگ دی کہ وہ جلد از جلد خلیج سے اپنی فوجیں ہٹالے ورنہ ساری دنیا میں امریکی ٹھکانوں پر حزب اللہ کے مسلم جانباز حملے کریں گے۔ یہ محض خالی خولی دھمکی نہیں ہے۔ حزب اللہ کے جانباز ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ماضی میں اس تنظیم کے ممبران امریکہ اور یوروپی ممالک کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیاں کر چکے ہیں۔

مختصر یہ کہ ایران اگرچہ کویت پر عراقی حملے کے خلاف ہے مگر اس خطے میں امریکی اور یہودی فوجوں نے اسے مجبور کر دیا ہے کہ وہ عراق کی مدد کرے اس عالم میں ایران کی اخلاقی اور مادی مدد عراق کے لئے زندگی کا پیغام بن جائے گی۔

حالات بتا رہے ہیں کہ امریکہ کی شہ پر منظور کی جانے والی معاشی ناکہ بندی کی قرارداد بھی زیادہ دیر تک ٹک نہیں پائے گی۔ عراق اور کویت میں پھنسے لاکھوں غیر ملکیوں خصوصاً ایشیائیوں کی موجودگی نے ان کے ممالک کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ان کے لئے غذائی اجناس اور طبی سہولیات مہیا کرنے کی جستجو کریں چنانچہ ہندوستان پہلے ہی اقوام متحدہ کو درخواست دے چکا ہے کہ عراق اور کویت میں غذائی اجناس بھیجنے کی اجازت دی جائے کیونکہ وہاں ہزاروں ہندوستانی غذائی قلت کا شکار ہیں چین یوگوسلاویہ تیونس وغیرہ نے بھی اس مسئلہ کو بہت شدّ

کے ساتھ اٹھایا ہے۔ اس کے علاوہ تیسری دنیا کے اور بھی کئی ممالک اس بات پر زور دے رہے تھے کہ عراق اور کویت کی معاشی ناکہ بندی میں غذائی اجناس کو شامل نہ کیا جائے۔ اسی عالمی دباؤ کی وجہ سے گورباچوف نے صدر بش کو یہ بات سمجھائی کہ وہ غذائی اجناس روکے جانے پر زیادہ اصرار نہ کریں ورنہ چند روز میں انہیں زبردست عالمی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور پھر انجام کار یہ معاشی ناکہ بندی کسی کام کی نہیں رہے گی۔ اور ممالک عراق کو سامان بھیجنے لگیں گے۔

امریکہ کے لئے اس وقت سب سے زیادہ سر دردی یورپین اکانومک کمیونٹی نے پیدا کر رکھی ہے۔ یورپ کے غیر کمیونسٹ ممالک نے تمام اقتصادی امور کے لئے ایک متحدہ نظام قائم کر رکھا ہے۔ امریکہ چاہتا تھا کہ اس کی اس فوجی مہم جوئی کے اخراجات میں کچھ حصہ یورپین ممالک بھی دیں



عراق کے صدر صدام حسین نے ایک کے بعد ایک ایسی چالیں چلی ہیں کہ امریکہ زبردست الجھنوں میں پھنس چکا ہے

مگر سوائے برطانیہ کے سب نے انگوٹھا دکھا دیا اور فوجی اخراجات کے لئے امریکہ کی کوئی بھی امداد کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ امریکہ کے لئے اس بات کا الارم ہے کہ اب یوروپین ممالک اس کی ہر بات پر آمنّا و صدقنا کہنے کو تیار نہیں ہیں۔

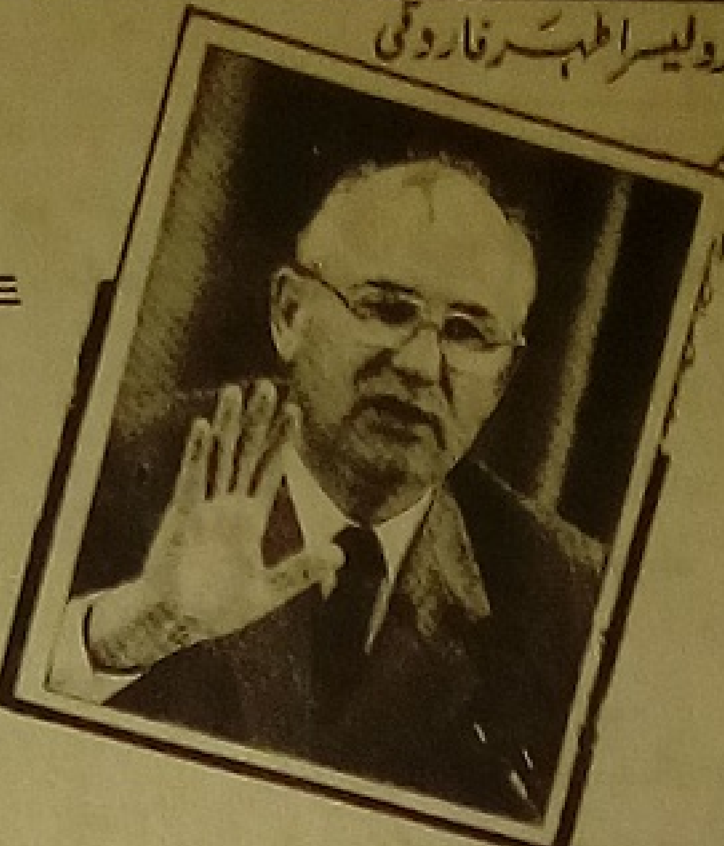
ادھر عراق نے امریکہ کے لئے ایک نئی سر دردی پیدا کر دی ہے اس نے صدر بش اور صدر گورباچوف کی ملاقات کے اگلے روز یہ اعلان کیا کہ تیسری دنیا کے ممالک کو وہ مفت تیل سپلائی کرے گا۔ صدر صدام حسین کے بیان کو سرکاری ترجمان نے بغداد ٹیلیویژن سے نشر کرتے ہوئے بتایا کہ عراق پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک پر مشتمل تیسری دنیا کے ممالک کو اقتصادی پریشانیوں میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔ اگرچہ اقوام متحدہ نے عراق کے ساتھ اقتصادی تجارتی لین دین پر پابندی لگا دی ہے لیکن وہ ان تمام پسماندہ ممالک اور ترقی پذیر ممالک کو مفت تیل فراہم کرے گا۔ چونکہ مفت تیل دینے پر اقوام متحدہ کی کوئی پابندی نہیں ہے اس لئے جس ملک کو جتنا تیل چاہئے اور جس قسم کا تیل چاہیئے عراق سے مفت حاصل کرلے۔ صرف اسے اپنا ٹینکر جہاز بھیجنا پڑے گا۔

تکنیکی طور پر یہ بات صحیح ہے کہ جب عراق مفت تیل دے گا تو وہ غیر تجارتی معاملہ ہے اس پر اقوام متحدہ کی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ تیسری دنیا کے بیشتر ممالک غریب ہیں اس لئے ان کے لئے عراق کا یہ آفر خاصہ پرکشش ہے اس کے علاوہ اس کے نتیجے میں تیسری دنیا کے عوام میں عراق کے تئیں بڑی ہمدردی اور احترام بھی پیدا ہوگا۔

ابھی امریکہ نے عراق کے اس آفر پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا ہے مگر بہرحال اس کے لئے سر دردی تو پیدا ہو ہی گئی ہے۔

ادھر ناوابستہ ممالک کی تحریک چند دن میں متحرک ہونے والی ہے ہندوستان کے وزیر خارجہ مسٹر آئی کے گجرال یوگوسلاویہ پہنچ چکے ہیں — یوگوسلاویہ اس وقت ناوابستہ ممالک کا چیرمین ہے ناوابستہ تحریک کا رخ کسی طرح بھی امریکہ کے حق میں نہیں ہے۔ اس طرح امریکہ کی سر دردیوں میں مزید اضافہ ہونے والا ہے۔

انٹرویو، پروفیسر اطہر فاروقی
(جامعہ ملیہ
دہلی)



گوربچوف کی کامیابی پر تبصرہ قبل از وقت ہوگا

پروفیسر لامیلا واسیلیوا

س:۔ آج جبکہ گورباچوف کے اصولوں پر عمل درآمد ہوتے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ ہمیں آج بھی آپ روسیوں کا ردعمل جاننے کی شدید خواہش ہے۔

ج:۔ آپ کا سوال اتنا بڑا ہے کہ آج گورباچوف کے روس کا ہر شہری اس مضمون پر ایک مستقل کتاب اپنے تجزیوں کی بنیاد پر ہی لکھ سکتا ہے۔ حالانکہ ان تجربات کو محسوس کرنے کا جذبہ اتنا گہرا ہے کہ ہم روسیوں کی زندگی میں آج کل اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ کب کیا ہو جائے گا۔ کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا؟ ایک تجسس ہے جو ہر وقت، ہر لمحے نقطۂ عروج پر ہے بلکہ یوں کہوں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ کہ گورباچوف کے آنے کے بعد کوئی تجسس ایسا نہیں جس میں درجۂ منتہا کے علاوہ اور کچھ ہو۔ ہم نے جو کچھ نہیں سوچا تھا۔ یا جس پر غور و خوض کا خیال تک بھی ہم دل میں نہیں لاسکتے تھے۔ روس میں آج وہی سب ہوا اور ہو رہا ہے۔ اب اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد تو ہمیں یہ یقین ہونا شروع ہوا ہے کہ جو کچھ بھی پیش آیا وہ حقیقت تھی، واہمہ نہ تھا۔ نگاہوں کا دھوکہ نہیں تھا۔ ہم جاگتی آنکھوں سے خواب نہیں دیکھ رہے تھے بلکہ حقیقت اپنی شکل تبدیل کر رہی تھی دوسری حقیقتوں کی طرح۔ آپ ہندوستانی یا کسی بھی دوسری مملکت کے لوگ ہماری اس ذہنی حالت کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتے جس سے گزشتہ برسوں میں ہم دوچار ہو رہے ہیں

پروفیسر لامیلا واسیلیوا کا نام اردو کے علمی و ادبی حلقوں میں ایک جانا پہچانا نام ہے۔ تقریباً ہر سال تشریف لانے والی یہ روسی اسکالر اپنے تعلیمی سلسلے میں جواہر لال نہرو یونیورسٹی نئی دلی (ہندوستان) میں ایک طویل عرصے تک مقیم رہ چکی ہیں۔ خالص ادبی لفظ کے ساتھ اردو بولنے والی لامیلا کی اردو ادب پر گہری اور واقف کارانہ نظر ہے۔ پہلے ماسکو ریڈیو کی اردو سروس سے منسلک رہ چکی ہیں۔ پروفیسر لامیلا آج کل انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز کے ایشیائی ادب کے شعبے سے وابستہ ہیں۔ گورباچوف کے ۱۹۹۰ء کے روس پر لامیلا کا یہ انٹرویو فکر کے نئے باب وا کر رہا ہے۔ ادارہ "احوال" کو یہ انٹرویو ہندوستان سے موصول ہوا۔ گو کہ انٹرویو مختصر ہے مگر اس کے ذریعے موجودہ روسی معاشرے کا ایک واضح عکس سامنے آتا ہے۔

غیر ملکیوں کو اس وقت جو روس دکھایا جاتا تھا وہ حقیقت سے بالکل مختلف تھا۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ فرقہ وارانہ فسادات کا نام یا لفظ ہم نے صرف لغت میں پڑھا تھا اور اپنے یہاں فسادات ہونے کے بعد بھی ہمیں ان کی حقیقی تخریب کاری اور عبرتناکی جس سے آپ ہم سے زیادہ واقف ہیں، کو قبول کرنے میں بہت وقت لگا۔ ہم تو صرف اس بات کے عادی تھے کہ اخبار کوئی بھی ہو، خبر ایک ہی ہوگی۔ ایک ہی طرح لکھا ہوا ہوگا۔ یعنی اسی طرح جس طرح بریفنگ کرائی گئی اور سرکاری ایجنسیوں نے خبریں بھیجیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن اب ہم حیرت زدہ ہیں کہ ہر اخبار میں ایک ہی خبر مختلف طرح ہوتی ہے جس میں حکومت پر تنقید بھی ہو سکتی ہے۔ ہماری نسل تو ان حالات کے بارے میں خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔ کیونکہ خواب کی باتیں بھی حقیقی زندگی میں قصے کہانیوں میں کہیں تو ہوتی ہی ہیں۔ اگر ہمارے یہاں کوئی کہتا کہ کمیونسٹ پارٹی پر پابندی لگا دی جائے تو اسے پتھر توڑنے کے لیے سائبیریا بھیجنے سے پہلے ہی ذہنی مریض بتا کر پورا معاشرہ اسے اچھوت قرار دیدیتا کیونکہ اس سے کسی طرح کا بھی تعلق رکھنا خودکشی کے مترادف تھا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں آج اس طرح آپ سے روس کے متعلق باتیں نہیں کر سکتی تھی انٹرویو دینے سے پہلے مجھے اپنے سفارت خانے کو مطلع کر کے اجازت لینا پڑتی! آپ کا سوالنامہ اور میرا جوابنامہ سفارت خانے سے منظور ہو کر ہی شائع ہو سکتا تھا۔

س:۔ اس بارے میں آپ روسی کیا سوچتے ہیں کہ گورباچوف اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہو سکیں گے؟

ج:۔ اس سلسلے میں ابھی کچھ کہنا ناممکن ہے کیونکہ

ہمارے ہاں اب صورتحال یہ ہے کہ بازار میں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی کمی ہے دکانیں خالی پڑی ہیں ہر طرف عجیب افراتفری کا عالم ہے

> جب وہ نظام جو ایک لمبے عرصے تک تبدیل ہو چکا تھا اور جس نے بعد میں عقیدے کی شکل اختیار کر لی ختم ہو سکتا ہے تو پھر گورباچوف، ان کے اصولوں اور طریق کار کا مستقبل کون کہہ جانے ہے

کے طریق کار کی کامیابی میں کوئی شک نہیں تو بھی ان کے بارے میں ابھی کوئی تبصرہ قبل از وقت ضرور ہے۔ اور ہم روسیوں کا بہت سوچ سمجھ کر بات کرنے کی عادت اس قدر پرانی ہے کہ ایک دم اس سے نجات نہیں مل سکتی۔ جب وہ نظام جو ایک لمبے عرصے میں تبدیل ہو چکا تھا اور جس نے بعد میں عقیدے کی شکل اختیار کر لی، ختم ہو سکتا ہے تو پھر گورباچوف اور ان کے اصولوں اور طریق کار کا مستقبل کون جانے؟

س۔ کیا ان حالات کے اثرات روسی معاشرے پر آسانی سے ختم کیے جا سکتے ہیں؟

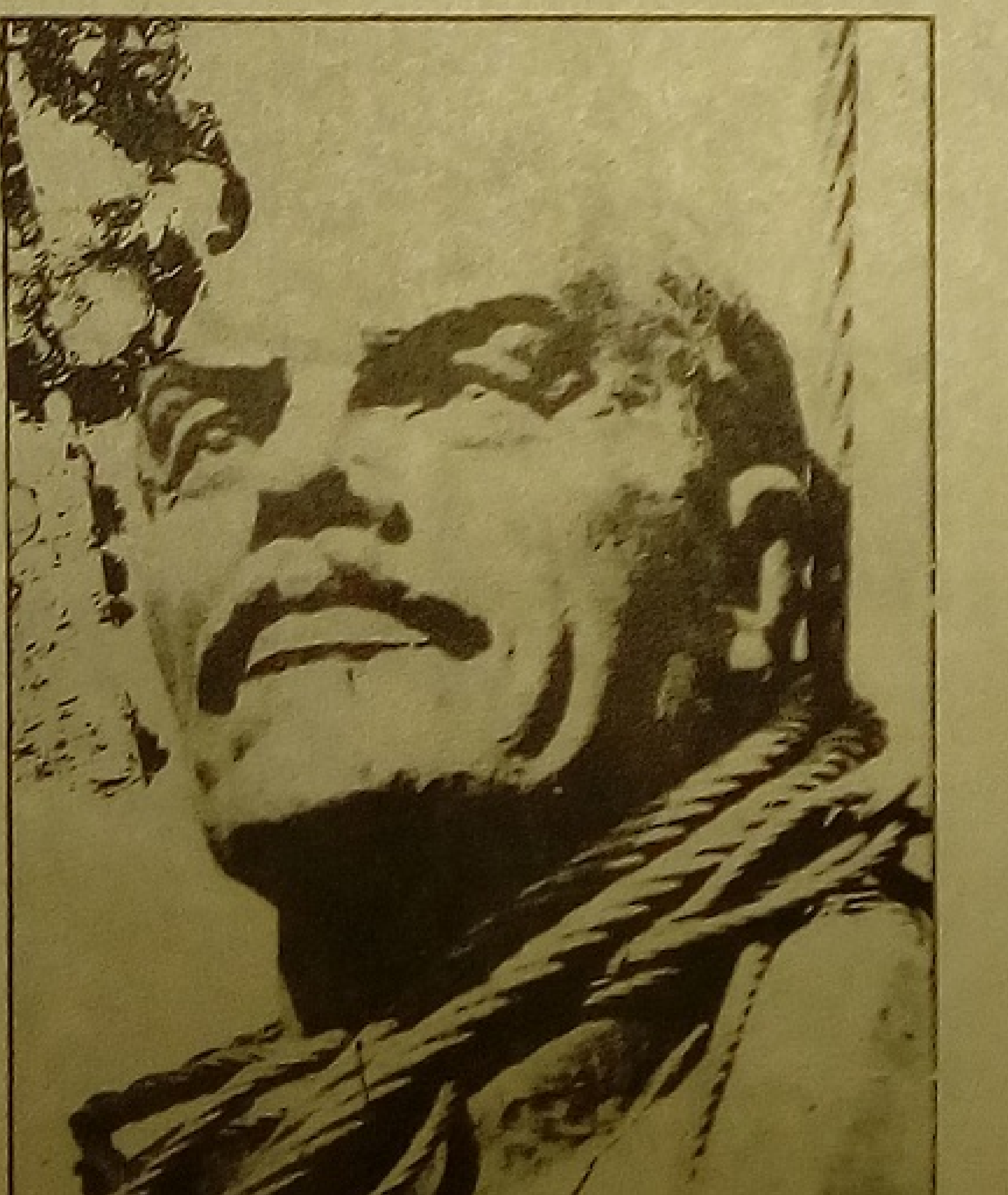
ج۔ جی ہاں۔ بالکل۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سماجی زندگی پر ان کے اثرات بہت برے اور منفی ہیں۔ کسی بھی نظام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا اثر اقتصادی سطح پر اس طرح پڑے کہ وہ اقتصادی کامیابی کی ضمانت بن جائے۔ بدقسمتی سے گورباچوف کے اصولوں کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکا۔ انقلاب روس کی کامیابی میں بھی تو سماجی استحصال اور معاشی عدم استحکام جو حقیقت میں سماجی استحصال کا سبب بنا کی فیصلہ کن طاقت پر اتفاق ہے۔ ہمارے یہاں اب صورتحال یہ ہے کہ بازار میں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی کمی ہے۔ دکانیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ عجیب افراتفری کا عالم ہے جبکہ اس سے پہلے یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ کوئی ایک چیز بھی بازار سے غائب ہو جائے۔ دکانیں چیزوں سے بھری رہتی تھیں۔ اس صورتحال نے مستقبل میں گورباچوف کے اصولوں اور طریق کار کی کامیابی پر کئی سوالیہ نشان لگا دیے ہیں۔ کیونکہ اگر حالات یہی رہے تو پھر ایک اور انقلاب دور نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اب ہم ایک اور انقلاب کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔

س۔ کہیں اس کا سبب یہ تو نہیں کہ روسی عوام اس آزادی کو برداشت نہیں کر پا رہے ہوں اور یہ اس کا ردعمل ہو؟

ج۔ جی نہیں۔ یہ حالات تو ان لوگوں کے پیدا کیے ہوئے ہیں جن کے مفادات نئے نظام سے مجروح ہو رہے ہیں۔ یہ لوگ عوام کو یہ محسوس کرانا چاہتے ہیں کہ کھلے پن کا مطلب صرف بے ضابطگی، پریشانی، جمع خوری، عدم اختیار اور مرتب و باقاعدہ زندگی کا بے ترتیب اور بے قاعدہ ہو جانا ہے۔ اب ان لوگوں کی سرکاری نظام پر سے گرفت تقریباً ختم ہو چکی ہے اور اس کی بازیابی کے لیے یہ ٹولہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ وقت کا رخ بھی پیچھے کی طرف موڑنے کی مجرمانہ کوشش تک جو کسی بھی معاشرے کو ایک مخصوص اندھے کنوئیں میں دھکیل رہی ہے۔ ہم عام شہری تو خدا سے یہی دعا کرتے ہیں کہ وہ اس بہار کو سلامت اور خزاں سے محفوظ رکھے تاکہ ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ اسی تازہ ہوا میں سانس لیتی رہیں۔

س۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ روس کے اندرونی حالات بہت حوصلہ افزا نہیں ہیں اور اگر یہی حالات برقرار رہے تو پھر پریسترائیکا اور گلاسنوست کے ساتھ گورباچوف بھی جلد ہی تاریخ کا ایک باب بن کر رہ جائیں گے؟

ج۔ میں نے آپ کو وہ بتایا جو حقیقت ہے۔ ہم روسی شاید ابھی اتنی تبدیلیوں کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے اس لیے اس تبدیلی کو ہم پوری طرح ہضم نہیں کر پائے۔ قدیم عمارتوں کو منہدم کرنا تو ضروری ہو سکتا ہے مگر کیا یہ بھی ضروری ہے کہ اساس بھی کھود دی جائے اور ان اینٹوں کو بھی نکال پھینکا جائے جن پر نئی اور مضبوط عمارت کی تعمیر ہو سکتی تھی۔ میرے خیال میں یہ ایک بڑی غلطی ہو گی اور یہ غلطی ہم مسلسل کر رہے ہیں۔ کھلی دنیا میں جو خبریں آ رہی ہیں ان کا سیاق و سباق کھلی دنیا کا سیاق و سباق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ ہماری اصلاحات کا تجزیہ ہمارے حالات کے پس منظر میں کیا جائے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہی نہیں ہو پا رہا ہے اور جو غلطی ہم کر رہے ہیں وہی غلطی دنیا بھی کر رہی ہے۔ برلن کی دیوار کا مسمار ہونا اگر ایک طرفہ ہے تو پھر ہماری اصلاحات کا سارا تجزیہ اور تجزیے کی اساس غلط ہے اور اگر دنیا یہ مانتی ہے کہ برلن کی دیوار دونوں طرف ہی گری ہے تو پھر یہ تجزیہ صحیح ہے۔ آپ بتلائیے کہ کیا دنیا یہ مان رہی ہے کہ برلن کی دیوار دونوں طرف گری ہے؟ بس یہی ایک بنیادی بات ہے جس پر ابھی مزید غور و خوض کیا جانا چاہیے۔



روس میں اشتراکیت کا بانی وی آئی لینن

نمائندہ احوال

الیکشن میں سیاسی شعور اور قومی یکجہتی کا مظاہرہ کریں



دورہ حیدرآباد کے موقع پر شاہ فرید الحق کا عوام سے خطاب

جمعیت علماء پاکستان کے سینئر نائب صدر اور امیدوار حلقہ نمبر ۱۴۹ حیدرآباد جناب پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب جمعہ ۱۸ ستمبر کی صبح دو روزہ دورے پر حیدرآباد تشریف لائے ان کے ہمراہ جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے رہنما جناب محمد صدیق راٹھور ایڈووکیٹ، امان اللہ خان نیازی اور انجمن طلباء اسلام کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور سابق سیکریٹری جنرل برادر ڈاکٹر ارجاوید اختر تھے۔

نماز جمعہ کے موقع پر مہاجرین مسجد پریٹ آباد میں پروفیسر سید شاہ فرید الحق نے "کنتم خیر امۃ" کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا اپنے خطاب کے دوران انہوں نے مسلم امہ کی زبوں حالی اور پستی کے اسباب اور تدارک پر نہایت مدلل انداز میں روشنی ڈالی انہوں نے کہا کہ مسلم امہ کی ترقی اور خوشحالی کا راز دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی میں ہے انہوں نے کہا کہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم قومیت کے تصور کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے اور لوگوں کو لسانی عصبیت وعلاقائیت جیسی موذی بیماری سے روکنے کے لئے کوشش کی جائے انہوں نے کہا کہ ماہ مقدس ربیع الاول میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیا جائے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ بعدازاں سہ پہر ۴ بجے دارالعلوم غوثیہ رضویہ سعیدیہ میں جمعیت علماء پاکستان کے خادمین انجمن طلبہ اسلام کے کارکنان کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سینئر نائب صدر جناب محترم پروفیسر سید شاہ فرید الحق نے کہا کہ دنیا میں وہی تحریکیں کامیابی سے ہمکنار ہوا کرتی ہیں جس کے کارکنان بہتر انداز میں منظم و مربوط ہوں انہوں نے کہا کہ کارکنان تحریک کی جان ہوا کرتے ہیں انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ مشکل حالات میں صبر و استقلال کے ساتھ پیغام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچار کریں اور راہ میں حائل ہر رکاوٹ کا مردانہ وار مقابلہ کریں انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان اس ملک میں ایک عرصہ دراز سے اصولوں کی سیاست اپنا مذہبی و ملی فریضہ سمجھ کر کر رہی ہے اور جمعیت علماء پاکستان کا شاندار ماضی اس کی روشن دلیل ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ہر ظالم حکومت اور منظم دہشت گردوں سے اپنے محدود وسائل کے باوجود مقابلہ کیا انہوں نے کہا کہ کارکنان منفی پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے بغیر نفاذ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھرپور جد و جہد جاری رکھیں۔

کارکنان کے اجلاس سے جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے نائب صدر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر شاہ فرید الحق کا حیدرآباد سے الیکشن لڑنا یہاں کے عوام اور کارکنان کے لئے اعزاز ہے اور انشاء اللہ جمعیت اور انجمن طلباء اسلام اور اے این آئی کے کارکنان نظام مصطفےٰ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لئے بھرپور محنت کریں گے۔

اجلاس سے جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی رہنما محمد صدیق راٹھور جمعیت علماء پاکستان ضلع حیدرآباد کے جنرل سیکرٹری [illegible] راجپوت، [illegible] ابوالحسن قادری [illegible] صوفی انوار الحق قادری، اقبال ... اور انجمن طلباء اسلام کے ... رضوی نے خطاب کیا۔

علاوہ ازیں اسی روز بعد نماز عشاء گھنٹہ گھر چوک نور محل سیلا حیدرآباد پر ایک کارنر میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ کارنر میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ عوام الیکشن میں سیاسی شعور اور قومی یکجہتی کا بھرپور مظاہرہ کریں انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ایک مرتبہ پھر موقع عطا فرمایا ہے کہ ہم اپنے ووٹ کے ذریعے خوف خدا رکھنے والے اور باکردار افراد کو اسمبلیوں میں بھیجیں انہوں نے کہا کہ ایک سازش کے تحت حیدرآباد میں ہنگامے کرا کے یہاں کی معیشت و تجارت کو تباہ کیا گیا، طلباء کے مستقبل کو تباہی کی جانب دھکیلا جا رہا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب اخوت محمدی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلم قومیت کے علمبرداروں کو کامیاب بنائیں اور رنگ و نسل اور زبان کے رشتے سے بالاتر ہو کر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جائیں اسی میں ہماری بقا اور نجات ہے۔

کارنر میٹنگ سے جمعیت علماء پاکستان کے دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ عوام کی ایک بڑی تعداد کارنر میٹنگ میں شریک ہوئی اور بھرپور جذبے اور جوش کا مظاہرہ کیا۔

دورے کے دوسرے دن صبح قائد محترم پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سے انجمن طلبہ اسلام اور انجمن نوجوانان اسلام کے وفد نے خصوصی ملاقات کی وفد میں انجمن طلبہ اسلام حیدرآباد ڈویژن کے ناظم محمد جاوید رضوی، ضلعی سیکریٹری اطلاعات محمد شریف خان نیازی انجمن نوجوانان اسلام کے سید اختر نورانی کے علاوہ اے ٹی آئی اور اے این آئی کے دیگر افراد بھی شریک تھے وفد نے پروفیسر شاہ فرید الحق سے طلبہ و نوجوانوں سے متعلق مسائل بیان کئے اس موقع پر پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ ایک سازش کے تحت طلبہ کے مستقبل کو داؤ پر لگایا جا رہا ہے اور موجودہ حالات کا سب سے زیادہ شکار طلبہ و نوجوان ہیں۔

بعد ازاں ملک محمد یسین کی رہائش گاہ پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب نے کہا کہ صدر مملکت غلام اسحٰق خان

ہے جو جماعت منتخب ہو کر آئی تھی اس کی حکومت کو برطرف
کیا گیا اور تین ماہ گزرنے کے باوجود وہ ان الزامات
کو ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں جس سے بین الاقوامی
دنیا میں پاکستان کی ساکھ اور وقار کو دھچکا لگا ہے
انہوں نے کہا کہ صدر صاحب نے یہ اقدام اٹھا کر جمہوری
عمل اور حکومت کو برطرف کر کے بیرونی لوگوں کو [illegible]
مداخلت [illegible] کیا گیا ہے۔ دو ماہ کے نگران
پیریڈ کے بعد [illegible] نگران حکومت کے
[illegible] ہو کر رہ گئے ہیں ایسی صورتحال میں
لوگوں کو یقین و اعتماد نہیں کہ الیکشن منصفانہ ہو سکیں
گے انہوں نے کہا کہ آئی جے آئی اور پی پی پی کے درمیان
[illegible] کے نتیجے میں اسلام کے دعویدار دونوں مسلح
گروہوں کی سرپرستی [illegible] انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ
[illegible] نظریہ کا علمبردار [illegible] اور جماعت اسلامی
[illegible] اسلام کے نعرے لگاتی [illegible] مگر ان
[illegible] دہشت گردوں
[illegible] گروہوں کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔
انہوں نے اس صوبہ کا امن و امان تباہ کیا ہے بھائی

ایک سازش کے تحت
حیدر آباد میں
ہنگامے کرا کے یہاں کی
معیشت کو
تباہ کیا گیا ہے

کو بھائی سے لڑایا اور علماء کرام، نظریہ پاکستان اور
مسلم قومیت کا مذاق اڑایا انہوں نے کہا کہ پی پی پی کی حکومت
میں ان لوگوں کا جو وقار رہا اپنا ایک مقام تھا وہ بری
طرح ناکام نظر آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پی پی پی نے حکومت
کو اتحاد کی پیشکش کی تھی جسے ہم نے مسترد کر دیا اور
آئی جے آئی کو اتحاد کی پیشکش کی جس کا ابھی تک کوئی
حوصلہ افزا جواب نہیں آیا انہوں نے کہا کہ ہمارا اب

کسی جماعت سے سیاسی اتحاد نہیں ہو سکتا البتہ انتخابی اتحاد
ہو سکتا ہے اور اس کے لئے ہم تمام جماعتوں سے بات
چیت اور رابطے جاری رکھیں گے۔ ایک سوال کے جواب میں
انہوں نے کہا کہ ہمارا [illegible] کسی قسم کا کوئی
اتحاد نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی فارمولا طے کیا گیا۔ ایک اور
سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء
پاکستان نظریہ پاکستان اور مسلم قومیت کے فروغ کے
لئے اور نفاذ نظام مصطفےٰ کے لئے انتخابی عمل میں بھرپور
حصہ لے گی۔

اس موقع پر جناب صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، جناب
محمد صدیق راٹھور صاحب، جناب ڈاکٹر محمد جواد [illegible]
جناب عبدالرحمٰن راجپوت صاحب، جناب بابو رمضان
صاحب، علاوہ حبیب بخش حسینی، محمد حسین قریشی، اور الیاس
قادری صاحب و حافظ محمد صادق صاحب بھی موجود
تھے۔ پریس کانفرنس کے بعد پروفیسر صاحب جمعیت
کے خادم [illegible] کے گھر تعزیت کے لئے بھی تشریف
لے گئے اور پھر واپس کراچی کے لئے روانہ ہو گئے۔

بقیہ : سلمان تاثیر

پر الیکشن لڑ رہے ہیں اصولی طور پر آپ کو بھی آئی
جے آئی کے ٹکٹ پر الیکشن نہیں لڑنا چاہئے۔

۲۸۔ کیا آپ اس بات کی وضاحت کر سکتے ہیں
کہ آپ نے اپنے صوابدیدی فنڈ کا ۹۰ فیصد اپنے
انتخابی حلقہ این اے ۹۵ پر کیوں خرچ
کیا؟ کیا یہی ایک جگہ ہے یہاں پورے پاکستان
کے غریب لوگ رہتے ہیں؟

۲۹۔ آپ نے ۱۹۹۰-۹۱ کے پنجاب بجٹ میں پولیس
کے لئے مختص فنڈ میں ۸۰ کروڑ روپے کا ریکارڈ
اضافہ کیوں کیا؟ کیا آپ پنجاب کو پولیس اسٹیٹ
بنانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

۳۰۔ کیا آپ ان ہزار ہزار اور دس، دو ہزار روپے
کے بغیر چیکوں کی فوٹو کاپیاں دیکھنا پسند کریں گے
جو آپ نے الیکشن سے ایک دن پہلے حلقہ این اے
۹۵ کے باشندوں میں تقسیم کروائے یہ تمام رقم پنجاب
کے وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ سے تقسیم کی گئی کیا یہ
عوامی فنڈ کا غلط استعمال نہیں ہے۔

۳۱۔ جب ضیا دور میں اتفاق فاؤنڈری آپ
کو واپس مل گئی تو آپ نے قومی بینکوں سے بھاری
قرضے لئے جبکہ وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے سے پہلے
اتفاق فاؤنڈری کے اثاثے ۲۵ کروڑ روپے کے
تھے لیکن آج کل اسکے اکاؤنٹ میں ڈھائی ارب
روپے ہیں

۳۲۔ آپ نے ۱۹۸۶ء کے سول سرونٹس رولز اور
۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کے ملازمتوں کے متعلق نوٹیفکیشن
کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درجنوں سول جج کیوں
بھرتی کئے؟ حالانکہ یہ تمام جج اس کے اہل بھی نہ
تھے آپ نے یہ تقرریاں صرف آئی جے آئی کے ارکان
اسمبلی کو خوش کرنے کے لئے کیں اور قوانین کا بھی
احترام نہ کیا۔

۳۳۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ۱۹۸۵ء میں آپ کے
ایک فیملی ممبر نے ایک کروڑ ستائیس لاکھ چوالیس
ہزار روپے کے ڈالر بانڈ خریدے اور اس بنا پر
ٹیکس میں رعایت حاصل کی؟ کیا یہ ایک وزیر اعلیٰ
کے اختیارات میں شامل ہے کہ وہ تمام عوامی معاملات
کو اپنی مرضی سے چلائے اور کالے دھن میں ملوث
ہو۔؟

۳۴۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ کی اتفاق فاؤنڈری
نے ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کے کالے دھن سے ڈالر بانڈ
خریدے اور ٹیکس حکام کو اس مالیت کے برابر
مشینری اور عمارت ظاہر کی؟ کیا اس سے یہ ظاہر
نہیں ہوتا کہ اتفاق فاؤنڈری کے پاس بے شمار کالا
دھن ہے اور کروڑوں روپے کا سالانہ ٹیکس چوری
کیا جاتا ہے۔

۳۴۔ ۱۹۸۳-۸۴ء میں آپ کی فیملی نے ۱۰ کروڑ روپے
کے فارن ایکسچینج سرٹیفکیٹ خریدے اور ان میں
سے چھ کروڑ روپے کے سرٹیفکیٹ اسی سال کیش
کروائے اس طرح جنرل ضیاء کے متعارف کردہ اسکیم
ایکٹ کے ذریعے آپ نے کروڑوں روپے کا کالا
دھن سفید کیا اور ٹیکس سے مستثنیٰ قرار پائے۔

۳۵۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اتفاق گروپ نے
قومی بینکوں سے ۲۵۰ کروڑ روپے کے قرضے حاصل
کئے جس نے آپ کو پاکستان کی امیر ترین فیملی بنا دیا؟
آپ کو کن خصوصیات کی بنا پر اتنی بھاری مقدار میں
قرضے فراہم کئے گئے۔

۳۶۔ آپ نے قومی بینکوں کے ساتھ ۵ فیصد
کیش مارجن کے ذریعے اوپن لیٹر آف کریڈٹ کا کیسے
انتظام کیا؟

۳۷۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اتفاق برادرز کی
کمپنیوں نے ۱۶۰ ملین یعنی ۱۶ کروڑ مالیت کے قرضے
صرف ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے کے محفوظ سرمائے
کی ضمانت پر حاصل کئے؟ قرضے کا سیکورٹی سے ایک
اور ۱۲ کا تناسب بنتا ہے۔

(بشکریہ پندرہ روزہ "ندائے اہلسنت" لاہور)

ایم صدیق طاہر

کراچی

گرلز کالجوں میں بڑے پیمانے پر بے قاعدگیوں کی اطلاعات ملی ہیں

کراچی کے تعلیمی اداروں میں سال اول میں داخلوں کی تاریخ ۳۰ ستمبر تک بڑھا دی گئی ہے لیکن کوئی نیا کالج قائم کرنے یا کسی اسکول میں سال اول کی کلاسیں شروع کرنے کا اعلان نہیں کیا گیا۔ حکومت کے افراد بیانات دے رہے ہیں کہ کراچی کے کالجوں میں داخلوں کے سنگین بحران پر قابو پالیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سی، ڈی اور ای گریڈ کے تمام طلباء وطالبات اپنے تعلیمی مستقبل سے مایوس ہوچکے ہیں۔ شہر کے کسی بھی کالج میں ڈی اور ای گریڈ کے طلباء وطالبات کو داخلہ نہیں ملا سکین جن۔ طلباء وطالبات کے پاس نگران حکومت یا ایم۔کیو۔ایم کے رہنماؤں کی سفارش تھی ان کو داخلے مل گئے ہیں۔

اس سال ۲۵ ہزار طلباء وطالبات داخلے سے محروم ہیں۔ جبکہ دوسری طرف طلباء وطالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مطابق نئے کالج تعمیر نہیں کئے جا رہے ہیں۔ اور بڑے ثانوی اسکولوں کا درجہ بڑھا کر ہائر سیکنڈری بنانے کی تجویز پر بھی عمل درآمد نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کالجوں میں دوسری شفٹ شروع کرنے کی تجویز پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔ اگر اسی تجویز پر عمل کیا جاتا تو داخلے کے خواہشمند طلباء وطالبات کو اپنی تعلیم جاری رکھنے کا حق مل جاتا۔

ماہرین تعلیم کے مطابق داخلوں کی گنجائش میں اضافہ کئے بغیر داخلہ کی تاریخ میں توسیع سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تعلیمی ماہرین سمجھتے ہیں کہ داخلوں کا مسئلہ صرف نئے کالجوں کے قیام سے ہی حل ہوسکتا ہے۔ شہر میں جس تیزی سے اسکول قائم ہورہے ہیں اگر اتنی ہی تیزی سے کالجوں کا قیام عمل میں لایا جائے تو ہم اس سنگین بحران پر قابو پاسکتے ہیں۔ دوسری صورت میں طلباء میں یہ احساس پیدا ہوجائے گا کہ میٹرک کے بعد بھی ہمیں کالج میں داخلہ نہیں ملتا ہے تو خواندگی کا گرتا ہوا تناسب مزید گر جائے گا جو ملک وقوم کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا۔ لہٰذا انتظامیہ کو چاہیے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے توجہ دے تاکہ طلباء وطالبات میں پائی جانے والی بے چینی دور ہوسکے

کراچی کے تعلیمی اداروں میں سال اول میں داخلوں کے موقع پر سابقہ بے قاعدگیوں کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے گئے۔ اس سال کالجوں میں داخلے بھاری رقوم کے عوض بھی ہورہے ہیں۔ کالجوں میں داخلے مکمل جانبداری سے کئے جارہے ہیں گذشتہ دنوں عبداللہ

> طلباء حقوق بچاؤ کمیٹی نے
> کراچی کے طلباء وطالبات کے
> حقوق کے لئے عملی جدوجہد
> کا آغاز کردیا۔

گرلز کالج نارتھ ناظم آباد کی طالبات کے ایک گروپ نے اخبارات کے دفاتر میں جاکر کالج میں ہونے والی بے قاعدگیوں سیاسی اثر ورسوخ کے کھلے استعمال اور ذاتی جان پہچان کی بنیاد پر کئے جانے والے داخلوں کے بارے میں بتایا۔ طالبات نے صوبائی وزیر تعلیم اور ڈائریکٹر کالجز سے عبداللہ کالج میں داخلوں میں کی جانے والی مبینہ بے قاعدگیوں کی فوری تحقیقات کا مطالبہ بھی کیا اس طرح دوسرے کالجز خصوصاً گرلز کالجز میں بڑے پیمانے پر بے قاعدگیوں کی اطلاعات ملی ہیں۔

گذشتہ دنوں کراچی کے کالجوں میں داخلے سے محروم میٹرک پاس طلباء کا ایک بہت بڑا اجلاس طلباء کی ملک گیر طلباء تنظیم انجمن طلباء اسلام کی مرکزی مشاورت کے رکن سابق مرکزی سکریٹری جنرل ڈاکٹر جاوید اختر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں داخلوں سے محروم طلباء وطالبات کے مسئلہ کے حل کے لئے عملی جدوجہد کرنے کا عہد کیا گیا اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کراچی کے طلباء وطالبات کے حقوق کے حصول کے لئے طلباء حقوق بچاؤ کمیٹی کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ طلباء نے اتفاق رائے سے راقم الحروف کو طلباء حقوق بچاؤ کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا ہے۔

طلباء حقوق بچاؤ کمیٹی نے کراچی کے طلباء وطالبات کے حقوق کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز کردیا ہے۔ طلباء حقوق بچاؤ کمیٹی نے داخلوں سے محروم طلباء وطالبات کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے مختلف علاقوں میں اجتماع شروع کردیئے ہیں۔ کمیٹی ۱۲ ربیع الاول کے بعد سے کراچی کے طلباء وطالبات کے حقوق کے لئے بھرپور تحریک شروع کردے گی۔ کمیٹی کے ترجمان نے کہا کہ صوبائی وزیر تعلیم صاحبہ کا تعلق ایک لسانی تنظیم سے ہے۔ اس لئے وہ کراچی کے محب وطن طلباء وطالبات کو تعلیم سے محروم رکھنا چاہتی ہیں ترجمان نے مطالبہ کیا کہ کراچی کے تمام طلباء وطالبات کو کالجوں میں داخلے دیئے جائیں۔

پچھلے دنوں مختلف کالجوں میں اے۔پی۔ایم۔ایس او نے اسلامی جمعیت کے دفتر جلا دیئے اور جمعیت کے کارکنان کو کالجوں میں آنے پر پابندی عائد کردی ہے اس تنظیم نے کراچی سینٹرل کے بعد کالجوں کے دفتروں پر بھی قبضہ کر رکھا ہے اور اپنے من پسند طلباء کے داخلے کروا رہے ہیں۔

کیا ایم کیو ایم ۲ حصوں میں تقسیم ہو گئی؟

خونچکاں واقعات کا پس منظر

ہر طرف خوف و ہراس تھا۔ ایک قتل نے حیدرآباد میں ایک ماہ سے بمشکل قائم ہونے والے امن و سکون میں ایک بار پھر افراتفری کا عالم برپا کر دیا، وہیں ایم کیو ایم کو اس کی تحریک کے نازک موڑ پر لا کھڑا کیا اور حیدرآباد کو [illegible] بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس طرح کہ جب حیدرآباد کے شہری یوم دفاع پاکستان منانے کی تیاریوں میں مصروف تھے، شہر کے ایک معروف علاقہ ریشم بازار کے نزدیک جناب نامی شخص کو ایک پرانے تنازعہ کے سبب گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ جناب ایم کیو ایم حیدرآباد کی زونل آرگنائزنگ کمیٹی کے رکن اور سابق ایم پی اے [illegible] کا رشتہ دار تھا۔ قتل کا الزام مسلم [illegible] کے معروف دہشت گرد اقبال عرف کالا ڈاڈا اور اس کے ساتھیوں پر عائد ہوا۔ عینی شاہد جنہوں نے انہیں موقع سے فرار ہوتے ہوئے دیکھا۔ عرف عام میں کالا ڈاڈا اور اس کے ساتھی ایم کیو ایم کے سرگرم کارکن ہیں لیکن قتل کے بعد ایم کیو ایم نے ان سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے گو اس سے قبل اس کے بارے میں کبھی لاتعلقی کا اعلان یا اظہار سننے میں نہیں آیا۔ البتہ گزشتہ [illegible] جب [illegible] گروپ اور کالا ڈاڈا گروپ میں تنازعہ ہوا تو اسے ایم کیو ایم کے حوالے ہی سے حل کیا گیا۔ [illegible] انتظامیہ بھی کالا ڈاڈے اور اس کے ساتھیوں پر موجود شدہ جرائم میں ملوث ہونے کے باوجود ہاتھ ڈالنے سے گریز کرتی رہی کیونکہ ان پر ایم کیو ایم کی چھتری تنی ہوئی تھی۔

جناب کے قتل کے بعد زونل کمیٹی نے قتل کی مذمت میں بیانات دیتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا تو انتظامیہ کو بھی موقع مل گیا اور اس نے کالا ڈاڈے کے [illegible] ایم کیو ایم کی چھتری ہٹتے دیکھ کر پوری طرح [illegible] لطیف آباد سے اقبال عرف کالا ڈاڈا کو اس کے چھ ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا۔ یہ کہ ساتھ کالا ڈاڈے کی گرفتاری اطلاعات جنہیں کے مطابق ایم کیو ایم کی نشاندہی کے سبب عمل میں آئی ہے اور ڈاڈے کے دیگر ساتھیوں کی بھی فہرست انتظامیہ کو فراہم کر دی گئی ہے۔ بہرحال ان کی گرفتاری میں کوئی بھی عوامل کارفرما رہے ہوں اس کی گرفتاری کے بعد ردعمل کے طور پر آتش اور دہشت کا ایک خونریز عمل بظاہر چار دن تک شہر اور لطیف آباد میں جاری رہا کہ اس کے خوف سے آج شہر کا ہر فرد بچہ بچہ خوفزدہ ہے بلکہ ایم کیو ایم میں سراسیمگی پھیل گئی اور زونل آفس تک بند کر دیا۔ مروجہ اطلاعات کے مطابق ہنوز بند ہے ہی نہیں بلکہ زونل کمیٹی کی جانب سے پرزور جاری ہونے والا بیان بھی کسی روزنامہ اخبار کی زینت نہ بن سکا۔

کالا ڈاڈا اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کی اطلاع ملتے ہی اس کے دیگر ساتھی ہتھیار اٹھا کر شہر میں نکل آئے اور اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس کے باعث خوف و دہشت کی فضا جو نگران حکومت کے قائم ہونے کے بعد بمشکل ایک ماہ میں بہت آہستہ تحلیل ہوئی تھی ایک بار پھر پوری شدت سے قائم ہو گئی۔ چند گھنٹوں میں شہر اور لطیف آباد قبرستان کا منظر پیش کرنے لگے اور لطیف آباد چار دن مکمل اور [illegible] کے تحت [illegible] کاروباری [illegible] ہوگئے اور [illegible] ہوئے اور لاکھوں روپے کا نقصان کر دیا۔ ایک بار پھر فوج طلب کر لی گئی، [illegible] ہی کی [illegible]

اگرچہ طرح کہ کالا ڈاڈا کی [illegible] کے دوران [illegible] وہ عمل ہوا اور [illegible] گرفتار کرنے کے سلسلے میں پہلے [illegible] اور پھر اسلحہ سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ شہریوں میں اس بات پر سخت تعجب و حیرت ہے کہ دہشت گرد کو اچانک کیا ہو گیا ہے کہ کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ایم کیو ایم کے اس گروہ کو لوگ اور کیوں تباہ کر رہے ہیں۔ تمام کارروائی کے لئے ایم کیو ایم کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے کہ وہ ڈاڈے اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے خلاف اسی طرح کا ردعمل ظاہر کر رہی ہے جس طرح چند ہفتے قبل ایم کیو ایم یونٹ ملک کے سربراہ [illegible] کی گرفتاری کے بعد کیا گیا تھا اور کارروائی کا مرکز بھی وہی علاقے تھے جہاں ایم کیو ایم کے کارکنوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کبھی بھی یہ عمل ہوتا ہے ایم کیو ایم طریقہ نہیں بلکہ سے پہلے [illegible] بند کرانے کے سلسلے میں [illegible] ایم کیو ایم [illegible] کسی قسم کی [illegible] اور شہری آزادی کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور شہری نگران حکومت کو [illegible] کے [illegible] کی حمایت کر رہی ہے۔ [illegible] حیدرآباد کی [illegible] کے لئے مذاکرات میں بھی مصروف ہے۔ لیکن شہر کے لوگ کالا ڈاڈے اور اس کے ساتھیوں کو ایم کیو ایم کا ہی حصہ ہمیشہ سمجھتے رہے ہیں۔ کالا ڈاڈا حیدرآباد سے [illegible] کی [illegible] جاری ہونے والے ایک بیان میں اس کی مذمت کی گئی کہ کالا ڈاڈا ایم کیو ایم کا رکن نہیں [illegible] تاہم اس کے [illegible]

لاڈلا گروپ کے لوگ
لاڈلا کی رہائی سے کم پر
کوئی بات
ماننے کو تیار نہیں

لوگوں کا یہی خیال ہے کہ ایم کیو ایم حیدرآباد میں دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے اور اس بات سے ایم کیو ایم کو زبردست دھچکا لگا ہے۔ عوام کی رائے اس کے بارے میں متزلزل ہو گئی اور عزیز آباد کو بھی اس ناقابل تلافی نقصان کا فوری احساس ہوا۔ اور دہلی سے دو مرکزی رہنماؤں کو حیدرآباد بھیجا گیا جنہوں نے اطلاعات کے مطابق لاڈلا گروپ کے لوگوں سے مذاکرات کیے، اور امن وامان کی بحالی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

بعض سندھی اخبارات کے مطابق یہ بات چیت ناکام ہو گئی کہ لاڈلا گروپ کے لوگ لاڈلا کی رہائی سے کم پر کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ان مذاکرات کے بعد شہر میں امن وسکون بحال ہوا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ بحالی امن فوج اور رینجرز کی بھرپور کارروائیوں جن میں کمانڈو کارروائی بھی شامل ہے کا نتیجہ ہے گو اس دوران چند مقامات پر دیسی ساخت کے بم پھٹنے کی وارداتیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ تاہم فائرنگ بند ہو گئی ہے۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ ایم کیو ایم اور لاڈلا گروپ میں مفاہمت ہو گئی ہے تو بھی ایم کیو ایم کیلئے لاڈلا اور اس کے ساتھیوں کو رہا کرانا مشکل نظر آتا ہے اس لیے کہ یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ ایم کیو ایم اپنے پرانے اسیروں کو پیپلز پارٹی سے معاہدہ کرنے اور اس کے ساتھ اقتدار میں شریک رہنے کے باوجود رہا نہ کرا سکی اور نہ ہی آئی جے آئی سے معاہدہ اور نگران حکومت کی حمایت کرنے کے بعد بھی اب تک رہا کرا سکی۔ اس لیے نئے اسیروں کو اور وہ بھی ایسے کہ جن سے اظہار لاتعلقی بین الاقوامی میڈیا پر کر دیا گیا ہے کس طرح رہا کرا سکتی ہے دوسرے یہ کہ لاڈلا اور اس کے ساتھیوں پر قتل، اقدام قتل، ڈکیتی اور دیگر جرائم میں ملوث ہونے کے بھاری الزامات ہیں جو زبان زد عام بھی ہیں ایسے ملزمان کی رہائی سے عوام میں نفرت دشمنی کی لہر دوڑ سکتی ہے جس سے ایم کیو ایم کی مخالف جماعتیں فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ لہٰذا ہر دو صورتوں میں لاڈلے کا مسئلہ سانپ کے منہ میں چھچھوندر کے مترادف ہو گیا ہے۔

مہتاب کے قتل کے ردعمل کے برعکس لاڈلے کی گرفتاری پر ظاہر ہونے والا ردعمل اتنا شدید اور خوفناک ثابت ہوا ہے کہ شہری چند روزہ سکون کو بھی عارضی تصور کر رہے ہیں ادھر ایم کیو ایم کے قریبی ذرائع یہ کہہ کر عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس ردعمل میں لاڈلے کے مختصر ساتھی ہی نہیں بلکہ ایم کیو ایم مخالف جماعت اسلامی اور مہاجر اتحاد تحریک کے افراد ایم کیو ایم کو بدنام کرنے کے لیے شریک تھے اور انہوں نے انتخابات میں ایم کیو ایم کو نقصان پہنچانے کیلئے کارروائی کی ہے جبکہ بعض سیاسی حلقوں کی رائے یہ ہے کہ چار روزہ خونریز کارروائی میں مذکورہ لوگوں اور ایم کیو ایم کے ناراض کارکنوں کے ساتھ ایجنسی کے افراد بھی ملوث تھے ان کا استدلال یہ ہے کہ خونریز کارروائی کے دوران انتظامیہ خاموش تماشائی بنی رہی رینجر اور پولیس کی موجودگی میں مسلح گروپ شہر اور لطیف آباد میں دندناتے پھرتے رہے۔ انتظامیہ نے صرف ایک پریس نوٹ جاری کیا اور باقی دنوں میں خاموش رہی۔ ریڈیو اور ٹی وی پر خبروں کا بلیک آؤٹ رہا جبکہ اسی دوران کراچی میں ہونے والے واقعات کی خبریں دی گئیں۔ سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ لاڈلے گروپ کے چھوٹے سے ردعمل کو بڑا ردعمل بنانے میں سرکاری ایجنسیوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔

پیر پگارا کے اندیشوں کو
صحیح ثابت کرتے ہوئے انتخابات
کے التواء
اور بڑی سرکار کی آمد کا
دروازہ کھل سکتا ہے!

الغرض جو بھی عوامل ہوں ایک بات مسلم ہے کہ ان پانچ دنوں میں شہر کی تباہ حال معیشت اور خوف میں لپٹی ہوئی سماجی و معاشرتی زندگی ایک بار پھر اندھیروں میں چلی گئی ہے اور قرائن و قیاس یہی ہے کہ آئندہ بھی بہتری کے کوئی آثار نہیں۔ اندھیرے اور گہرے ہوں گے اور پیر پگارا کے کہ "فیملی پلاننگ" ہو گی جس سے ان کی مراد جانوں کا اتلاف ہی ہے تو گمان غالب ہے کہ اس فیملی پلاننگ کا آغاز کراچی اور حیدرآباد میں شروع ہو گیا ہے اور اس طرح کا کوئی واقعہ کوئی سانحہ کسی بھی وقت کسی بڑی فیملی پلاننگ کا جواز بن سکتا ہے اور ملک کے دوسرے حصے بھی اس کی لپیٹ میں آ سکتے ہیں اور پیر پگارا کے اندیشوں اور اشاروں کو صحیح ثابت کرتے ہوئے انتخابات کے التواء اور بڑی سرکار کی آمد کے لیے دروازہ کھل سکتا ہے۔

آخر میں ایم کیو ایم کی انتخابی تیاریوں پر بھی سرسری نظر ڈالتے چلیں، ابتداء میں کہا گیا تھا کہ اس بار ایم کیو ایم ایسے افراد اور جماعتوں کے لوگوں کو بھی ٹکٹ دے گی۔ جنہوں نے آڑے وقتوں میں ایم کیو ایم کا ساتھ دیا۔ لیکن حیدرآباد میں جن لوگوں کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں ان میں اس بات کا قطعی خیال نہیں رکھا گیا اور تمام ٹکٹ پارٹی لوگوں کو ہی دیئے گئے۔ البتہ اس بار ایک تبدیلی ضرور ہوئی ہے کہ چیف آرگنائزر کنور نوید اور کمیٹی کے رکن سہیل مشہدی کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں پارٹی عہدے خالی کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ دستور کے مطابق ایم پی اے اور ایم این اے منتخب ہونے کے بعد وہ پارٹی عہدوں پر برقرار نہیں رہ سکتے۔ نیز مصدقہ اطلاعات کے مطابق آرگنائزر انیس قائم خانی کو چیف آرگنائزر بنایا جا رہا ہے اسی طرح ایک طویل عرصہ کے بعد ایک بہت انتظامی تبدیلی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ یہ تبدیلی بھی لاڈلا گروپ کے دباؤ کا نتیجہ ہے جو کنور نوید سے اختلاف رکھتا ہے اور یہی وہ اختلاف ہے جو لاڈلے کی گرفتاری پر منتج ہوا۔

صاحبزادہ ابو یاسر اظہر فاروقی

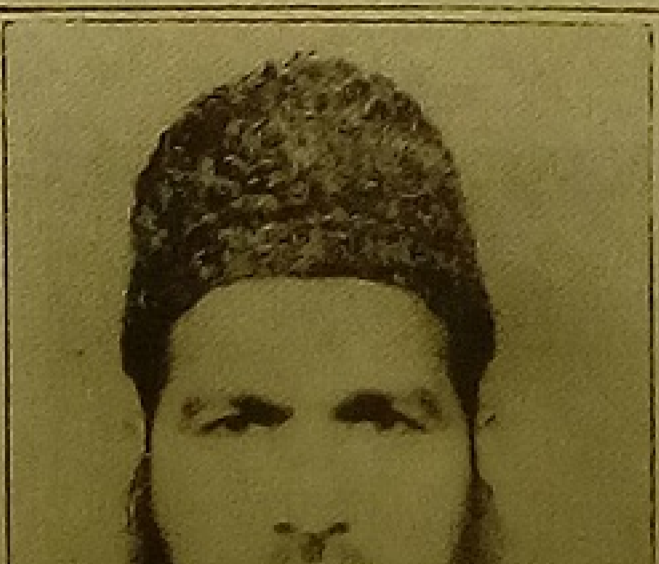
آئی جے آئی کے امیدواروں کے درمیان ذہنی خلیج موجود ہے

رمضان کی آمد آمد ہے اور گوجرانوالہ میں انتخابی سرگرمیاں بھی سرد ہیں تاحال شہر بھر میں کسی پارٹی امیدوار کی جانب سے کوئی واضح اشتہار اور بینر وغیرہ لگانے کا مظاہرہ نہیں ہو رہا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد اور پاکستان پیپلز پارٹی شہر کے تینوں صوبائی حلقوں سے ابھی تک اپنے اپنے امیدواروں کا تعین نہیں کر سکے ہیں۔ دونوں مذکورہ پارٹیوں میں دھڑے بندی اور گروپنگ جاری ہے اور آگے چل کر یہ دھڑے بندی بغاوت کا رخ بھی اختیار کر سکتی ہے اگرچہ این اے حلقہ ۹۳ سے مارشل لاء دور کے سابق وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت غلام دستگیر خان کو اسلامی جمہوری اتحاد، سابق وفاقی وزیر مملکت مذہبی امور حاجی امان اللہ کو پاکستان پیپلز پارٹی اور مولانا حافظ محمد حمید اختر قادری کو جمعیت علمائے پاکستان ...... بار کونسل ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری نوید انور کو این ڈی پی نے باضابطہ طور پر اپنے امیدوار کو نامزد کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان مسلم لیگ فارورڈ بلاک کے سربراہ شیخ بشیر احمد جو فارورڈ بلاک سمیت پاکستان عوامی تحریک میں شامل ہو گئے اور بعد ازاں طاہر القادری کی جانب سے ٹکٹ نہ ملنے پر گوجرانوالہ کے علامہ اقبال پارک میں واقع پاکستان عوامی تحریک کے دفتر پر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھیوں نے پروفیسر طاہر القادری کے دفتر میں آویزاں تصاویر اتار کر پھاڑ دیں۔ وی سی آر اور ویڈیو کیسٹ توڑے اور پرچموں کو سرعام نذر آتش کر دیا۔ کلاشنکوف سے کھلی فائرنگ کی جس کی وجہ سے ان کے بیٹے عمر بشیر اور الطاف وغیرہ پر مقامی تھانے میں مقدمہ درج ہوا ابھی تاحال اسی حلقے سے آزاد امیدوار کی حیثیت سے میدان میں ہیں۔

این اے حلقہ ۹۳ میں مجموعی طور پر اس وقت اکیس امیدوار اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرا چکے ہیں مگر اصل معرکہ اول الذکر پانچوں امیدواروں میں ہوگا۔

موجودہ صورت حال کے پیش نظر پانچوں امیدواروں کا تجزیہ کرتا چلوں تاکہ اصل صورت حال سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ غلام دستگیر خان پوری زندگی میں ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰؐ سے قبل پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار کی حیثیت سے پہلی بار قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے مگر ان کے حلف اٹھانے سے قبل ہی تحریک نظام مصطفیٰؐ زور پکڑ گئی اور جنرل ضیاء الحق، مسٹر بھٹو کی حکومت کو مارشل لاء کے ذریعے ختم کر کے برسر اقتدار آ گئے تو بعد میں غلام دستگیر خان کو بھی مارشل لاء کی چھتری کے نیچے ضیاء کابینہ میں وزارت کا قلمدان سونپا گیا۔ اس کے باوجود وہ ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی الیکشن میں جس کے لئے بالخصوص انہوں نے جنرل ضیاء الحق کو بھی گوجرانوالہ اسٹیڈیم میں مدعو کیا اگرچہ جنرل ضیاء الحق کی آمد سے اسٹیڈیم تو کھچا کھچ بھر گیا۔ مگر ووٹ شیخ محمد منصور کو مل گئے اور یوں جنرل ضیاء الحق کے حمایت یافتہ غلام دستگیر خان ۱۹۸۵ء کا غیر جماعتی الیکشن ہار گئے۔

۱۹۸۸ء میں جنرل ضیاء الحق تو اس دنیا میں نہیں



این اے حلقہ ۹۳ کے نامزد امیدوار مولانا حافظ محمد حمید اختر قادری

تھے مگر ان کے سیاسی بیٹے اور مسند نشین پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ اور آئی جے آئی کے سربراہ نواز شریف ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں غلام دستگیر خان کے انتخابی مہم کے سلسلہ میں گوجرانوالہ آئے اور انہوں نے ریلوے اسٹیشن کے سامنے ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کیا اور لوگوں سے وعدے معاہدوں کے علاوہ شہر کی تعمیر و ترقی کے لئے لاکھوں روپے کی گرانٹ دینے کا بھی اعلان کیا مگر اس کے باوجود عوام نے اپنا ردعمل ووٹ کے ذریعے ظاہر کر کے پاکستان پیپلز پارٹی کے نامزد امیدوار حاجی امان اللہ کو ووٹ دے کر کامیاب بنا دیا اور یوں غلام دستگیر خان اس مرتبہ بھی ناکام ہو گئے۔

اس مرتبہ الیکشن ۱۹۹۰ء میں پھر دونوں یعنی حاجی امان اللہ اور غلام دستگیر خان آمنے سامنے ہیں قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ الیکشن ۱۹۸۸ء میں آئی جے آئی والوں کو یہ شکوہ رہا کہ ہمارے امیدوار کی شکست کا اصل سبب شیخ بشیر احمد اور صدیق ندیم بنے، شیخ بشیر احمد نے مسلم لیگ فارورڈ بلاک کے امیدوار کی حیثیت سے تقریباً ڈیڑھ ہزار ووٹ حاصل کئے جب کہ تحریک استقلال کے نامزد امیدوار صدیق ندیم نے پاکستان عوامی اتحاد کے نام و نشان پہ تقریباً اڑھائی ہزار ووٹ حاصل کئے۔ جب کہ حاجی امان اللہ نے تریسٹھ ہزار سے زائد اور غلام دستگیر خان نے ساٹھ ہزار سے کچھ زائد ووٹ حاصل کئے تھے۔

اس مرتبہ پھر شیخ بشیر احمد میدان میں ہیں۔ جب کہ نوابزادہ نصر اللہ خان نے نوید انور نوید کو اسی حلقہ سے اپنا امیدوار نامزد کیا ہے۔ اور شہر میں پڑھے لکھے حلقوں بالخصوص وکلاء برادری میں کافی متعارف ہیں جب کہ جمعیت علمائے پاکستان نے اس مرتبہ اپنے ضلعی

ضیاء کے سیاسی بیٹے کی کوششیں بھی غلام دستگیر کو نہیں بچا سکیں!

صدر مولانا حافظ محمد حمید اختر قادری کو اسی حلقہ ۷۶، ار این اے، سے اپنا امیدوار نامزد کر دیا ہے۔

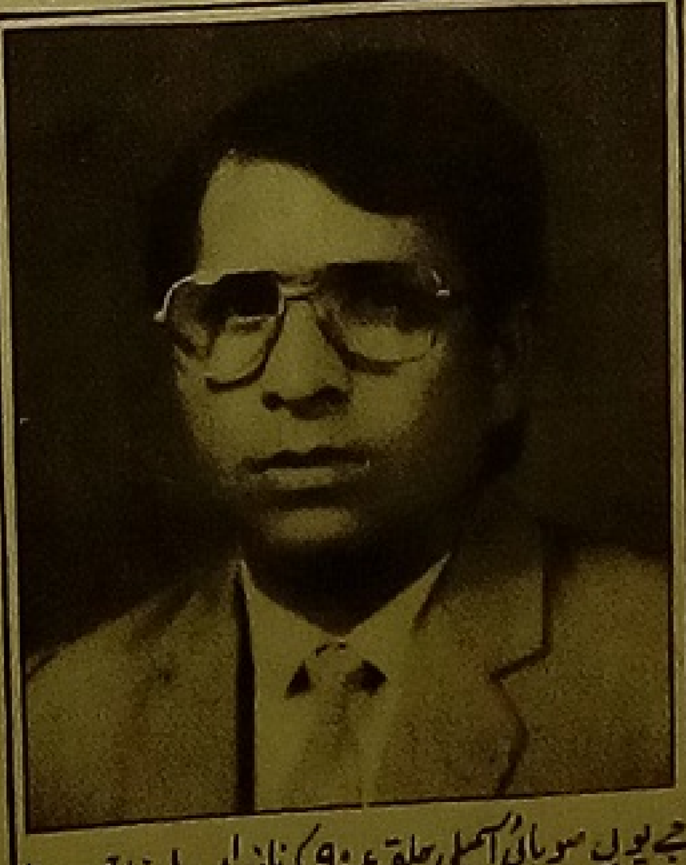
الیکشن ۸۸ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے صوبائی امیدواروں نے اپنی اتحادی جماعت تحریک استقلال کے نامزد امیدوار سے کہیں زیادہ ووٹ حاصل کئے تھے۔ اگرچہ حافظ محمد حمید اختر قادری کا تعلق گکھڑ منڈی سے ہے۔ اور گوجرانوالہ شہر کے مستقل رہائشی نہیں ہیں مگر جمعیت علمائے پاکستان سٹی گوجرانوالہ اور تین علاقائی تنظیموں کی درخواست پر انہیں اس حلقہ سے کھڑا کیا گیا ہے۔

جمعیت کے قریبی ذرائع کا کہنا ہے کہ الیکشن ۸۸ء میں حالات نے اتنی اجازت نہیں دی تھی کہ ہم انتخابی مہم کو آگے بڑھاتے مگر اس مرتبہ حالات پہلے جیسے نہیں ہیں ہم ماضی کی بہ نسبت بہتر پوزیشن میں ہیں۔ ہمارا امیدوار بھی دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں شرافت، دیانت اور علم و عمل کے لحاظ سے موزوں ہے جب کہ ان کے ساتھ پی پی حلقہ نمبر ۹۰ سے جمعیت علمائے پاکستان کے نامزد امیدوار خالد حبیب بٹ شہر میں خاصہ مقام رکھتے ہیں اور کشمیری برادری کے ووٹ بھی خاصی تعداد میں لینے میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ جو جمعیت علمائے پاکستان کے نامزد امیدوار حافظ محمد حمید اختر قادری کی کامیابی کے لئے معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ حافظ محمد حمید اختر قادری، نوید انور ایڈووکیٹ اور شیخ بشیر احمد جتنے بھی ووٹ لیں گے وہ سب ان کے جماعتی اور نظریاتی ووٹ ہوں گے جو اس سے قبل غلام دستگیر خان کو الیکشن ۸۸ء میں مل چکے ہیں۔ اگرچہ وہ اس مرتبہ پھر قسمت آزمائی کے لئے انتخابی میدان میں اتر چکے ہیں اور ان کے ساتھ پی پی حلقہ ۸۸ء میں مہر محمد سلیم، پی پی حلقہ ۸۹ میں عثمان ابراہیم اور پی پی حلقہ ۹۰ میں ایس اے حمید کو آئی جے آئی کے ٹکٹ مل چکے مگر اس کے باوجود

آئی جے آئی کے امیدواروں میں تاحال ذہنی خلیج میں کمی نہیں آئی ہے۔ اور اگر آزاد امیدواروں میں بھی کچھ امیدوار اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے تو پھر وہ بھی آئی جے آئی کے نامزد امیدوار پر اثر انداز ہوں گے۔ جس کا فائدہ بہرحال مخالف فریق کو ہی پہنچ سکے گا۔

آئی جے آئی کی طرف سے گوجرانوالہ میونسپل کارپوریشن کے میئر الحاج محمد اسلم بٹ اس مرتبہ پی پی حلقہ ۹۰، سے الیکشن لڑنا چاہتے تھے اور الیکشن ۸۸ء میں بھی انہوں نے بڑی کوشش کی۔ پی پی حلقہ ۸۹ سے انہیں آئی جے آئی کا ٹکٹ مل جائے مگر ان کے بدلے ٹکٹ عثمان ابراہیم کو جاری کر دیا گیا اور یوں میئر کارپوریشن کی منشاء پوری نہ ہو سکی۔ اس مرتبہ میئر کارپوریشن الحاج محمد اسلم بٹ نے پھر آئی جے آئی کے پارلیمانی بورڈ اور سربراہ نواز شریف کو اپنا سابقہ وعدہ یاد دلایا اور حلقہ ۹۰، پی پی سے ٹکٹ کی درخواست کی، ابتدائی طور پر انہیں غلام دستگیر خان کے پینل میں شامل بھی کر لیا گیا۔ اور وہ کئی مرتبہ اپنے کونسلروں کے ہمراہ دربار نواز میں حاضر ہوئے اور میئر کارپوریشن کو بار بار یقین دہانی کرائی جاتی رہی کہ حلقہ ۹۰ پی پی سے آپ کو ٹکٹ جاری کر دیا جائے گا مگر اس کے باوجود میئر محمد اسلم بٹ پُرامید نظر نہیں آ رہے تھے۔

بالآخر ان کا یہ خدشہ صحیح ثابت ہوا کہ عین موقع پر یہ ٹکٹ ایوان صنعت و تجارت کے سابق صدر اور الیکشن ۸۵ء میں ہارنے والے ایس اے حمید کو جاری کر دیا گیا۔ اس وقت تو میئر کارپوریشن محمد اسلم بٹ خاموش ہیں اور بڑا محتاط انداز اپنائے ہوئے ہیں مگر الیکشن مہم جیسے ہی شروع ہو گی ہو سکتا ہے



جے یو پی صوبائی اسمبلی حلقہ ۹۰ کے نامزد امیدوار خالد حبیب بٹ

جے یو پی کے امیدوار الیکشن ۸۸ء کی بہ نسبت زیادہ بہتر پوزیشن میں ہیں!

کہ وہ اپنی ناراضگی کا برملا اظہار کر دیں جو آئی جے آئی کے پورے پینل ہی کو لے ڈوبے۔ بہرحال یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ آنے والے حالات کیسے ہوں گے۔ تاہم یہ بات مصدقہ و مسلمہ ہے کہ آئی جے آئی میں گروپ بندی کی وجہ سے یہ لاوا کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے.....

دوسری جانب پیپلز پارٹی کے نامزد امیدوار حاجی امان اللہ پر ان کے قریبی ساتھی اور کارکن نالاں ہیں ان کا موقف ہے کہ حاجی امان اللہ نے اپنی وزارت کے زمانے میں کارکنوں کو اکثر نظرانداز کیا اور نہ وزارت میں نہ تو وہ اپنے حلقہ میں آئے اور نہ ہی حلقہ میں کوئی تعمیری کام کرا سکے۔ ان اختلافات کے باوجود ایک بات جو دیکھنے میں آئی وہ یہ ہے کہ حاجی امان اللہ سے اختلاف رکھنے والے پارٹی کارکن اور ووٹر وغیرہ اس دن حاجی امان اللہ کے ساتھ تھے جس دن وہ ضلع کچہری کے احاطے میں اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرانے سیشن کورٹ پہنچے تو پارٹی ورکر اور مخالفین ان کے دائیں بائیں تھے جو ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں تھے۔ اور انہوں نے پارٹی پرچم اٹھا رکھے تھے۔ وہ حاجی امان اللہ اور بے نظیر بھٹو کے حق میں زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔

اس کے باوجود بھی پارٹی اختلافات برقرار ہیں۔ کیونکہ پیپلز پارٹی سٹی کے نائب صدر لالہ ادریس نے حاجی امان اللہ کے مقابلے میں اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرا لئے ہیں۔ جب کہ سابق ایم پی اے اور حلقہ ۸۸ سے پیپلز پارٹی کے نامزد امیدوار چوہدری زاہد پرویز نے پاکستان پیپلز پارٹی کے سابق ایم این اے اور نامزد امیدوار برائے قومی اسمبلی حلقہ، ... کے خلاف اسی حلقہ سے اپنے کاغذات داخل کرا رکھے ہیں۔ چوہدری زاہد پرویز کو اعتراض یہ ہے کہ حاجی امان اللہ نے الیکشن نہ لڑنے کا اعلان کیا تھا اور حلقہ ۷۶ این اے سے زاہد پرویز کو ٹکٹ

لے کر دینے کا وعدہ کیا تھا مگر آخر وقت میں آ کر پیپلز پارٹی کے پارلیمانی بورڈ نے وہ ٹکٹ زاہد پرویز کے بدلے خود حاجی امان اللہ کو جاری دیا۔

اب یہ تو پی پی پی کا پارلیمانی بورڈ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے یہ حکمت عملی کیوں تبدیل کی اور اسی قسم کا شکوہ لالہ محمد ادریس کو ہے کہ اس مرتبہ پیپلز پارٹی نے ٹکٹ انہیں دینے کی بجائے مغل برادری سے تعلق رکھنے والے معروف صنعت کار حاجی محمد یونس کھوکھر کو ٹکٹ دے دیا ہے کیونکہ پی پی حلقہ ۸۹ میں لالہ ادریس پیپلز پارٹی کی جیتی ہوئی سیٹ ضمنی الیکشن میں عثمان ابراہیم سے ہار گئے تھے۔

چوہدری زاہد پرویز اور لالہ محمد ادریس نے اپنی اپنی سیاست کا آغاز میونسپل کارپوریشن کے کونسلر کی حیثیت سے کیا اور اس میں بھی پی پی پی اور حاجی امان اللہ کی ہمدردیوں کا خاصا عمل دخل رہا ہے اور پھر حاجی امان اللہ نے ہی مذکورہ بالا دونوں حضرات کو صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کے لیے اپنے پینل میں شامل کیا۔ چوہدری زاہد پرویز ایڈووکیٹ تو اپنی سیٹ بچا گئے مگر لالہ ادریس جیتی ہوئی بازی ہار گئے۔ پارٹی اختلافات کو ختم کرانے کے لیے جہانگیر بدر اور رانا شوکت محمود گوجرانوالہ آئے اور انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ یہ اختلافات ختم ہو جائیں اور معاملہ افہام و تفہیم سے طے پا جائے مگر ان کا خاموشی سے گوجرانوالہ سے چلے جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اختلافات اپنی جگہ برقرار ہیں۔ ادھر پاکستان پیپلز پارٹی کے انتہائی باوثوق ذرائع کا کہنا ہے کہ چوہدری زاہد پرویز آئی جے آئی کا آدمی ہے اور وہ پارٹی میں انتشار پھیلا کر آئی جے آئی کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر این اے حلقہ ۸۱ سے زاہد پرویز کو پی پی پی کا ٹکٹ جاری کر دیا جاتا تو یہ خدشہ یقینی تھا کہ آخر وقت میں زاہد پرویز آئی جے آئی کے امیدوار غلام دستگیر خان کے مقابلے میں اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لیتا اور یوں پیپلز پارٹی کے ہاتھوں یہ سیٹ نکل جاتی۔ دوسری بات جو پیپلز پارٹی کے قریبی حلقوں کے ذریعے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ جب سابق وفاقی وزیر جہانگیر بدر اور صوبائی اسمبلی کے سابق قائد حزب اختلاف رانا شوکت محمود گوجرانوالہ صلح کرانے آئے تو ایک مخالف فریق نے ان کے سامنے وہ تمام خطوط رکھ دیئے جو کچھ عرصہ قبل آئی جے آئی کے سربراہ اور پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ نواز شریف کے مابین رابطہ کا واضح ثبوت تھے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ ان خطوط کے سامنے آنے پر صلح کے تمام دروازے بند ہو گئے اور چوہدری زاہد پرویز نے پی پی پی کے حلقہ ۸۱ کا جاری کردہ ٹکٹ بھی واپس لے لیا ہے اور اب وہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے این اے حلقہ ۸۱ سے پیپلز پارٹی کے نامزد امیدوار سابق ایم این اے خواجہ محمد اسلم بٹ کے مقابلے میں ان کے ووٹ خراب کرنے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں اسی گروپ بندی کی وجہ سے ہی پاکستان پیپلز پارٹی نے پی پی حلقہ ۸۷ سے اپنے امیدوار اور سابق

> **صدیق ندیم ایک بار پھر اسی چوراہے پر کھڑے نظر آتے ہیں جہاں سے انہوں نے سیاسی زندگی کا آغاز کیا تھا!**

رکن صوبائی اسمبلی خواجہ اظہر حسن ڈار سے بھی ٹکٹ واپس لے لیا ہے اور چوہدری زاہد پرویز کی طرح اب وہ بھی اسلم بٹ کے مقابلے میں ہیں۔ آگے چل کر دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے مگر یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ چوہدری زاہد پرویز، لالہ محمد ادریس اور خواجہ اظہر حسن ڈار نے جس خارزار وادی میں قدم رکھا ہے وہاں پر مستقبل روشن ہوتا مشکل نظر آتا ہے۔ کیونکہ انہی حالات سے اس وقت میئر کارپوریشن الحاج محمد اسلم بٹ اور صدیق ندیم دوچار ہیں۔ صدیق ندیم جو کبھی تحریک استقلال کی جان پہچان تھے۔ تحریک کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں اس آس و امید پر شامل ہوئے تھے کہ شاید غلام دستگیر خاں کے ساتھ ان کے نام کا بھی قرعہ نکل آئے اور وہ بھی رکن صوبائی اسمبلی بن سکیں لیکن [illegible] ان کے نام نہیں نکلا ہے وہ سیٹ [illegible] نے اس سے [illegible] صدیق ندیم ایک بار پھر اسی چوراہے میں کھڑے نظر آتے ہیں جہاں سے انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا تھا۔

این اے حلقہ ۸۱ میں اس وقت اصل مقابلہ پی پی پی کے خواجہ محمد اسلم بٹ اور آئی جے آئی کے بریگیڈیئر محمد اصغر میں ہو گا لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ پی پی پی اس مرتبہ بھی اس حلقے سے میدان مار جائے گی کیونکہ بریگیڈیئر اصغر ۸۵ء کے غیر جماعتی الیکشن میں اگرچہ اسی حلقہ سے کامیاب ہوئے تھے مگر ۱۹۸۸ء میں انہیں جونیجو صاحب کا مشیر ہونے کے باوجود ٹکٹ جاری نہ ہو سکا اور یوں وہ انتخابی مہم سے باہر رہے اور اس مرتبہ بھی عوام سے رابطے کے فقدان کی وجہ سے انہیں خاصی محنت کی ضرورت ہے۔

پیپلز پارٹی نے حلقہ ۸۸ [illegible] کے بجائے [illegible] کے صدر خواجہ عبدالمجید [illegible] کو ٹکٹ جاری کر دیا ہے جبکہ ان کے مقابلے میں آئی جے آئی کے [illegible] کے چوہدری [illegible] جماعت اسلامی کے امیدوار [illegible] کہ الیکشن ۸۸ میں مذکورہ حلقہ سے [illegible] جماعت اسلامی کے حمید اللہ سید کو ٹکٹ جاری کیا تھا جس کی حمایت کے لیے قاضی حسین احمد [illegible] گوجرانوالہ آئے [illegible] احمد شیخ [illegible] الیکشن سے [illegible] حمید اللہ سید [illegible] خواجہ عبدالمجید [illegible] آزاد امیدوار تھے کے حق میں دستبردار ہو گئے اس مرتبہ جماعت [illegible] آئی جے آئی نے پھر اسی سیٹ [illegible] کرکے آئی جے آئی نے ٹکٹ [illegible] جماعت [illegible] آئی جے آئی کے [illegible] فیصلے کی خلاف ورزی [illegible] ہے اور اگر وہ اس فیصلہ کی پابندی کرتی ہے تو یوں جماعت اسلامی حالیہ انتخابات میں شہر [illegible] رنگ سے محروم رہ جاتی ہے۔

پی پی حلقہ ۸۸ میں اس طرح مقابلہ "پی پی پی" "آئی جے آئی" اور جے یو پی میں ہوگا۔ جے یو پی نیازی گروپ کے مولانا ابوطاہر عبدالعزیز چشتی نے صوبائی حلقوں میں دو تین جگہ پر کاغذات اس امید پر داخل کرائے تھے کہ شاید قسمت ساتھ دے تو آئی جے آئی کی طرف سے لاٹری نکل آئے مگر صورت حال سامنے آنے کے بعد امید ہے کہ مولانا چشتی اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لیں گے۔ پی پی حلقہ ۸۹ میں آئی جے آئی نے سابق رکن صوبائی اسمبلی عثمان ابراہیم بلابٹ لاہ کو ٹکٹ دیا جبکہ پی پی پی نے معروف صنعت کار حاجی محمد یونس کھوکھر کو اپنا امیدوار نامزد کردیا ہے یہاں اصل مقابلہ تو عثمان ابراہیم اور یونس کھوکھر میں متوقع ہے مگر اصل کردار محمد سعید چشتی کونسلر جو کہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے اپنی انتخابی مہم بڑے اچھے اور منظم طریقے سے چلا رہے ہیں وہ عثمان ابراہیم کو لے ڈوبیں گے۔

پی پی حلقہ ۹۰ سے کل تیرہ امیدواروں نے کاغذات نامزدگی داخل کرا رکھے ہیں مگر اصل مقابلہ پی پی پی کے امیدوار سابق ممبر صوبائی اسمبلی بابو محمد منیر چوہدری۔ آئی جے آئی کے ایس اے حمید اور جمعیت علمائے پاکستان (نورانی گروپ) کے خالد حبیب بٹ میں ہوگا۔ بابو محمد منیر چوہدری قبل ازیں میونسپل کارپوریشن کے کونسلر کی حیثیت سے ہیٹ ٹرک کر چکے ہیں اور شہر میں ان کا واضح گروپ اور حلقہ اثر ہے۔ ایس اے حمید صنعت وتجارت کے سابق صدر رہ چکے ہیں غیر جماعتی الیکشن میں مذکورہ حلقہ سے اپنے مدمقابل سے الیکشن ہار گئے تھے' ایک سرمایہ دار کی حیثیت سے آئی جے آئی نے انہیں پھر اسی حلقہ سے قسمت آزمائی کا موقع فراہم کیا ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان (نورانی گروپ) کے خالد حبیب بٹ کا تعلق بین الاقوامی شہرت یافتہ ریسلر (سلطانی والا) کی فیملی سے ہے اور گوجرانوالہ کے معروف اکرم عرف گوگا پہلوان ان کے برادر نسبتی ہیں۔ کشمیری برادری سے ان کا تعلق ہے۔ گریجویٹ ہیں اور اس وقت ایک پرائیویٹ انشورنس کمپنی کو چلا رہے ہیں اگرچہ خالد حبیب بٹ سیاست کے افق پر پہلی بار طلوع ہوئے ہیں امید کی جاتی ہے کہ ان کی سیاست میں آمد نہلے پہ دہلہ ثابت ہوگی۔ بہرحال قبل از وقت حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کس نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے تاہم مذکورہ تینوں پارٹیاں پی پی حلقہ ۹۰ کو بڑی اہمیت دے رہی ہیں اگرچہ انتخابات میں شہر کی قومی وصوبائی سیٹوں پر مقابلے دلچسپ ہیں مگر پی پی ۹۰ پر مقابلہ کانٹے دار ہوگا۔

●●

☼ شیر پنجاب کا خاندان اجڑ گیا

☼ جہلم کی تاریخ کا ناقابل فراموش واقعہ

رپورٹ: محمد آصف چوہدری

گزشتہ روز یہاں جہلم شہر میں ایک ایسا اندوہناک حادثہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے ہر دل مغموم تھا۔ ہر آنکھ پرنم تھی، بازار بند تھے اور لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب پورے زور سے رواں تھا اور پورا شہر اہلسنت والجماعت کے ممتاز عالم دین عاشق رسول حضرت علامہ ابوالاسد محمد صادق حسین رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ کے سامنے میدان میں اکٹھا ہو چکا تھا۔ ہوا یوں کہ شیر پنجاب مولانا محمد صادق حسینؒ کا بیٹا صاحبزادہ محمد ظفر اقبال نوری اپنی ساس کی تقریب جہلم کے لیے لاہور گیا۔ اپنی والدہ محترمہ، ہمشیرہ صاحبہ اپنی بیوی، دو بچے شاہد اور جواد، اور اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر سراج منیر کی اہلیہ اور ڈاکٹر صاحب کا بیٹا محمد اویس بھی ساتھ تھا۔ تقریب جہلم سے جب بذریعہ کار لاہور سے واپس جہلم آرہے تھے تو قدرت کو ان کا جہلم آنا منظور نہ تھا۔ لیکن کسی کو کس کی خبر نہ تھی کہ قدرت کو منظور نہیں ہے کہ یہ حضرات واپس جہلم آسکیں۔ ہریانوالہ چوک گجرات میں ان کی موت کی گھنٹی۔ یعنی کار کی بس سے زبردست ٹکراؤ ہوا اور ایک زبردست دھماکے سے سات افراد لقمۂ اجل بن گئے جبکہ صاحبزادہ ظفر اقبال چند لمحوں کے لیے آنکھیں کھولے زندہ رہا۔ مختصر سا بیان دیا اور زخموں سے چور چور ظفر فوری بے ہوش ہوگیا اور حیات وموت کی کشمکش شروع ہوگئی۔ عزیز بھٹی ہسپتال گجرات میں ظفر کو پہنچایا گیا، دماغ میں چوٹ لگنے کی وجہ سے ظفر کو لاہور ریفر کر دیا گیا۔ بذریعہ ایمبولنس۔ لاہور پہنچانے کیلئے ایمبولنس رات کی تاریکی شروع ہونے پر لائٹ کی روشنی میں فل سپیڈ سے لاہور کی جانب خطرہ کا الارم بجاتے ہوئے جا رہی تھی۔ ڈرائیور اپنی پوری طاقت اور بھرپور کوشش اور پھرتی سے ایمبولنس کو بھگائے جا رہا تھا۔ اگر ظفر کی زندگی ہوتی تو ڈرائیور کی زبردست اور قابل تعریف کوشش رائیگاں نہ جاتی، لیکن قدرت کو جو کچھ منظور تھا وہی ہونا تھا۔ وہی ہوا اللہ کالا شاہ کاکو سے آگے نکل کر بارہ بجے سے پہلے ہی ظفر کی روح قفس عنصری سے رات پونے نو بجے پرواز کر گئی۔

آخر شیر پنجاب کی رہائش گاہ کے سامنے جب ہم سوگواران غم نے ایمبولنس کی سرخ لائٹ دیکھی جو سب کو اپنی جانب متوجہ کر چکی تھی اور سینے سے دل نکلنے کو تھا کہ کہیں ظفر کی لاش ہی نہ آگئی ہو۔ آخر چند لمحات ہی گزرے ایمبولنس کے رکنے سے پہلے حاجی ممتاز کے سر کے اشارے سے کہرام برپا ہو گیا اور اس طریقہ سے ظفر ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا۔ اور اپنے "موت کی کشتی" کے ساتھیوں میں پہنچ گیا، اب ہمارے سامنے جو لاشیں تھیں ان میں یہ حضرات شامل تھے۔

ظفر کی والدہ محترمہ، ظفر کا لاشہ، ظفر کی ہمشیرہ، ظفر کی بیوی، ظفر کا بیٹا شاہد، ظفر کا بیٹا جواد، ڈاکٹر منیر کی اہلیہ، ڈاکٹر منیر کا پیارا بیٹا اویس۔

صبح ہوئی تو آٹھ جنازوں کے ایک ہی گھر سے اٹھنے کے سماں اور اس خونی منظر کا نقشہ نہیں بن سکتا البتہ لوگ یوں کہہ رہے تھے کہ یہ چھوٹا کربلا ہے۔ جنازوں کے وقت تیس ہزار افراد موجود تھے۔ ہر طرف سر ہی سر دکھائی دیتے تھے حضور شیر پنجاب کے اس خاندان کو اجڑتا دیکھ کر مرد وزن، عام وخاص، اپنے اور بیگانے جس طریقہ سے اظہار ہمدردی کر رہے تھے یہ ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے۔

پاکستان مخالف جی ایم سید کی رہائی اور نگران حکومت

جبکہ موجودہ حکمران حکومت میں نہیں تھے جی ایم سید ملک دشمن تھا مگر جب وہ اقتدار میں آ گئے تو تمام ملک دشمن محبِ وطن بن گئے

پاکستان ٹوٹ جانا چاہیئے کے مصنف جئے سندھ تحریک کے بانی گریٹر یونٹی آف انڈیا کے داعی سید غلام مصطفےٰ شاہ کو غلام مصطفےٰ جتوئی کی نگراں حکومت نے آخر رہا کر ہی دیا۔

جی ایم سید نے اپنا سیاسی سفر ۱۹ سال کی عمر میں تحریک خلافت کے سرگرم رکن کی حیثیت سے شروع کیا اس کے بعد جی ایم سید نے تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا۔ اور قائداعظم محمد علی جناح کی قربت میں کام بھی کیا لیکن پھر ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں جی ایم سید کے پاکستان مسلم لیگ کے پارلیمانی بورڈ سے ٹکٹوں کی تقسیم پر اختلافات پیدا ہوئے جو مسلم لیگ سے علیحدگی اور پھر پاکستان کی دشمنی میں بدل گئے۔ جو آج تک جاری ہیں۔ جی ایم سید نے پاکستان کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔ اور وہ کھلم کھلا پاکستان کی مخالفت کرتا ہے۔ جی ایم سید نے مسلم لیگ سے اختلافات اور پاکستان بننے کے بعد سندھو دیش کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔

جی ایم سید نے بھی مودودی کی طرح طلبہ ہی کو اپنا آلۂ کار بنایا اور سندھ کے تعلیمی اداروں کو اپنی تحریک کا مرکز بنا کر سندھو دیش کے لئے کام شروع کیا۔ سندھی نوجوانوں کو پاکستان اور اسلام سے متنفر کیا اور کہا کہ علامہ اقبالؒ اور محمد علی جناحؒ کا قومیت کا تصور ہمیں قابل قبول نہیں کیونکہ قائداعظمؒ مسلم اور ہندو کو دو علیحدہ علیحدہ قومیں مانتا ہے مگر میں سندھ کو متحد دیکھنا چاہتا ہوں۔ سندھ میں رہنے والا سندھی بولنے والا ہندو ہو یا مسلمان سب برابر ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ سندھ کو دوبارہ ہندوستان میں شامل کیا جائے، انہوں نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ راجہ داہر سندھ کا ہیرو ہے ہم راجہ داہر کے ماننے والے ہیں۔ محمد بن قاسم ایک ڈاکو تھا جس نے سندھ پر ڈاکہ ڈالا اور سندھیوں کو غلام بنایا ہم اس غلامی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ جی ایم سید نے مزید کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سندھیوں کو مکمل آزادی دو۔ اور سامراج کے ان نشانات کو مٹا دیا جائے جو اس نے سندھ پر قبضہ کرنے اور پاکستان بننے کے بعد یہاں چھوڑے ہیں۔ مثلاً جیکب آباد، جیمس آباد، تعلیمی اداروں بندرگاہوں، لائبریریوں، راستوں، مارکیٹوں کے نام سندھ دشمن لوگوں، محمد بن قاسم، محمود غزنوی، محمد علی جناحؒ،

ڈاکٹر جاوید اختر

لیاقت کے نام پر رکھ کر سندھیوں کے سینوں پر انگارے بھڑکائے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام لوگ سندھ کے دشمن تھے اور جناح تو سندھ کا غدار ہے یہ ہیں وہ نظریات جن پر جی ایم سید نے جئے سندھ تحریک قائم کر کے کام شروع کیا۔



> ہم سندھ کو آج بھی ہندوستان کا حصہ سمجھتے ہیں ضرورت پڑی تو ہندوستان سے مدد حاصل کر کے سندھ کو آزاد کرائیں گے!
>
> (جی ایم سید)

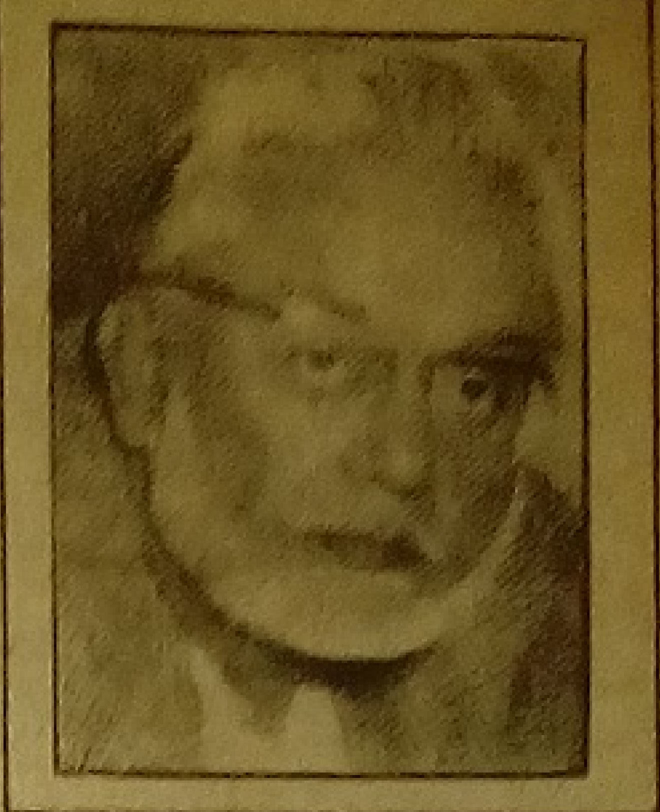
مختلف اخبارات کو انٹرویو دیتے ہوئے جی ایم سید نے کہا کہ میری تحریک کا بنیادی مقصد سندھ کو پاکستان سے علیحدہ کرنا ہے اسی لئے میں نے سندھو دیش کا نعرہ دیا۔ ابھی ہم فوج سے نہیں لڑ سکتے کیونکہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ اور ہم سندھ کو آج بھی ہندوستان کا حصہ سمجھتے ہیں ہماری کوشش ہے کہ برصغیر متحد ہو جائے اور ہندوستان مضبوط ہو جب کبھی ضرورت پڑی اور جب بھی ہندوستان رضامند ہو گیا ہم ہندوستان سے مدد حاصل کر کے سندھ کو آزاد کروائیں گے۔ پاکستان کے قیام سے قبل سندھ کے لئے جنگ میں مصروف رہا ہوں۔ اور اب میں سندھ کے لئے اعلیٰ سطح پر حمایت کا خواہاں ہوں اور پاکستان کے حق میں قرارداد منظور کروانا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی اور گناہ تھا۔

روزنامہ ہند اور پیٹریاٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے جی ایم سید نے کہا کہ میرا بھارت اور روس سے رابطہ ہے ایک دفعہ میں نے اندرا گاندھی کے پاس آدمی بھیجا تھا کہ ہم مصیبت میں ہیں۔ ہماری مدد کریں۔ لیکن اندرا گاندھی نے کہا کہ چند وجوہات کی وجہ سے ہم آپ کی مدد نہیں کر سکتے۔ لیکن ابھی روس اور بھارت کوئی فیصلہ نہیں کر سکے۔ ورنہ الطاف حسین اور اختر رضوی سے زیادہ روس اور ہندوستان سے میرا رابطہ ہے۔

ان نظریات پر قائم رہنے والے شخص جی ایم سید کو غلام مصطفےٰ جتوئی کی نگران حکومت نے رہا کیا ہے۔ جی ایم سید کی رہائی پر ہر پاکستانی پاکستان اور اسلام سے محبت کرنے والا۔ ہر فرد سوچ رہا ہے کہ اس کے پیچھے کون سی مصلحتیں ہیں کہ پاکستان کے کھلے دشمن کو رہا کر کے پاکستان کے خلاف کام کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے۔

پیپلز پارٹی کے دور میں جی ایم سید پر غداری کا مقدمہ درج کیا گیا اور سکھر ایئرپورٹ پر پاکستان کا جھنڈا

ہر شخص یہ سوچ رہا ہے کہ پاکستان کے کھلے دشمن کی رہائی کے پیچھے کون سی مصلحتیں کام کر رہی ہیں

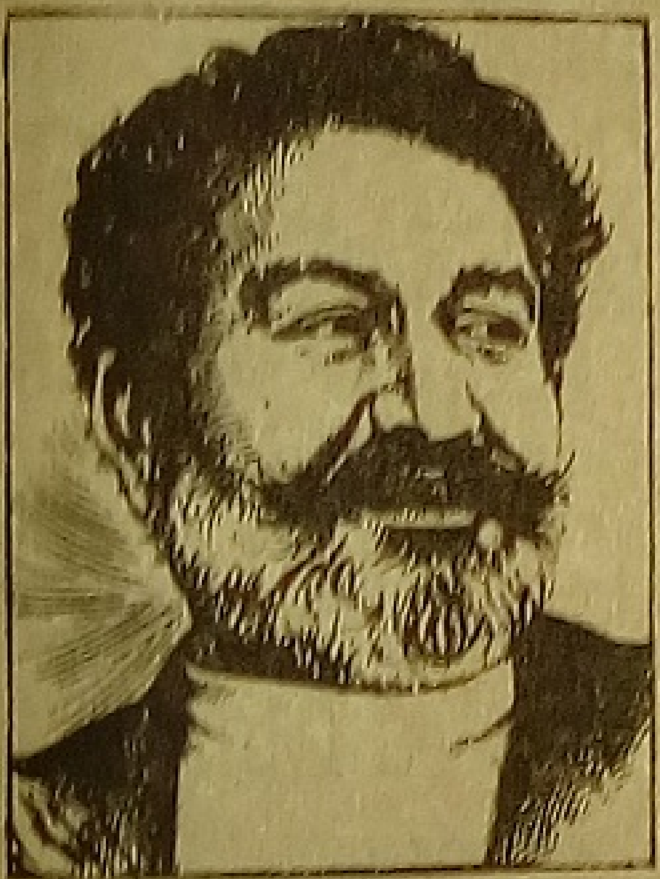


جلانے کا مقدمہ بھی درج ہوا۔ اس وقت کی حزب اختلاف اور آج کی حزب اقتدار کے مطالبہ اور پاکستان کے محب وطن عوام کے دباؤ میں آ کر پیپلز پارٹی نے جی ایم سید کو گرفتار کر کے کراچی میں نظر بند کر دیا ـــــ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے جی ایم سید پر مقدمہ چلا کر سزا دینے کے لئے بار بار مطالبہ کیا گیا ـــــ اسلامی جمہوری اتحاد سے تعلق رکھنے والے تمام رہنما جی ایم سید پر پاکستان دشمن کا الزام لگاتے رہے۔ بلکہ آئی جے آئی کی طرف سے پیپلز پارٹی پر جئے سندھ کی حامی ہونے کا الزام بھی لگایا جاتا رہا کہ سندھ میں پیپلز پارٹی نے جئے سندھ کی حمایت سے الیکشن جیتا ہے جب پروفیسر غلام مصطفیٰ شاہ نے وزارت کا حلف اٹھایا تو اس پر بھی حزب اختلاف کی طرف سے بھرپور احتجاج ہوا کہ غلام مصطفیٰ شاہ جی ایم سید کے حامی ہیں اور پیپلز پارٹی نے جئے سندھ کے حامی کو وزارت دے کر پاکستان دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔

لیکن جب ۶ اگست کو اسمبلی ٹوٹ گئی اور پیپلز پارٹی کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ لوگ جو پہلے حزب اختلاف میں تھے اقتدار میں آ گئے تو پاکستان کے دشمن ان کی نظر میں محب وطن بن گئے جی ایم سید جن پر پاکستان کا غدار ہونے کا مقدمہ درج ہے ان کو رہا کر دیا۔ اور ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو سے کو وزارت دے دی گئی اور یہ سب کچھ سندھ میں انتخاب جیتنے کے لئے اور پیپلز پارٹی کی مخالفت میں کیا گیا ہے۔ اور سندھ کا گورنر جی ایم سید کو محب وطن ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی کوشش کر رہا ہے کیا صرف اپنی کرسی کو مضبوط کرنے کے لئے پاکستان کے دشمن کو کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔

پاکستان کے عوام پریشان ہیں کہ یہ کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے کہ جب تک موجودہ حکمران حکومت میں نہیں تھے تو جی ایم سید ملک دشمن تھا اور دوسری طرف جب وہ اقتدار میں آ گئے تو تمام ملک دشمن محب وطن بن گئے۔ کیونکہ ایک طرف نگران حکومت کے راہنما اور گورنر سندھ جی ایم سید کو محب وطن قرار دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ جی ایم سید پر درج تمام مقدمات جھوٹے ہیں اس لئے ان کو رہا کر دیا گیا ہے۔

اور دوسری طرف جی ایم سید رہائی کے بعد یہ بیان دے رہے ہیں کہ میری پہلی ترجیح سندھ کی علیحدگی اور سندھودیش کا قیام ہے اور سندھ کی پاکستان سے مکمل علیحدگی اور اقوام متحدہ میں سندھ کی آزاد حیثیت دیکھنا ہے اور میں پاکستان کے آئین کو نہیں مانتا اس لئے الیکشن میں حصہ لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور ہم ایسے لوگوں کی حمایت کریں گے جو ہمارے ہم خیال ہوں گے۔ ہمارا جونیجو سے سمجھوتہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی اکثریت سندھودیش کی حامی ہے۔ یہ ہے وہ بیان جو جی ایم سید نے اپنی رہائی کے بعد دیا ہے۔ اور دوسری طرف سے جی ایم سید نے ممتاز بھٹو، پیر پگارا اور جام صادق کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ جس پر عوام یہ سوچ رہے ہیں کہ کیا یہ لوگ جی ایم سید کے ہم خیال ہیں۔ اور اس کے پروگرام کے قریب تر ہیں۔ اور کہیں ایسا تو نہیں کہ صرف پیپلز پارٹی کی دشمنی میں اور انتخاب جیتنے کے لئے جی ایم سید جیسے ملک دشمن کو رہا کر کے سندھ کو سندھودیش بنانے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے اور پاکستان کو توڑنے کا راستہ ہموار



کیا جا رہا ہو۔ اور نگران حکومت کی موجودہ پالیسیاں یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ نگران حکومت اپنا اقتدار بچانے کے لئے پاکستان کے دشمنوں کی حمایت کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

∴

قطعات

سید فاتح واسطی ملے پور

کب قوم اور وطن کی محبت میں آئے ہیں
آئے ہیں جو بھی، حرص قیادت میں آئے ہیں

کلونت سنگھ جی ہوں کہ بلونت سنگھ جی!
سب عیش کے لئے ہی سیاست میں آئے ہیں

کیا انقلاب چرخ ہے، کیا دور آسماں
یہ لوگ بھی چہکنے لگے، بولنے لگے

اس پاک مملکت کے مسائل کی آڑ میں
گاندھی کے بالکے بھی زبان کھولنے لگے

حیدرآباد کے عوام ۸۸ء کی غلطی نہیں دہرائیں گے

تحریر: عبدالحمید قریشی

وادئ مہران کے دل شہر حیدرآباد میں جہاں سید عبدالوہاب شاہ جیلانیؒ اور شہر سے چند میل کی مسافت پر بین الاقوامی و آفاقی پیغام کے علمبردار شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے مزار پرانوار ہیں جن کے پیغام میں محبت و اخوت کا درس ہے حیدرآباد کے غیور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے پیغام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے لادینی، علیحدگی پسند اور استحصالی عناصر کے خلاف اسلامی اخوت اور قومی یکجہتی کے جذبے سے سرشار متحد و منظم ہو کر بھائی چارگی کی فضا میں رہ رہے تھے، اور یہ شہر ایسا امن و اخوت کا معاشرہ تھا جس کی مثال دیگر شہروں کے باسی دیا کرتے تھے۔

لیکن یکایک اس امن و اخوت کے شہر کو نہ جانے کس کی نظر لگ گئی کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہوگیا اور یکے بعد دیگرے دل کو تڑپا دینے والے واقعات رونما ہوئے لیکن عوام سے حقوق کے تحفظ کے نام پر ووٹ لے کر منتخب ہونے والے ایم کیو ایم کے قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران اسمبلی میں حقوق کی جنگ لڑنے کی بجائے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے خوف سے زیرزمین چلے گئے اور عوام کو تنہا ظلم کی چکی میں پستے ہوئے چھوڑ گئے اور یوں عوام نے اپنے آپ کو تنہا محسوس کیا اور اس پر مستزاد یہ کہ عوام کے حقوق و تحفظ کے علمبردار عوام کو ہی لوٹنے لگے۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا اپنے ہی لوگوں نے اپنے ہی عوام کی زندگی اجیرن کر دی۔

مثل مشہور ہے کہ "خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں" اور "بیگناہوں کا خون رائیگاں نہیں جاتا" جس کی حقیقت میں مثال کچھ یوں ہے کہ کل تک ایم کیو ایم کے ہر دلعزیز لاڈلے، مرکزی لیڈروں کے حلق میں تر لقمہ پہنچاتے تھے آج وہی لاڈلا حلق کا کانٹا بن کر اقبال کے روپ میں سامنے آیا اور غداری کا علم بلند کیا جس نے پابند سلاسل ہونے کے باوجود ان نام نہاد عوامی خدمت کے دعویداروں کی زندگی کو خطرہ میں ڈال دیا اور پھر پورا مرکز ہل گیا، بھاگ دوڑ شروع ہوئی ایم کیو ایم کے رہنما فوراً حیدرآباد پہنچے لیکن مسئلہ حل نہ ہو سکا، تیر کمان سے نکل چکا تھا بڑوں کی تربیت ہی نے لاڈلے کو بگاڑا تھا کل تک وہ اپنی ضرورت کے تحت لاڈلے اور دیگر دہشت گردوں کے ذریعے شہر میں افراتفری کروا رہے تھے لیکن آج لاڈلا سپر پاور بن کر اپنوں ہی کے خلاف تبرا زما ہے کل تک وہ افراتفری کرواتے رہے لیکن آج لاڈلے نے بڑوں کے منع کرتے اور قید میں ہونے کے باوجود اپنی ضرورت اور طاقت کے مظاہرے کی خاطر شہر کو تہہ و بالا کر دکھایا اور حلق تک تر لقمہ پہنچانے والے کی نشاندہی پر کروڑوں روپوں کا لوٹا ہوا مال اور ناجائز اسلحہ برآمد ہوا۔

پھر مصدقہ اطلاع کے مطابق مرکز سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والے کارکنان کو باغی ناپسندیدہ قرار دے کر اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنایا گیا اور کچھ کارکنان کی لسٹ گرفتاری کے لیے انتظامیہ کو پیش کر دی گئی باغی ارکان کی لسٹ منظر عام پر آتے ہی اندرون خانہ ہلچل مچ گئی جس کا اظہار الیکشن ۱۹۹۰ء کے موقع پر ہوگا جب باغی ارکان کے خفیہ ہاتھوں ہی سے بڑے بڑے بت چاروں شانے چت ہوں گے۔

پورے ملک میں انتخابی گہما گہمی کے باوجود حیدرآباد شہر کے باسی خاموش ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ خاموشی ضرور گل کھلائے گی چونکہ اس مرتبہ الیکشن کے موقع پر بابائے شہر اور سابق ایم این اے آفتاب شیخ الطاف حسین کی ملک میں آمد سے قبل ہی بیرون ملک چلے گئے بظاہر تو اس کی وجہ سامنے نہیں آئی لیکن عوام کی زبان پر یہی چرچا ہے کہ عوام کی ہمدردی رکھنے والے بابائے شہر کو راہ کا روڑا سمجھتے ہوئے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال باہر کیا اور ان کی جگہ حیدرآباد کے باغی ارکان کو کنٹرول کرنے کے لیے کراچی سے اپنے خاص الخاص و ہمخیال افراد کو لا کر حیدرآباد کے انتخابی مقابلے میں لا کھڑا کیا ہے۔

لیکن اب حیدرآباد کی عوام کے سامنے مگرمچھ کے آنسو بہانے والوں کے ڈرامے کا ڈراپ سین ہو چکا ہے اور حیدرآباد کی عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ مہاجر بستیوں میں موٹر سائیکلوں کی چوری، قتل اور ڈکیتیوں جیسی وارداتوں میں کون لوگ ملوث ہیں؟ اور اس وقت اپنا ہمدرد اور دشمن کون ہے؟ عوام کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اپنوں ہی کے ہاتھوں زخم کھانے والے لوگ کلاشنکوف کے مقابلے پر اپنے قیمتی اور مقدس ووٹ کے ذریعے زبردست تبدیلی لائینگے اور پھر راز افشا ہونگے کہ حاجی عبدالرشید، ڈاکٹر شائق اور دیگر ہمدردوں کے قاتل اپنے ہیں یا غیر؟ آفتاب شیخ پر قاتلانہ حملہ اپنوں نے کیا یا غیروں نے؟

> پھر راز افشا ہوں گے کہ
> حاجی رشید، ڈاکٹر شائق اور آفتاب شیخ پر قاتلانہ حملے اپنوں نے کئے یا غیروں نے۔

۱۹۹۰ء کے انتخابی عمل سے ملکی سطح سے کہیں زیادہ حیدرآباد کی سطح پر تبدیلی رونما ہوگی کیونکہ حیدرآباد کی عوام اب ۱۹۸۸ء والی غلطی کو دہرانے کی بجائے ۱۹۹۰ء کے الیکشن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھ کر رحمت کے فرشتوں کو اپنی قیادت سونپیں گے تاکہ ایکبار پھر علیؒ، لطیفؒ، نوحؒ، وہابؒ و قلندرؒ کی دھرتی پر بسنے والے شیر و شکر ہو کر رہنے لگیں۔ ●●

انتخابات اور اسلامی جماعتوں کی ذمہ داریاں

آجکل وطن عزیز پاکستان میں انتخابات کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔ ملک میں سیاسی اتحاد وجود میں آ رہے ہیں۔ سیاسی اتحاد اگر مثبت اصولوں اور نظریات پر مبنی ہوں تو ملک و ملت کے لیے باعث رحمت ثابت ہو سکتے ہیں لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض ذاتی اور خصوصی مفادات کی خاطر رفاقتیں اور وفاداریاں تبدیل کر لی جاتی ہیں۔ سیاسی قائدوں کے کردار کی زبوں حالی اور ضمیر فروشی نے ایک قومی المیہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ

بیالیس سال گزرنے کے باوجود قوم کو صالح اور باکردار قیادت میسر نہیں آ سکی۔ اندریں حالات ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ کا مکمل نفاذ ہی ہمارے تمام دکھوں کا مداوا ثابت ہو سکتا ہے اس ضمن میں سب سے اہم ذمہ داری تمام اسلامی جماعتوں کے قائدین پر عائد ہوتی ہے۔ جن کی بعض خصوصی مصلحتوں کی وجہ سے عوام کا وہ ناقابل شکست اتحاد وجود میں نہیں آ سکا جس کی آرزو ہر پاکستانی کو ہے۔ یہ ناچیز اس بارے میں بھی محدود مساعی کرتا رہا ہے۔ نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات سے قبل بھی روزنامہ نوائے وقت لاہور اور روزنامہ جنگ کراچی کے ذریعے اپنے اکتوبر ۱۹۸۸ء کے مضمون میں راقم نے تمام اسلامی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر انتخابی اتحاد بنانے کی درخواست کی تھی لیکن اس جانب کوئی توجہ نہ دی گئی لہٰذا انتخابات کے نتائج محبان اسلام کے لیے روح فرسا تھے۔

بعد ازاں مئی ۱۹۸۹ء میں بھی احقر نے ایک طویل مراسلہ بعنوان "نظام مصطفےٰ ﷺ کا عملی نفاذ — اسلامی قائدین سے چند گزارشات" پاکستان کی تمام اسلامی جماعتوں کے چالیس سے زائد قائدین کو ارسال کیا تھا۔ اس مراسلہ میں بھی استدعا کی گئی تھی کہ تمام اسلامی جماعتیں اپنے فروعی اختلافات کو ختم کر کے ایک مرکز پر جمع ہوں اور قوم کے سامنے رہنما اصولوں پر مبنی ایک جامع اور متفقہ سیاسی پروگرام پیش کریں تاکہ اس ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ کا عملی نفاذ ممکن ہو سکے لیکن ؎

بسا آرزو کہ خاک شدہ

ابو ناصر حجازی ☆ مدینہ منورہ

گزشتہ ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ میں جے۔ یو۔ آئی کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے بھی مدینہ شریف میں ایک نشست ہوئی تھی جس میں راقم نے عرض کی تھی کہ پاکستان کے عوام کی غالب اکثریت فقہ حنفی کی پیروکار ہے لہٰذا اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ فروعی اختلافات سے صرف نظر کرتے ہوئے تمام علمائے احناف ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں۔ نیز اہلحدیث اور دیگر مکاتب فکر کو بھی اس مرکز پر جمع کرنے کی کوشش کی جائے۔ جنہیں اپنے مسلک کے مطابق اپنے معاملات فیصل کرنے کی آزادی ہو مولانا نے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا لیکن عملی طور پر اس بارے میں کوئی واضح پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔

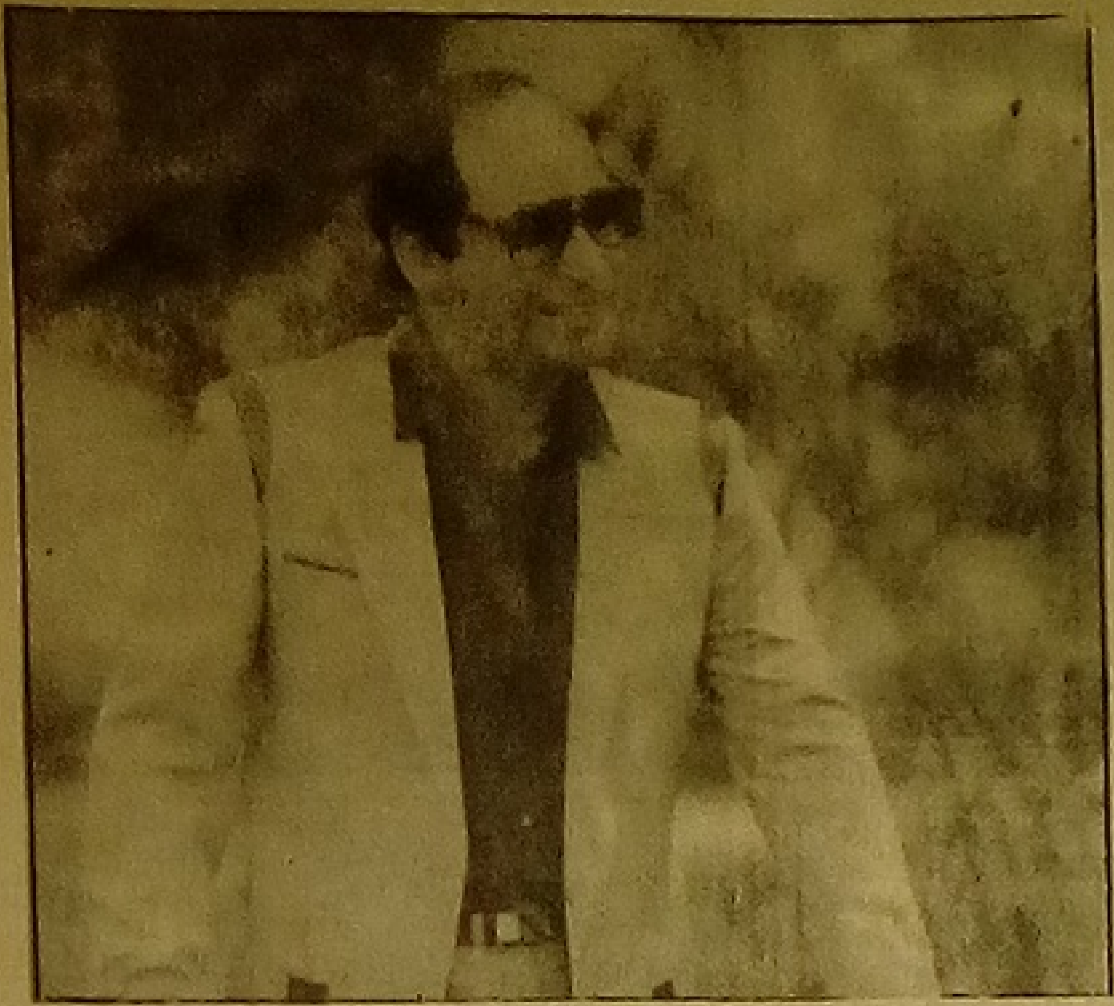
سیکولر اور غیر سنجیدہ سیاسی حلقے یہ تاثر پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے دینی حلقے تفرقہ بازی کا شکار ہیں اور تنگ نظری کے باعث ان کا باہمی اتحاد ناممکن ہے۔ لہٰذا سیکولر جماعتیں ہی عوام کی توقعات پر پورا اتر سکتی ہیں۔ یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے۔ متحدہ علماء کونسل نے اپنے ۲۵ اگست کے لاہور کنونشن میں ارسی ٹریڈنگ، احتساب کی کارروائی اور شریعت بل کے بارے میں متفقہ موقف اختیار کر کے اس دعوے کو باطل ثابت کر دیا ہے۔ شریعت سے نابلد بعض حضرات کے شریعت بل پر ۲۷ اعتراضات کے مدلل جوابات مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف نے اپنے تفصیلی انٹرویو میں دیئے ہیں جو ۶ اگست ۱۹۹۰ء کے نوائے وقت لاہور میں شائع ہوا ہے۔

ایک حوصلہ افزا پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ملتان میں محترمہ بے نظیر بھٹو سے ہونے والی ملاقات میں واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ ان کی جماعت کا صرف اس جماعت سے اتحاد ہو سکتا ہے جو نفاذ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحیح معنوں میں سنجیدہ ہو۔ درحقیقت یہ اعلان تمام اسلامی جماعتوں کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ نفاذ اسلام کے سلسلے میں تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خلوص کا عملی مظاہرہ کریں اور انا کے مسئلہ کو خیرباد کہتے ہوئے متحد ہو جائیں۔

ابھی وقت ہے کہ تمام اسلامی جماعتوں کے

باقی صفحہ ۵۰ پر

> درحقیقت مولانا نورانی کا یہ اعلان تمام اسلامی جماعتوں کے لیے ایک چیلنج ہے کہ وہ نفاذ اسلام میں تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خلوص کا مظاہرہ کریں اور متحد ہو جائیں۔



ہارس ٹریڈنگ کا بادشاہ

نواز شریف

شخص فطری طور پر کسی نہ کسی طرح کسی سیاسی پارٹی سے منسلک ہوتا ہے مگر باشعور لوگوں کے لئے کبھی کبھی ایسا موقع بھی آتا ہے کہ یا تو انہیں اپنے نظریات کے دھارے کا رُخ موڑنا پڑتا ہے اور یا پھر وہ کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو عالم اور جاہل میں کوئی فرق نہ رہے گا ہمارے ہاں تمام باشعور لوگوں سے زیادہ صحافی حضرات کو باشعور سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ جانبدارانہ سوچ سے ہٹ کر آمریت کے خلاف ہر دور میں جمہوریت کے عمل کو رواں دواں رکھنے کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اور بڑے پکے نہ بکنے نہ جھکنے والے جمہوریت پسند ہوتے ہیں یا یوں کہئے کہ جمہوریت کی روح انہی کو کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے مضامین کردار مقالات کے ذریعے لوگوں کے فرسودہ اور زنگ آلود ذہنوں میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ مگر مجھے ۱۹ ستمبر کے اخبار "نوائے وقت" میں ملک کے نامور کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی صاحب کا کالم روزن دیوار "بعنوان" اس دور کا درماں نواز شریف" پڑھ کر انتہائی حیرت ہوئی کہ جو لوگ صحافت کے سرخیل اور شہباز سمجھے جاتے ہیں وہ بھی کمزور اور جانبدارانہ صحافت کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرنے لگے ہیں۔

احقر ایک عرصہ سے ان کا مداح رہا ہے۔ اسے میری غلط فہمی یا خوش قسمتی کہیئے کہ میں جب بھی ملک عزیز کے چند گنے چنے بندوں کی لسٹ اپنے ذہن میں بناتا ہوں تو انہیں بھی ان میں شمار کرتا تھا کہ ایسی چند ایسے ہی جو قلم بالجہاد میں مدینہ عمل میں اتر جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی جرأت رکھتے ہیں موصوف نے اس مضمون میں اپنے مسلم لیگی ہونے کا اعتراف بڑی جرأت مندی سے کیا ہے مگر انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ وہ مسلم لیگ کے کس گروپ سے اپنا ذہنی تعلق رکھتے ہیں۔ اب تو نہ قائداعظم کی مسلم لیگ باقی

ایس۔ اے۔ زیدی۔ لاہور

رہی اور نہ قائدین کے نظریات اکثر ضیاء الحق کے صاحبزادوں کی جانب سے (جو کہ جونیجو مسلم لیگ میں ہیں) یہ بیانات آتے رہتے ہیں کہ ہم ضیاء الحق کے نظریات کی تکمیل کریں گے جبکہ مسلم لیگ میں شامل جنرل اختر عبدالرحمٰن کے صاحبزادوں نے پارٹی فیصلوں کی خلاف ورزی کرکے ان پر عمل شروع کر دیا۔ کیونکہ ان کی سرشت میں ہی ہٹ دھرمی اور جمہوری فیصلوں کو جوتی کی نوک پر رکھنا شامل ہے یا یوں کہئے کہ یہ چیز انہیں وراثت ہی میں ملی ہے گو کہ انہوں نے اخبار کے ذریعے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ وہ

> جنرل ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن کے صاحبزادے اپنے باپوں کا نام کیش کروانے کے چکر میں ہیں۔ وہ بغیر کسی کوشش اور محنت کے لیڈر بن گئے

ضیاء کے اعمال کے جوابدہ نہیں۔ خیر بڑے لوگوں کی یہ چالیں تو ہمیشہ سے ہم سیدھے سادھے لوگوں کے فہم و ادراک سے بالاتر رہی ہیں اور شاید آئندہ بھی نہ سمجھ سکیں۔

بہر صورت اب دیکھنا ہے کہ اگر یہ سب قائدین ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کے نظریات پر عمل پیرا ہیں تو علامہ اقبال اور قائداعظم کے نظریات کی تکمیل کون کرے گا جبکہ ایک جانب بھٹو صاحب کے نظریات کی تکمیل پر زور دیا جا رہا ہے۔

فاضل مقالہ نگار نے اس دور کا درماں نواز شریف کے حوالے سے مزید لکھا ہے کہ ان کے خیال میں اس وقت تمام مسائل کا حل صرف اور صرف نواز شریف ہیں اور وہ پورے پاکستان میں شہرت رکھتے ہیں۔ جہاں تک شہرت کی بات ہے تو وہ سب پر عیاں ہے کہ وہ اپنے مخصوص حلقوں سے (پنجاب میں) بغیر مال و زر لٹائے اور سرکاری مشنری استعمال کئے اپنے جلسوں میں ایل۔ ڈی۔ اے وغیرہ جیسے سرکاری محکموں کے مالی اور درجہ سوئم کے ملازمین کو زبردستی لائے بغیر نہ تو کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی جلسہ کر سکتے ہیں۔

بہرحال موجودہ حالات میں فاضل مصنف کا ایک صحافی اور اہل علم ہونے کے ناطے اپنے آپ کو مسلم لیگی کہنا کسی طرح بھی ان کے اپنے حق میں نہیں میرے خیال میں ۲۰ ستمبر کو اسلام آباد میں مسلم لیگیوں کے دست و گریباں ہونے سے پہلے چونکہ موصوف یہ مضمون تحریر کر چکے تھے وگرنہ وہ کسی صورت بھی یہ اعتراف جرم نہ

کرتے اور اس سے قبل جو پیچھے پیچھے چلے تھے وہ تو شاید پرانی بات ہے اور ویسے بھی لڑائی جھگڑا اور جوڑ توڑ مسلم لیگ کا طرہ امتیاز ہے۔

پورے مضمون میں عطاء الحق قاسمی کی یہ بات کہ ضیاء الحق اور جنرل رحمن کے صاحبزادے اپنے باپوں کا نام کیش کروانے کے چکر میں ہیں اور وہ بغیر کسی کاوش اور محنت کے لیڈر بن گئے ہیں مستحسن اور قابل تعریف ہے مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اس سے قبل ہمارے ملک کے اکثر لیڈر اپنے باپوں کا نام کیش کروانے کے چکر میں بہت پاپڑ بیل چکے ہیں۔ اور اب ان خاندانوں کو جو کردار تو کسی کردار کے مالک ہیں اور نہ ہی کسی سوچ اور فکر کے حامل ہیں اگر مسلم لیگ میں دلچسپی کا درجہ دے دیا گیا ہے تو اب ان کے برے اثرات سے مسلم لیگ کیسے محفوظ رکھ سکتی ہے ان لوگوں کی آمد سے خود مسلم لیگیوں کی جو حالت زار ہے وہ کسی عذاب سے کم نہیں۔ قاسمی صاحب نے وطن عزیز میں طویل آمریت اور اس کے نقصانات کا ذکر بھی فرمایا ہے اور اہل وطن کو بخوبی علم ہے کہ نواز شریف صاحب وہی صاحب ہیں جنہوں نے آج تک کسی غریب کو کسی قسم سے نہیں نوازا اور نہ ہی ان کی شرافت سے ملک و قوم کو کوئی قابل ذکر فائدہ حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ دوسری پارٹیوں

اس قسم کی وضاحتیں تو ہم ان لوگوں کی جانب سے بھی سنتے آئے ہیں جو بڑے بڑے پلاٹ اور لاکھوں روپیہ ہضم کر گئے!

کہ ان لوگوں کا تو کیا ہی کہنا جنہوں نے کبھی اسلام کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی شرافتوں کا علمبردار ہونے کا نعرہ لگایا ہے۔ کیا نواز شریف صاحب وہی مسلم لیگی لیڈر ہیں جنہوں نے مارشل لاء کے دور میں ایک مرتبہ بھی مذمت کرنا گوارا نہیں کیا اور نہ ہی آج بھی آمریت کے خلاف کچھ کہنے کو تیار ہیں بلکہ وہ تو دل و جان سے اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب خدانخواستہ دوبارہ ایک اور عذاب مارشل لاء کی صورت میں نازل ہو گا اور یہ حضرات اس کے کارندے ہو لگے ہیں نہ انتخاب کی ضرورت اور نہ احتساب کا خطرہ۔

وہ ضیاء الحق کو اپنا محسن مانتے ہیں اور انہوں نے بھی اور سیاست انہی سے سیکھی ہے آج وہ دور میں اسلامی اتحاد اور مسلم لیگ کے درمیان جو تم دیکھ رہے "اتحاد اور نظم" پایا جاتا ہے۔ وہ نواز صاحب کی سیاست دانی کا ہی کرشمہ ہے۔ نواز شریف صاحب کی تو کیا بات کرتے ہیں کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی نوازشیں اور قرابتیں ملک کے علاوہ حقوق کے لیے کافی ہیں اور ان سیاستدان رشتہ داروں سے ہم بھی یہی ہے انہیں کسی نہ کسی طرح فائدہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مضمون نگار اس جانبدارانہ مضمون لکھنے پر معذرت خواہ نہیں ہے اور ہو گا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ میں نہایت ایمانداری اور دیانتداری سے کہہ رہا ہوں ہے کبھی کچھ کہتا ہوں نہیں کیا۔ حیرت خیز بات یہ ہے کہ اس قسم کی وضاحتیں تو ہم ان لوگوں کی جانب سے بھی سنتے ہیں جو بڑے بڑے پلاٹ اور لاکھوں روپیہ ہضم کر گئے اور ان کے ضمیر نے انہیں کبھی ملامت نہیں کی۔ کاش آپ کی داڑھی ہوتی تو کہہ دیتے کہ صبح جمعہ کی ... مگر آپ کیا کہتے سوائے اس کے کہ وہ

بے گناہ میں شیخ سمجھتے ہیں پارسا
ظاہر بتا رہا ہے کہ نیت خراب ہے

بقیہ: جشن آمد رسول ﷺ

سرمہ ـــ سر و داڑھی پر خوشبو دار تیل ـــ معطر معطر عطر لگائیے ـــ گھروں کو سجائیے ـــ گلی کو سجائیے ـــ کوچوں کو سجائیے ـــ بازاروں کو محلوں کو سجائیے ـــ مسجدوں کو دفتروں کو، اسکولوں کو، کالجوں کو اور جامعات کو بھی سجائیے ـــ سبز سبز پرچم لہرائیے ـــ جھنڈیاں لگائیے ـــ قمقمے جلائیے ـــ روشنی کیجئے ـــ چراغاں کیجئے ـــ رب کائنات عزوجل کا شکر ادا کیجئے ـــ درود و سلام بھیجئے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔

اے ایمان والو تم بھی درود اور خوب سلام بھیجو

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

یا نبی سلام علیک ـــ
یا رسول سلام علیک ـــ
یا حبیب سلام علیک ـــ صلوٰۃ اللہ علیک
صلوٰۃ اللہ علیک۔ یا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
ـــ محفل میلاد سجائیے ـــ جشن آمد رسول

منائیے ـــ کہ آسمان سے زمین تک ان کا چرچا ہے ـــ وہ وسلم کے گیت گائے جا رہے ہیں ـــ ذکر بلند ہو رہا ہے، کیوں نہ ہو ـــ ان کا ذکر تو ان کے رب نے بلند کیا ـــ وہ اس مقام محمود پر فائز ہوئے ـــ جہاں حمد کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے ـــ نعمت کی بارش ہو رہی ہے ـــ

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

یہ عمل کوئی نئی چیز نہیں یہ عمل تو ہمیشہ سے مسلمانوں میں جاری و ساری ہے ـــ لوگ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں ـــ اور ماہ ربیع الاول شریف کا چاند دیکھتے

محفل میلاد کی برکت سے

گھروں سے خیر و برکت

اور شہروں میں امن و سلامتی ہوتی ہے۔

ہی خوشیاں مناتے ہیں ـــ عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہیں ـــ

زیب و زینت اور آراستگی کرتے ہیں ـــ عطر و گلاب چھڑکتے اور سرمہ لگاتے ہیں ـــ اور دل و جان سے خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے، نقد و جنس وغیرہ میں سے خوب دل کھول کر راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ـــ اور اس اظہار مسرت و خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب اور خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت، اولاد، پوتوں، نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے ـــ اور آباد شہروں میں امن و امان و سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے۔

یہ ہم نہیں کہہ رہے یہ تو اس محدث وقت علامہ عبدالرحمن ابن الجوزی کے تاثرات ہیں جو عالم اسلام میں تقریباً نو سو سال قبل پیدا ہوئے تھے ـــ

اللہ اللہ ـــ اپنی محبت جیسے سے اپنے محبوب کا دن مناتے چلے آ رہے ہیں۔ پھر ہم غافل کیوں ـــ!

یوں منا آج کو گل سے ... ہے
اللہ محبت ... ہے

کہ عطاء الحق قاسمی سے قبل جو بچے کچے تھے وہ تو شاید
پلاٹ بات ہے اور ویسے بھی لڑائی جھگڑا تو موجودہ
مسلم لیگ کا طرۂ امتیاز ہے۔

پورے مضمون میں عطاء الحق قاسمی کی یہ بات کہ
ضیاء الحق اور جنرل رحمٰن کے صاحبزادے اپنے باپوں
کا نام کیش کروانے کے چکر میں ہیں اور وہ خیر لیگی کلاشن
اور محنت کے لیڈر بن گئے ہیں مستحسن اور قابل تعریف
ہے مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اس سے قبل ہمارے ملک
کے اکثر لیڈر اپنے باپوں کا نام کیش کروانے کے چکر میں
بہت پاپڑ بیل چکے ہیں۔ اور اب ان خاندانوں کو چھوڑ کر نہ تو
کسی کردار کے مالک ہیں اور نہ ہی کسی سوچ اور فکر کے حامل
ہیں اگر مسلم لیگ میں دیوتا کا درجہ دیا گیا ہے تو اب
ان کے برے اثرات سے مسلم لیگ کیسے محفوظ رہ سکتی ہے
ان لوگوں کی آمد سے خود مسلم لیگیوں کی جو حالت زار ہے وہ
کسی عذاب سے کم نہیں۔ قاسمی صاحب نے وطن عزیز میں
جمہوریت آمریت اور اس کے نقصانات کا ذکر بھی فرمایا ہے
اور اہل وطن کو بخوبی علم ہے کہ نواز شریف صاحب دیگر صاحب
میں جنہوں نے آج تک کسی غریب کو کسی قسم سے
نہیں نوازا اور نہ ہی ان کی شرافت سے ملک و قوم کو کوئی
قابل ذکر فائدہ حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ دوسری پارٹیوں

اس قسم کی دعا مثیر تو ہم
ان لوگوں کی جانب
بھی سنتے آئے ہیں جو بڑے بڑے
پلاٹ اور لاکھوں روپیہ
ہضم کر گئے۔

کے ان لیڈروں کا تو کیا ہی کہنا جنہوں نے کبھی اسلام
کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی شرافتوں کا علمبردار ہونے کا
نعرہ لگایا ہے۔ کیا نواز شریف صاحب دیگر مسلم لیگی لیڈر
ہیں جنہوں نے مارشل لاء کے دور میں ایک بار بھی مخالفت
کی بلکہ نہیں اور نہ ہی آج بھی کھل کر بولنے پر تیار ہیں
بلکہ وہ تو دل و جان سے اس وقت کا انتظار کر رہے
ہیں جب خدا نخواستہ ملک پر ایک اور عذاب مارشل لاء
کی صورت میں نازل ہو اور یہ حضرت اس کے گود میں
جا لگیں ہیں تو حقیقت ہے کہ صورتحال اب احتساب
کا خطرہ۔

وہ ضیاء الحق کی اپنی [illegible] سے بھی ان سے
[illegible]
میں اسلامی جمہوری اتحاد اور مسلم لیگ کے [illegible]
[illegible] صاحب کی
سیاست [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بقیہ: جشن آمد رسولؐ

سرمہ ـــــ سر و داڑھی پر خوشبو دار تیل ـــــ
معطر عطر لگایئے ـــــ گھروں کو سجایئے ـــــ
گلی کو سجایئے ـــــ کوچوں کو سجایئے ـــــ بازاروں
کو محلوں کو سجایئے ـــــ مسجدوں کو مدرسوں کو
اسکولوں کو، کالجوں کو اور جامعات کو بھی سجایئے ـــــ
سبز سبز پرچم لہرایئے ـــــ جھنڈیاں لگایئے ـــــ
قمقمے جلایئے ـــــ روشنی کیجئے ـــــ چراغاں
کیجئے ـــــ رب کی نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کیجئے
درود و سلام بھیجئے بے شک اللہ اور اس کے فرشتے
بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔
اے ایمان والو تم بھی درود اور خوب سلام بھیجو

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

یا نبی سلام علیک ـــــ
یا رسول سلام علیک ـــــ
یا حبیب سلام علیک ـــــ صلوٰۃ اللہ علیک
سلام اللہ علیک ـــــ یا محمد مصطفیٰ [illegible] (صلی اللہ
علیہ وسلم) ـــــ محفل میلاد سجایئے ـــــ جشن آمد رسولؐ
منایئے ـــــ کہ آسمان سے زمین تک ایک ہی جشن
ہے ـــــ درود و سلام کے گجرے پیش کیے
جارہے ہیں ـــــ ذکر خیر ہو رہا ہے ـــــ گھروں
ہو ـــــ [illegible] کے سامنے
وہ اس مقام محمود پر فائز ہوئے ـــــ جہاں حمد کی
گونج اٹھ رہی ہے ـــــ نعمت کی بارش ہو
رہی ہے

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

یہ کوئی نئی چیز نہیں یہ عمل تو ہمیشہ سے مسلمانوں
میں جاری و ساری ہے ـــــ محفل میلاد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اکرام کرتے اور دل میں پیدا ہوتے
ہیں ـــــ اور ماہ ربیع الاول شریف کا چاند دیکھتے
ہی تو خوشیاں مناتے ہیں ـــــ شمع جشن میں
جاتے ہیں ـــــ
جب تو نیت اعلان میلاد شروع کرتے ہیں
عطر و گلاب چھڑکتے اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محفل میلاد کی برکت سے
گھروں سے خیر و برکت
اور شہروں میں امن و سلامتی ہوتی ہے۔

حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شمس الدین تبریزی نے خدا سے دعا مانگی اے خداوند عالم میں ایک مدت سے تیری عبادت و ریاضت میں مشغول ہوں تو نے مجھے علم و عرفان کی دولت عطا فرمائی ہے معرفت و حکمت کے دروازے مجھ پر کھول دیئے ہیں ولایت کی مسند پر مجھے متمکن فرمایا مگر اب کمی رہ گئی ہے تو کسی ایسے طالب ولایت اور اہل دل سے ملاقات کرا جس کے ساتھ میری ملاقات ہو تو میں تیرے عطا کردہ علم و عرفان کے خزانے میں سے کچھ اسکے دامن میں بھی ڈال دوں تیری دی ہوئی معرفت و حکمت کی دولت میں کسی اور کو بھی شریک کر لوں ولایت کی مسند پر اپنا کوئی جانشین بٹھا دوں حضرت شمس الدین تبریزی کی دعا بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئی اور غیب سے ندا آئی اے میرے برگزیدہ بندے تمہاری دعا ہم نے قبول فرمائی ہے تیری خواہش اور تمنا کا عکس تمہیں تبریز میں نہیں ملے گا اسکے لئے تمہیں اپنا وطن چھوڑنا پڑے گا طویل مسافت طے کرنا ہوگی خستہ حالی اور مسافرت برداشت کرنا ہوگی اور پھر تمہیں گوہر مقصود ملے گا اگر تو مذکورہ تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کی ہمت رکھتا ہے تو آج ہی اپنے وطن کو چھوڑ کر روم کے شہر قونیہ کے لئے روانہ ہو جا وہاں تمہیں ایک ایسا آدمی ملے گا جو اپنے وقت کا مفتی عالم فاضل ہے اس کا نام جلال الدین رومی ہے وہ ہی تمہاری ولایت بزرگی عالمیت، معرفت و عرفان کا حقیقی جانشین ہوگا یہ غیبی آواز سن کر حضرت شمس الدین تبریزی تبریز سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف مولانا جلال الدین رومی کو خدا تعالیٰ نے خواب میں حکم دیا بیشک تم اپنے علم و عرفان تفسیر و تقریر علم و حکمت اور تقویٰ میں یکتائے روزگار ہو لیکن تمہاری صفات کو جلا بخشنے کے لیے ایک ایسی نابغہ عصر ہستی کی ضرورت ہے جو تمہیں جذب و شکر و سلوک کے مبادیات سے آشنا کریں ہم نے اس جریدہ عصر شخصیت کو تمہارے پاس روانہ کر دیا ہے اس کا نام شمس الدین تبریزی ہے اب تمہارا کام ہے تم اس کو کس طرح تلاش کرتے

خان امجد خان، گجرات

ہو اور اس سے فیوض برکات علم و حکمت کے اسرار و رموز کس قدر حاصل کرتے ہو مولانا رومی اس خواب سے بڑے خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے راہ سلوک و عرفان کے لیے ایک راہبر مہیا کیا ہے لیکن پریشان بھی ہوئے کہ اب راہنما اور اتالیق کو کہاں تلاش کروں مولانا رومی ہر روز قونیہ اور اسکے مضافات میں سرگرداں رہتے اور اس صاحب عرفان اور خدا کے بھیجے ہوئے خضر زمان کو تلاش کرتے لیکن ہر روز آپ کو مایوسی ہوتی ایک روز مولانا جلال الدین رومیؒ قونیہ میں اپنے شاگردوں معتقدوں کے ہمراہ ایک حوض کے کنارے تشریف فرما تھے یہ واقعہ ۶۴۲ھ کا ہے مولانا کے پاس قلمی نسخوں (کتابوں) کا ڈھیر لگا ہوا تھا لوگ عرفان و حکمت

> **یہ باتیں سُن کر درویش نے اپنا ہاتھ تالاب میں ڈالا اور ساری کی ساری کتابیں نکال کر باہر رکھ دیں!**

کی باتیں سن رہے تھے اسی اثناء میں ایک خستہ حال درویش جسکے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اس کے چہرے سے مسافرت ٹپک رہی تھی انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں آپکے پاس آیا اس نے جب دیکھا کہ مولانا شاگردوں کو وعظ نصیحت کر رہے ہیں اور ان کے پاس کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو اسنے کتابوں کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ کتابیں کون سی ہیں مولانا نے جواب دیا کہ (چیزے است کہ تو نمی دانی) کہ یہ وہ چیز ہے جس کو میں نہیں جانتا درویش نے جب یہ بات سنی تو اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے کتابیں اٹھائیں اور حوض میں پھینک دیں مولانا کو اس درویش کی حرکت پر بہت غصہ آیا اور فرمانے لگے ارے میاں تو نے یہ کیا کیا ایسی نایاب کتابوں کو برباد کر دیا مولانا کی آواز سن کر وہ درویش مسکرایا اور کہا تم فکر مت کرو تمہاری کتابوں کو کوئی نقصان نہیں آئے گا مولانا نے کہا نقصان کیسے نہیں پہنچے گا یہ قلمی نسخے تھے ان کی کوئی نقل نہیں ہے اور جب کاغذ کی کتابیں پانی میں گر گئی ہیں تو وہ کیسے ضائع نہیں ہوں گی ان کا تو ستیاناس ہو گیا ہے یہ باتیں درویش نے سن کر اپنا ہاتھ تالاب میں ڈالکر ساری کی ساری کتابیں تالاب سے باہر نکال کر رکھ دیں۔

سب سے حیرت کی بات یہ تھی کہ ان کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی گیلی نہیں ہوئی تھی سب کی سب محفوظ تھیں یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر مولانا نے اس درویش سے پوچھا یہ آپ نے کیا کیا اور کس طرح کیا درویش نے مولانا کو ان کا ہی جواب لوٹایا اور فرمایا (چیزے است کہ تو نمی دانی) یہ وہ چیز ہے جس کو تم نہیں جانتے مولانا نے یہ جواب سنا اور سکتہ میں آگئے اور اس درویش سے پوچھنے لگے کہ آپ کہیں شمس تبریزی تو نہیں ہیں اس درویش نے

کہا ہاں میں شمس تبریزی ہوں اور مجھے خدا نے تمہاری تربیت کے لیے بھیجا ہے مولانا ان کے قدموں میں گر گئے اور حضرت تبریزی نے آپ کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا حضرت شمس الدین تبریزی کے حالات زندگی کے بارے میں تاریخوں میں زیادہ تفصیل بیان نہیں کی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نام کے بزرگ شمس تبریز، سبزواری ملتان میں مدفون ہیں ان کا رتبہ بھی بڑا بلند ہے ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں سے اک جہاں آباد ہے اس لیے اکثر تذکرے انہی شمس تبریز سبزواری کے ہی ملتے ہیں، جس شمس تبریز کا ہم ذکر کر رہے ہیں ان کے تذکرے بہت کم ملتے ہیں اور اگر ملتے بھی ہیں تو حضرت مولانا روم کے حوالے سے آپکی تاریخ ولادت کے متعلق بھی کسی تذکرہ نگار نے کہیں ذکر نہیں کیا آپ کے والد گرامی کا اسم شریف علی بن ملک داد تبریزی تھا بعض حقائق نگاروں نے آپ کے والد صاحب کا نام علاؤالدین بھی بیان کیا ہے جو اسماعیلیہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں حضرت شمس تبریزی بھی ابتداء میں فرقہ باطنیہ کے پیشوا اسماعیلیہ فرقے کے ایک بزرگ سے متعلق تھے آپ نے اپنا آبائی مسلک ترک کر کے ایک خدا رسیدہ بزرگ بابا کمال جندیؒ کے مرید بن گئے آپ کے مرشد نے اپنی نگرانی میں تھوڑے ہی عرصے میں آپ کو طریقت و سلوک کی تمام منازل طے کرا دیں آپ اپنے مرشد کے منظور نظر تھے آپ شروع ہی سے فقر و درویشی کی زندگی پسند کرتے تھے آپ کا معمول تھا کہ چالیس روز تک کھانا نہ کھاتے اور پھر کچھ کھانے کے بعد چالیس روز تک دوبارہ فاقہ کرتے اور اس عرصہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے آپکے احباب آپ کو کچھ کھانے کے لئے مجبور بھی کرتے تو آپ انکار کر دیا کرتے تھے آپ نے اپنی زندگی سخت ریاضت کرکے گزاری آپ تنہائی پسند تھے تنہائی میں عبادت کرنا پسند کرتے تھے آپ کی انہی خوبیوں کی بدولت آپ کے مرشد کی مہربانیاں اور عنایات آپ پر بہت زیادہ تھیں ایک مرتبہ لوگوں کو آپ کی عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ کا پتہ چل گیا تو انہوں نے آپ کے پاس آنا جانا شروع کر دیا بعض احباب نے بیعت کرنے کی بھی خواہش کی مگر آپ ان درویشوں میں سے نہیں تھے جو مریدوں کے خواہشمند اور عقیدتمندوں کے لئے

جویاں اور ترساں رہتے ہیں آپ نے لوگوں کو سختی سے روک دیا بلکہ آپ نے لوگوں کی اس طرح آمد سے تنگ آ کر اپنا وقت کاروباری حقوں میں گزارنا شروع کر دیا اس طرح کئی لوگوں کے دل آپ سے بدگمان ہو گئے اور لوں لوگوں سے آپکی گلو خلاصی ہو گئی آپ نے پھر سے وقت تخلیہ میں گزارنا شروع کر دیا۔

حضرت شمس الدین بڑے نحیف اور ضعیف تھے مگر ان کے بیان میں کشش اور ان کی شخصیت میں جاذبیت تھی آپ کو درویشوں کی ملاقاتوں کا بڑا شوق تھا اس کے لئے آپ شہر بہ شہر گھومتے پھرتے رہے اس شوق کی تعمیل کے لئے آپ نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ الٰہی مجھے کوئی ایسا بندہ مل جائے جو میری محبت کا متحمل ہو سکے اور رب جلیل نے آپ کو روم کے شہر قونیہ میں بھیجا اور ان

> **"آپ کے کلام میں تصوف اور نفسیات کے دقیق مسائل اور اسرار و رموز کا ایک دریا ہے کہ اُمڈتا چلا آتا ہے"**

کی ملاقات یہاں مولانا روم سے ہوئی آپ نے مولانا روم کو بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں داخل کر لیا آپکی ملاقات کے بعد مولانا روم میں ایک انقلاب برپا ہو گیا پہلے مولانا ہر وقت درس و تدریس وعظ ہدایت اور فتویٰ نویسی کیا کرتے تھے پھر انہوں نے اپنے یہ سارے معمولات ترک کر دیئے اور نغمہ ساز کی طرف متوجہ ہو گئے تاہم مولانا روم ایک لمحہ کے لیے بھی شمس الدین تبریزی سے جدا نہ ہوتے تھے مولانا نے جب اپنے اشغال ترک کئے تو قونیہ کے لوگوں کو سخت گلہ ہوا۔ انہوں نے مولانا کے وعظ و نصیحت سے محرومی کا محرک حضرت شمس الدین تبریزی کی آمد کو قرار دیا بعض لوگ تو اسقدر مشتعل اور جذباتی ہو گئے کہ وہ شمس تبریزی کے در پہ آزار ہو گئے بعض حضرت تبریزی کے ساتھ سخت

گستاخیاں بھی کرنے لگے ان باتوں کا حضرت تبریزی کو بہت رنج ہوا اور انہوں نے قونیہ کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا اور اچانک قونیہ سے دمشق جا پہنچے مولانا روم کو حضرت تبریزی کی جدائی اور فراق کا بہت شاق گزرا وہ جب اپنے پرانے اشغال یعنی درس و تدریس کی طرف لوٹتے تو ان کی حالت مرغ بسمل کی طرح ہو جاتی تھی مولانا حضرت تبریزی کے فراق کی شدت میں رقت آمیز شعر پڑھا کرتے تھے انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور اپنے مریدوں اور خادموں سے کنارہ کشی اختیار کر لی انہی فراق و جدائی کے مسلسل لمحات میں مولانا کو حضرت تبریزی کا خط ملا جس سے ان کی آتش عشق اور بھڑک اٹھی مولانا کی بے قراری دیدنی تھی آپ کی تڑپ دیکھی نہ جاتی تھی جب آپ کی جان کے لالے پڑ گئے تو مولانا کے صاحبزادے سلطان کی سرکردگی میں ایک وفد دمشق گیا اور شمس الدین تبریزی سے معافی مانگی مولانا نے وفد کو ایک منظوم خط اور ایک ہزار دینار بھی حضرت شمس الدین کے آستانے پر نچھاور کرنے کے لیے بھیجے مولانا کی حالت پر حضرت تبریزی کا دل پسیج گیا اور انہوں نے قونیہ واپس آنے کی حامی بھر لی اور جب آپ قونیہ پہنچ گئے تو مولانا روم بہت خوش ہوئے ذوق سماع کی محافل پھر سے ہونے لگیں اہل قونیہ کو حضرت شمس تبریزی کا قونیہ میں رہنا ناگوار گزرتا تھا لیکن وہ خاموش رہتے تھے حضرت شمس تبریز نے دنیائے تصوف میں وہ مقام حاصل کیا ہے جو ارباب فکر و نظر سے مخفی نہیں ہے آپ نے اشعار کی زبان میں اظہار خیال کیا ہے ان کے جذب گداز قول اور تاثیر نے دلوں کو مسخر کر رکھا تھا آپ سراپا عشق تھے آپ کے کلام میں اول تا آخر عشق کا پیغام ہے آپ فرماتے ہیں اگر انسان کا دل عشق سے خالی ہے تو وہ انسان نہیں پتھر کا بت ہے اور اگر کوئی قوم عشق سے تہی دامن ہے تو وہ محض راکھ کا ڈھیر ہے آپ کے کلام میں تصوف اخلاق اور نفسیات کے دقیق مسائل اور اسرار و رموز کا ایک دریا ہے کہ امڈتا چلا آتا ہے آپ جہاں ذات خداوندی روح مطلق سمجھتے ہیں وہاں اسے حسن مطلق بھی کہتے ہیں حسن مطلق ایک چشمہ ہے جس سے حسن کے سوتے پھوٹتے ہیں اور کائنات میں پھیل جاتے ہیں انسانی روح

آپ اس سرچشمے کو دیکھنے اور اس میں داخل ہونے کے لیے بے قرار ہے اسی اضطراب اور بے چینی کو آپ عشق کہتے ہیں اس صورت میں روح انسانی عاشق اور ذات باری محبوب ہے۔ بعض مقامات پر آپ اس عشق کو مجاز کے پردے میں بیان کرتے ہیں جس میں زلف اور خال و رخ کا بھی ذکر ہوتا ہے ساقی و جام کو بھی آپ نے عشق کے لازمی جز قرار دیے ہیں مگر ان سب چیزوں کا اصل تعلق ذات خداوندی ہے جہاں دیکھتے ہوئے رخساروں کا ذکر آتا ہے وہاں اس سے مراد حسن ذات حق ہوتی ہے جو صفات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے شراب کے نشہ میں جو کیف و مستی کا ذکر ہوتا ہے اس سے تصور محبوب میں سالک کے غرق ہو جانے کا مطلب لیا جاتا ہے اس مبہم اسلوب بیان کی وجہ آپ یہ بیان فرماتے ہیں کہ صوفی شاعر اپنی فانی حیثیت میں حسن مطلق سے محبت کرتے تھے اور اس تصور میں ما سوائے اللہ کے سب کو بھول جاتے تھے جب وہ اپنے خواب نما عاشقانہ واردات کا اظہار کرتے تو انسان ہونے کی حیثیت میں وہ الہیاتی نہیں بلکہ انسانی طریق بیان اختیار کرتے تھے اس طرز بیان کو مولانا روم نے اسطرح بیان کیا ہے

ع سر پنہاں است اندر زیر و بم
فاش گر گویم جہاں برہم زنم

حضرت شمس تبریزی فرماتے ہیں راہ طریقت میں ایسا بھی مقام آتا ہے کہ اگر اسے واضح طور پر بیان کیا جائے تو ظاہر بین لوگ راہ طریقت کے سالک کو دار و رسن کا مستحق سمجھتے ہیں صوفیا کا عقیدہ ہے کہ انسانی روح ایک ابدی اور غیر فانی عنصر ہے جس کا براہ راست ذات خداوندی سے تعلق ہے یہ تعلق بالکل ایسا ہی ہے جیسا جز کو کل کے ساتھ ہوتا ہے ایک مرتبہ حضرت شمس تبریزی چند مہینوں کے لیے ایک کمرے میں بند ہو گئے اور چلہ کشی شروع کر دی ان کی یہ جدائی مولانا روم سے برداشت نہ ہوئی اور جب حضرت تبریزی نے چلہ کشی تمام کی تو مولانا روم بہت خوش ہوئے ان کی ساری بیقراری اور پژمردگی کافور ہو گئی اس انتہائی خوشی کے عالم میں دیکھ کر حضرت تبریزی نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانا چاہا اور فرمایا مجھے ایک خوبصورت عورت لا دو گے مولانا روم نے کوئی سوال جواب کیے بغیر اپنی بیوی جو شاہ خوارزم کی بیٹی تھی حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا اب ایک لڑکا لا دو گے آپ نے اپنا لڑکا بھی حاضر کر دیا پھر فرمایا شراب لا دو گے آپ نے شراب بھی حاضر خدمت کر دی حضرت تبریزی نے وہ شراب، عورت، لڑکا سب کچھ واپس کر دیا اور فرمایا یہ تیرا امتحان تھا اب تمہارے عرفان معرفت سلوک و جذب شکر کی تمام منزلیں طے ہو گئی ہیں ان حقائق کے مطابق حضرت شمس تبریزی ۶۴۵ھ میں قونیہ میں شہید کر دیے گئے آپ کے متعلق تاریخ بھی خاموش ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کنزالایمان اسلامی لائبریری

رپورٹ: رئیس احمد شاہین

میرپور خاص۔ گذشتہ دنوں مبلغ اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وفات کے سلسلہ میں کنزالایمان اسلامی لائبریری، نئی مسجد میرپور خاص میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا اس تقریب کے مہمان مقرر کراچی سے آئے نوجوان مقرر جناب نوشاد عالم چشتی تھے۔ تقریب میں حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کی اسلام کے حوالے سے عالمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ جناب نوشاد عالم نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے، آپ نے اپنی حیات مبارکہ کے تقریباً چالیس سال امریکہ، براعظم افریقہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور، ملایا، چین، جاپان، کینیڈا، فرانس، ٹرینی ڈاڈ اور فلپائن وغیرہ میں تبلیغ اسلام میں گزارے۔ انگریزی زبان میں "مسلم ڈائجسٹ" ڈربن ساؤتھ افریقہ" "اسٹار آف اسلام" کولمبو اور "مسلم اینوول" ماہنامے آپ کی یادگار ہیں۔ ملایا میں جناب محمد ابراہیم السا گوف کے تعاون سے عربی یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی۔ بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ آپ کے ہاتھ پر پچاس ہزار سے زائد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ جن میں بورنیو کی شہزادی گلیڈے پال مارا، ریسشی کے فرانسیسی گورنر مروات ٹرینی ڈاڈ کی خاتون وزیر فاطمہ ڈونا وا وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجدد اسلام اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے آپ خاص خلفاء میں شامل تھے اعلیٰحضرت نے اپنے کلام میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

ع عبد علیم کے علم کو سن کر
جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں

انہوں نے کہا کہ آپ نے جارج برناڈ شا سے اسلام کے موضوع پر طویل گفتگو کی۔ آخر جارج برناڈ شا اسلام کی حقانیت کا قائل ہوا۔ اور کہا کہ آئندہ سو سال بعد دنیا کا مذہب اسلام ہوگا۔ انہوں نے آخر میں کہا کہ آپ نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے ایما و ارشاد پر اپنی زندگی تبلیغ دین اور خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی اور اپنے نجی خرچ پر پیغام اسلام دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ آج بھی آپ کے فرزند حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ آپ کے تبلیغی کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں تقریب کے اختتامی کلمات میں بانی کنزالایمان اسلامی لائبریری جناب محمد اکرم قادری نے حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضرت کو قائداعظم نے تحریک پاکستان کو متعارف کرانے کے لئے پوری دنیا خصوصاً اسلامی ممالک کے دورہ پر روانہ کیا آپ کے دورہ کے بعد اسلامی ممالک نے تحریک پاکستان کی حمایت کی ان خدمات پر آپ کو "سفیر ہند" کا خطاب دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے قادیانیوں کے خلاف اسلام کی سرگرمیوں سے بھی مسلمانوں کو خبردار کیا اور انہیں اس فتنے سے بچایا۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام اور دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد امین صدیقی

برصغیر پاک و ہند کی وہ نابغہ روزگار شخصیت ہیں۔ جن کے وجود مسعود سے علم و عرفان و رشد و ہدایت اور خدمت دین کے چشمے پھوٹ رہے ہیں صاحبان علم و فضل اور ارباب عقل و دانش اپنی روحانی اور باطنی تشنگی بجھانے کے لئے اس سرچشمۂ صافی کی گھاٹ پر اترتے ہیں اور اس ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے سیراب ہوئے' اس کی گہرائی سے بیش بہا جواہرات نکالتے اور اپنی زندگی کو درخشاں و تاباں بناتے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ رحمۃ ایک جامع انسان تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ نہ صرف ان میں جذب تھا بلکہ آپ اس کے مظہر کامل تھے۔ آپ کی سیرت کاملہ میں اسلام کی روشن جھلکیاں نظر آتی ہیں اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سیرت و صورت لوح دل پر نقش ہوتی ہے آپ اپنے طالب علمی کے زمانے میں نہایت ذہین طالب علم تھے طالب علمی کا یہ عالم تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ کرنے بیٹھے تو استغراق اور یکسوئی میں صبح کی اذان ہو جاتی اور آپ سمجھتے کہ شاید ابھی کہیں عشاء کی اذان ہو رہی ہے۔ چھوٹی عمر میں تو نیند کے سد باب کے لئے موسم سرما میں لحاف ترک کر دیتے اور موسم گرما میں اپنے پاس پانی کا برتن رکھ لیتے اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو منہ پر چھینٹے مارتے۔ مگر جب مذہبی کتابوں کی باری آتی تو گہری ذوق اور وقت نظر کے سامنے نیند خود بخود بھاگ گئی۔ آپ کو گھر سے ماہانہ وظیفہ ملتا تو اسے نادار بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔ اپنے نفس نفیس کو فاقوں کا اس قدر عادی بنا لیا تھا کہ ہفتہ عشرہ تک بھوک محسوس نہ ہوتی۔

ایک موقع پر مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی لکھتے ہیں کہ اللہ اللہ حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ذہانت کا کیا کہنا کہ مشکل سے مشکل مسئلہ پہلی توجہ میں حل ہو جاتا مطالعہ اور تفکر کا کیا معنی محض توجہ کی ضرورت ہوتی تھی بڑے بڑے فضلاء کو دیکھا کہ ان سے جو مسئلہ سخت مطالعہ اور محنت سے حل نہ ہوتے حضرت کی ایک نظر اس کو حل کر دیتی۔ آپ اوج فضل و کمال کے نیر تاباں اور سپہر علم و عرفان کے مہر درخشاں تھے اور ہیں۔ خلق خدا آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہی ہے۔ اور عقیدتمندان دربار آپ کے سایۂ عاطفت میں دینی و دنیاوی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ رحمۃ ۸۱ سال تک اس دنیائے آب و گل میں جگمگاتے رہے۔ اس ۸۱ سالہ عرصہ میں علوم دین کے فروغ' درس تدریس' مناظرہ اور مکالمہ' ہندوستان کے دینی علوم کے مراکز میں قیام برصغیر کے مختلف علاقوں کے پے در پے سفر' جذب و سیاحت کی منزلیں' سفر حج' مقدس' تصنیف' تالیفی خدمات اور مسند ارشاد کے فرائض کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ رحمۃ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے منسلک و مجاز ہونے کے بعد سے اس سلسلہ طریقت کی کرنیں برصغیر پاک' ہند کے علاقوں میں پھوٹیں۔ انوار خواجگان کے ساتھ ساتھ قادریت کی تجلیات بھی ضو فگن رہیں۔ مشرباً آپ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے فلسفہ وحدۃ الوجود سے سرشار تھے۔

۱۳۰۷ھ میں جب آپ حج کے لئے مکہ شریف گئے اور سرزمین مقدس پر جلیل القدر صوفیاء اور علماء کی موجودگی میں ایک موقع پر مسئلہ وحدۃ الوجود کے موضوع پر ایک ایسی علمی اور پرتاثیر گفتگو فرمائی کہ حاضرین کو انشراح صدر حاصل ہوا' اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حسن ارشاد سے اس قدر متاثر ہوئے کہ خوش ہو کر سلسلۂ چشتیہ صابریہ کا شجرہ عطا فرمایا۔ لیکن آپ نے اپنے شیخ حضرت شمس الدین سیالوی علیہ رحمۃ کی ذات میں اس قدر فنائیت حاصل تھی کہ آپ عطا کو عطائے مرشد ہی جانتے اور ایک رنگی میں دو رنگی کی آمیزش غیرت فقر کے منافی گردانتے تھے۔

> حج کے موقع پر جلیل القدر صوفیاء
> اور علماء کی موجودگی میں آپ نے
> وحدت الوجود کے موضوع پر ایسی
> علمی اور پُرتاثیر گفتگو فرمائی کہ
> حاضرین کو انشراح صدر حاصل ہوا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ آخری عمر کے دس سال میں زیادہ تر کلام اور سفر وغیرہ ترک فرمایا تھا۔ تاہم متعلقین اور متوسلین پر اس قدر شفقت رہی کہ بعض اوقات کچھ نہ کچھ کلام بھی فرما لیتے اور تھوڑا بہت چلنا پھرنا بھی گوارا فرما لیتے۔

جب آپ کے فرزند ارجمند غالباً ۱۹۲۸ء میں حج سے واپس تشریف لائے تو آپ چند قدم اٹھا کر نہایت محبت سے ملے لوگوں کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ چونکہ یہ ایسی جگہ سے آئے ہیں جس کے لئے کرنا ضروری تھا۔

۱۹۳۱ء کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پر محویت اور استغراق طاری ہو گئی۔ غذا وغیرہ بالکل ترک فرما دیں۔

باقی ص ۵۰ پر

نعت صلی اللہ علیہ وسلم

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر
اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر
منزل ہے کڑی، رات اندھیری، میں نابلد
جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب غریب
اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
پرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

اللہ لے خبر میری اللہ لے خبر
اے حضرے خبر میری اے ماہ لے خبر
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر
میرا ہے کون تیرے سوا، آہ لے خبر
مولا پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت!
مدینے کے خطے، خدا تجھ کو رکھے!
تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے
بڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مجدد الامۃ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

بچایا دین و ایماں تلف ہونے سے مسلماں کا
عظیم احساں ہے اُمّت پر امام احمد رضا خان کا[1]

رہا رخ موڑ کے تو جھوٹ کے ہر ایک طوفاں کا
زمانہ آج بھی ممنون ہے تیرے لطف و احساں کا

محدث بھی، مفسر بھی، مجدد بھی تو برحق ہے
ترے ہی سر پہ سجتا تاج ہے شاہِ فقیہاں کا

جو پایا تُو نے اعزاز فضیلت، وہ مثالی ہے
احاطہ کر نہیں سکتیں نگاہیں عظمت و شاں کا

فصاحت میں بلاغت میں فقاہت اور امامت میں
ہے جاری آج بھی سکّہ ترے ہی علم و عرفاں کا

نشانِ راہ ہے اب تک تری طرزِ جداگانہ
لقب زیبا ہے تجھ کو ہی امام نعت گویاں کا

کھلے ہیں پھول ہر جانب گلستانِ شفاعت کا
کھُلا ہے جب بھی کوئی باب تیرے نعت الیواں کا

تجھے فائز کیا فطرت نے دیں کی ترجمانی پر
نبھایا خُوب ہے تو نے فریضہ شرحِ قرآں کا

اک اک لفظ سے اُلفت کے سوتے پھوٹے پڑتے ہیں
مطالعہ کر کے دیکھے بھی تو کوئی "کنزِ ایماں" کا

نبی[2] کی آن کو رکھا مقدم ہر گھڑی تو نے
عیاں تیرے عمل سے ہو گیا یہ راز ایماں کا

نہیں کوئی سوائے مصطفےٰ[3] کے اپنا کہنے کو
یہی پیغام دیتا ہے ترا ہر شعر دیواں کا

کیا ہے دودھ سے پانی جدا بے شک رضا تو نے
تعلق ہے ترا اسلام سے گویا رگِ جاں کا

مقابل کب ترے ٹھہرا ہے کوئی " دیو کا بندہ"
ہوا کب ہے کسی سے سامنا اس تیغِ براں کا

بدل کر رکھ دیا مطلق مزاجِ گمرہاں تو نے
ہدایت کی سند ہے بس تعلق تیرے داماں کا

عرب میں اور عجم میں الغرض ساری ہی دنیا میں
ترا ہی نام لیوا ہے مخالف حزبِ شیطاں کا

ترے صدقے ترے قرباں مرے آقا مرے شاہا
نمایاں کر دیا سب فرق تو نے کفر و ایماں کا

نشانِ اہلِ سنّت بن گئی نسبت بریلی کی
عجب بخشا تجھے حق نے صلہ خدماتِ ذیشاں کا

زمانہ لاکھ کروٹ لے ہزاروں انقلاب آئیں
سدا جاری رہے گا تذکرہ اس زیبِ عنواں کا

ہو چاہے نقشبندی قادری چشتی سہروردی
ہر اک پہ مشترک سایہ ہے اس مہرِ درخشاں کا

مدد لے اعلیٰ حضرت اے مجدد دین و ملت کے
عدو ہے چار سو پھرتے شکاری دین و ایماں کا

ہے تیرے نام کی نسبت سے یہ مہجور بھی رِضوی
جہاں میں آج بھی جاری ہے تیرا بحر فیضاں کا

سپاس گذار
سید عارف محمود مہجور رضوی
گجرات

1: مصرع حافظ محمد افضل فقیر۔
2: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔
3: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

رنگِ احوال

ایم اے ساجد

خوفِ خدا

[illegible]

ظلم کا انجام

[illegible]

عادت سے مجبور

[illegible]

جواہر پارے

● مرد کا سر ہنسنے کے لئے اس قدر تنگ نہ ہو کہ تم ... (اعلیٰ حضرت بریلوی)

● دنیا کی عادت بہت محبت کی ہے اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور دائمی ہے۔ (مجدد الف ثانیؒ)

● اللہ کے نیک بندوں کے پاس جا کر ہو کر جانا چاہئے تاکہ جب جاؤ واپس آئے اور اپنی عقلمندی ظاہر کرنا چاہئے تاکہ ان کو شفقت آئے اور استفادہ کا راستہ کھل جائے۔ (مجدد الف ثانیؒ)

● اگر تو اپنی باتوں سے علم کے دریا بہا دے، پھر بھی تیری عمل ہی بہتر ہے (شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

● جو شخص اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے دنیا کی تمام چیزیں اس کے لئے آسان کر دی جاتی ہیں۔ (حضور غوث پاکؒ)

مرسلہ: فیض احمد ہاشمی۔ ڈھیر کریال (شیخوپورہ)

احادیث نبوی / عبدالرشید نورانی

● امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں میں ہوگا۔ (بخاری شریف)

● رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں (طبرانی)

● مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو۔ (ابن ماجہ)

● کسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دینا بہترین جہاد ہے (ابو داؤد)

● جس شخص نے نیکی کی طرف رہنمائی کی اس کے لیے اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس نیکی کرنے والے کے لیے ہے۔ (مسلم)

● ایک دوسرے کو اچھے نام سے یاد کرو، کسی کو برے نام سے نہ پکارو (مسلم)

جھوٹا نبی ہارون الرشید کے دربار میں

محمد حسن رضا گوندل، برمنگھم لندن

● ہارون الرشید کے دربار میں ایک شخص لایا گیا۔ جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا خلیفہ نے اس سے سوال کیا: "ہر نبی کے پاس ایک معجزہ ہوتا ہے۔ تم نبی ہو تو تمہارے پاس کونسا معجزہ ہے؟" "میں مردے کو زندہ کرتا ہوں" اس نے جواب دیا۔ "لیکن یہ معجزہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا" خلیفہ نے کہا۔ "بے شک یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا لیکن وہ مردے تو تھے جو مردہ زندہ کر سکتے تھے۔ میں جھوٹا نبی ہوں صرف وہ مردہ زندہ کر سکتا ہوں جسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا ہو" خلیفہ نے رائے کے لئے اپنے وزیر کی طرف دیکھا۔ وزیر نے ادب سے کہا: "امیر المومنین! میں اس شخص کی نبوت پر ایمان لانے کو تیار ہوں۔ اس لئے کہ اگر آپ نے معجزہ دکھانے کا حکم دیا تو یہ مجھے قتل کر دے گا۔ میری بیوی بیوہ ہو جائے گی اور بچے یتیم ہو جائیں گے جبکہ آپ اس کا اور اس کے جھوٹے دعوے کا خیال کیے بغیر حشر کریں لیکن میرا کھیل ختم ہو جائے گا۔"

پھلجھڑیاں

حافظ احسان الٰہی برکاتی

گلبرگ محلہ بھیکھو شہر۔

(۱) ماں: شریر لڑکے تم اس درخت پر کیا کر رہے تھے۔

لڑکا: ایک آم زمین پر گر پڑا تھا اس کو شاخ پر لگا رہا تھا۔

(۲) ایک صراف کام میں مصروف تھا ایک شخص آیا اور پوچھا کہ آپ کی دکان پر کیا بکتا ہے؟

صراف نے غصے سے جواب دیا یہاں گدھے بکتے ہیں"

وہ شخص بولا آپ اکیلے ہی رہ گئے ہیں یا اور بھی ہیں

(۳) ایک شخص: میرا نام شیر خان میرے باپ کا نام دلیر خان اور میرے دادا کا نام ببر خان ہے۔

دوسرا شخص: تو پھر اندر آجایئے:

پہلا: آپ کے کتے سے ڈر لگتا ہے۔

(۴) بیٹا: امی اس بوتل میں کون سا تیل ہے۔

امی: اس میں تیل نہیں گوند ہے۔

بیٹا: ہائے اسی لئے میری ٹوپی سر سے نہیں اتر رہی۔

(۵) ایک دیہاتی کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں ایک دوسرا آدمی ملا وہ کہنے لگا۔ تمہارا اسم شریف کیا ہے؟

دیہاتی بہت سوچ بچار کے بعد بولا اسم شریف تو مجھے آتا نہیں ہاں درود شریف آتا ہے۔

اسلام
غیر مسلم مدبرین کی نظر میں

مرسلہ اسلم قریشی

گاڈفری ہگنس

" اسلام کی جاذبیت [illegible] سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آٹھویں صدی کے آخر میں [illegible] پرست ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے سلطنت بغداد کو تباہ کر دیا لیکن ان فاتحوں نے تھوڑے ہی عرصے میں مغلوب مسلمانوں کا مذہب بھی اختیار کر لیا۔

ڈاکٹر گستاولی بان

" دنیا میں مذاہب پیدا ہوتے اور مٹ گئے لیکن مذہب اسلام کے اعتقادات کو زمانہ نہ مٹا سکا اور آج بھی ان کا [illegible] ویسا ہی پر زور ہے جیسا پہلے تھا۔ چنانچہ جس وقت عیسائیوں نے اندلس کو عربوں سے فتح کر لیا تو اس وقت اس مفتوح قوم نے جان [illegible] قبول کیا لیکن مذہب کا بدلنا قبول نہیں کیا۔ اسلام کی جاذبیت اور حقانیت کی [illegible] تاریخ [illegible] پیش کر سکتی ہے۔

[illegible]

[illegible] سخت غلطی پر ہیں۔ اسلام کی تعلیم نے پیروان اسلام کے سینے شجاعت اور جوانمردی سے بھر دیئے ہیں اور ان کو نرمی، مروت اور اعلیٰ اخلاق سے مالا مال کر دیا ہے۔

پادری مرقس ڈاڈ

" اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس سے عقل انسانی کو ایک فطری مناسبت ہے اور جس نے مشرکین تک کے دلوں میں اپنی طرف سے نفرت پیدا نہیں کی۔

سر ولیم میور

" مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جس پر اسلام کا دارومدار ہے یہ ہے کہ خدائے واحد کی مرضی پر توکل کرنا معاشرت کے معاملے میں بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

میں امید کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا [illegible] سے "احوال" کے قارئین کی معلومات میں یقیناً اضافہ ہوگا۔

بقیہ : ہمارا قائد لاثانی ہے

عالم دین مناظر اسلام مولانا محمد ضیاء اللہ قادری [illegible] سیالکوٹ نے گزشتہ روز یہاں ادارہ اسلامیہ نورانیہ کے سربراہ مولانا ابوالوفا غلام [illegible] نورانی سے دوران ملاقات کیا۔ مولانا قادری کے [illegible] قائد [illegible] علامہ شاہ احمد نورانی کی [illegible] اہلسنت والجماعت [illegible] آپ [illegible] مولانا نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اہلسنت والجماعت اپنے قائد لاثانی حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کی بے مثال قیادت میں اکٹھے ہو کر جمعیت علماء پاکستان کے پروگرام تمام مصطفےٰ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ [illegible] نفاذ کو عملی جامہ پہنائیں۔ مولانا ضیاء اللہ قادری نے اپنی طرف سے قائد اہلسنت کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے مکمل حمایت کا اعلان کیا۔

بقیہ : انتخابات اور اسلامی جماعتیں

قائدین تدبر اور دور اندیشی سے کام لے کر ملک و ملت کے وسیع تر مفاد میں ایک عظیم تر اسلامی اتحاد کی بنیاد رکھیں۔ اس اتحاد میں سیکولر اور لادین جماعتوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہونا چاہیے دراصل یہی وہ جماعتیں ہیں جو اسلام کے عملی نفاذ کی راہ میں مزاحم ہیں۔ چند کوتاہیوں کے باوجود مختلف مکاتب فکر کی دینی جماعتوں کی اسلام سے وابستگی کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے ۱۹۵۳ء یا ۱۹۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت ہو یا ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ کسی جاگیردار اور سرمایہ دار نے اسلام کے لیے قربانی نہیں دی ہر مشکل وقت میں دینی جماعتوں اور مدارس کے صابر و شاکر رہنماؤں اور تنگ دست کارکنوں و طلباء نے ہی اپنے خون سے عظمت و استقلال کی لازوال تاریخ رقم کی ہے۔ انشاء اللہ اب بھی یہی مردانِ باصفا قوم کو نظام مصطفےٰ کے عملی نفاذ کی نوید سنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

بقیہ : عہد نبوی

یہ اقدامات و اصلاحات نیز فرامین و ارشادات عہد جدید میں بھی ہماری سیاسی و معاشرتی زندگی کیلئے بلاشک و شبہ مینارۂ ہدایت ہیں۔ بالخصوص اسلامی نظریہ پر قائم ہونے والے ملک پاکستان میں ان کا رائج ہونا ایک لازمی امر ہے۔ الحمدللہ ہم تو سب مسلمان ہیں لیکن غیر مسلم بھی آپ کے ان اقدامات و احکامات کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

بقول جارج برنارڈ شا،

"اگر آج دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حکمران پیدا ہو جائے تو دنیا کے تمام مسائل حل ہو جائیں اور دنیا کو امن و اطمینان میسر آ جائے، میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ آپ جیسی شخصیت کو اگر آج کے عالم جدید کی حکومت دیدی جائے تو دنیا اپنی مشکلات کا حل تلاش کرنے میں کامیاب و کامران ہو جائے گی کاش! دنیا آپ جیسے مصلح کی ضرورت محسوس کرے۔" بقول شاعر

ع ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

بقیہ : پیر مہر علی

بسا اوقات ہوتا تھا کہ مولانا محبوب عالم صاحب زائرین کی معروضات کو کئی کئی مرتبہ پیش کرتے تب آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب ضرورت کوئی وظیفہ کا ارشاد فرماتے یا حصول مقصد کے لئے دعا کر دیا کرتے۔ آخرکار ۱۹۳۷ء کی وہ گھڑیاں قریب آنے لگیں جن کے متعلق ایک بزرگ! خدا نے آپ کے فرزند ارجمند کو پہلے ہی مطلع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس زائرین کی تعداد معمول سے زیادہ ہونی شروع ہو گئی۔

مئی کے پہلے ہفتے میں بخاری علامتیں نمودار ہوئیں اور آخری دو تین دن میں تو یہ حالت تھی کہ ہاتھ مبارک بار بار سر کی جانب اٹھاتے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا استقبال کر رہے ہیں آخر ۲۹ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بوقت عصر آپ نے خفیف تبسم فرمایا۔ اور خفیف تبسم سے حاضرین کو ذوقِ آشنا فرماتے ہوئے اسم ذات اللہ فرمایا اور قبلہ رخ ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

آپ کا مزار پرانوار راولپنڈی میں واقع ہے ہر سال صفر کے آخر اور ربیع الاول کے شروع ایام میں آپ کا عرس شریف بڑی شان و شوکت سے راولپنڈی گولڑہ شریف میں منایا جاتا ہے۔ جبکہ آپ کی یاد میں دنیا بھر میں محافل منعقد ہوتی ہیں۔



پیشکش: سید عبدالمجید قادری ۔ محمد قاسم پولانی ۔ [illegible]

AHWAL Weekly Regd. NO M-476. OCT 04 TO 10 1990.

